THE BOOK WAS DRENCHED

TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری

مُرتبہ

انجمن ترقّیِ اُردو (ہند)

جس قدر انگلش اُردو ڈکشنریاں اب تک شایع ہوئی ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل یہ ڈکشنری ہے۔ اس میں تخمیناً دو لاکھ انگریزی الفاظ اور محاورات کی تشریح کی گئی ہے۔ چند خصوصیات ملاحظہ ہوں (۱) یہ بالکل جدید ترین لغت ہے۔ انگریزی زبان میں اب تک جو تازہ ترین اضافے ہوئے ہیں وہ تقریباً تمام کے تمام اس میں آگئے ہیں (۲) اس کی سب سے بڑی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ادبی، علمی اور بول چال کے الفاظ کے علاوہ اُن الفاظ کے معنی بھی شامل ہیں جن کا تعلق علوم و فنون کی اصطلاحات سے ہے۔ اسی طرح ان قدیم اور متروک الفاظ کے معنی بھی درج کیے گئے ہیں جو ادبی تصانیف میں استعمال ہوتے ہیں (۳) ہر ایک لفظ کے مختلف معانی اور فروق الگ الگ لکھے گئے ہیں اور امتیاز کے لیے ہر ایک کے ساتھ نمبر شمار دے دیا گیا ہے (۴) ایسے الفاظ جن کے مختلف معنی ہیں اور اُن کے نازک فروق کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا، ان کی وضاحت مثالیں دے دے کر کی گئی ہے (۵) اس امر کی بہت احتیاط کی گئی ہے کہ ہر انگریزی لفظ اور محاورے کے لیے ایسا اُردو مترادف لفظ اور محاورہ لکھا جائے جو انگریزی کا مفہوم صحیح طور سے ادا کر سکے اور اس غرض کے لیے تمام اُردو ادب، بول چال کی زبان اور پیشہ وروں کی اصطلاحات وغیرہ کی پوری چھان بین کی گئی ہے۔ یہ بات کسی دوسری ڈکشنری میں نہیں ملے گی۔ (۶) ان صورتوں میں جہاں موجودہ اُردو الفاظ کا ذخیرہ انگریزی کا مفہوم ادا کرنے سے قاصر ہے ایسے نئے مفرد یا مرکب الفاظ وضع کیے گئے ہیں جو اُردو زبان کی فطری ساخت کے بالکل مطابق ہیں۔ (۷) اس لغت کے لیے کاغذ خاص طور پر باریک اور مضبوط تیار کرایا گیا تھا جو بائبل پیپر کے نام سے موسوم ہے۔ طباعت کے لیے اُردو اور انگریزی ہر دو خوب صورت ٹائپ استعمال کیے گئے ہیں۔ جلد بہت پائیدار اور خوشنما بنوائی گئی ہے۔ ڈمائی سائز صفحات ۱۵۴۶، قیمت مجلّد سولہ روپے۔

اسٹوڈنٹس انگلش اُردو ڈکشنری

یہ بڑی لغت کا اختصار ہے۔ لیکن باوجود اختصار کے بہت جامع ہے۔ صرف متروک اور غریب الفاظ یا بعض ایسی اصطلاحات جن کا تعلق خاص فنون سے ہے اور ادب میں شاذ و نادر استعمال ہوتی ہیں، خارج کر دی گئی ہیں۔ حجم ۱۴۵۱ صفحے۔ قیمت مجلد پانچ روپے۔

انجمن ترقّیِ اُردو (ہند)، دہلی

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۳۲

معمارِ اعظم

یعنی

ابسن کے ڈرامہ THE MASTER BUILDER کا ترجمہ

از

جناب عزیز احمد صاحب

اُستاد شعبۂ انگریزی جامعۂ عثمانیہ

شائع کردۂ

انجمن ترقیٔ اُردو (ہند) دہلی

۱۹۴۰ء

خان صاحب عبداللطیف نے لطیفی پریس دہلی میں چھاپا
اور
منیجر انجمن ترقیٔ اُردو (ہند) نے دہلی سے شائع کیا

دیباچہ

از پروفیسر فرانسس بُل

Professor Francis Bull

استاذِ ادبیات جامعۂ اُوسلو (ناروے)

"معمارِ اعظم"

"بِگ میستر سُول نس" ("معمارِ اعظم") جو ۱۲ ردسمبر ۱۸۹۲ء کو شائع ہوا، پہلا ڈرامہ تھا جو اِبسن نے اپنے وطن ناروے واپس ہونے کے بعد لکھا۔ ستائیس سال تک ۔ چھتیس برس کی عمر سے لے کر تریسٹھ برس کی عُمر تک ۔ وہ اپنے وطن سے دور رہا اور اب جو وہ وطن واپس آیا تو ایّامِ جوانی کی یاد تازہ ہوگئی ؛ ساتھ ہی ساتھ اُسے اِس کا بھی احساس تھا کہ اِس جلا وطنی کے زمانے میں وہ بڈھا ہو چکا ہے۔ اپنی ادبی مصروفیتوں میں وہ اس قدر مصروف تھا کہ زندگی کی دوسری دلچسپیوں کی طرف وہ زیادہ متوجہ نہ ہو سکا۔ چنانچہ "معمارِ اعظم" ایک صنّاع کی خود پرستی کا ڈرامہ ہے جو زندگی کی راحت کو مار دیتی ہے؛ ایک ایسے شخص کا قصّہ ہے جو اب بوڑھا ہو چلا ہے اور جو جوانی کو خوف اور ستایش کی ملی جلی نظروں سے دیکھتا ہے۔

۱۸۶۵ء میں، یعنے جس سال ابسن نے وطن ترک کیا، اُس نے منظوم ڈرامہ

"برانڈ" تحریر کیا جس میں ایک ایسے شخص کی واردات ہے جس نے سب کچھ ایک خیال، ایک صدا کے لیے قربان کر دیا اور شہادت کا تاج حاصل کیا۔ "معمارِ اعظم" ستائیس سال بعد ایک طرح سے "برانڈ" کا جواب ہے۔ یا زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ ہم اِسے ایک طرح کا سوال کہیں :- جو راہِ عمل اختیار کی گئی وہ صحیح تھی یا اگر کسی شخص نے ایک خیال ایک صدا کے مُطالبات پورے کرنے کے لیے اپنی زندگی قربان کردی تو غلطی کی ؟ - اِبسن کے چار آخری ڈرامے "معمارِ اعظم" سے لے کر "جب ہم مردے زندہ ہوں" تک، آرٹ اور زندگی، ایک صدا اور اِنسانی راحت، فرض اور خواہش کے درمیان زندگی بھر کے پیکار کے ذاتی اور ڈرامائی اعترافات ہیں۔ ان ڈراموں میں سے پہلے اور آخری ڈرامے میں ایک مدّہم سی آواز ڈرامہ نگار کی اُس بے چین خواہش کا پتہ دیتی ہے جو اُسے اپنی کھوئی ہوئی مسرت کے لیے ہے۔ مسرّت اس لیے کھو گئی کہ صدا نے فتح پائی اور صدا کے تحکّمانہ جملے نے "سب کچھ یا کچھ بھی نہیں"۔

جب "معمارِ اعظم" کا ہیرو اپنے آرٹ کا ذکر کرتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے مصنّف کے فن پر بھی اسی طرح چسپاں ہے جیسے معمار کی صنّاعی پر۔ ابسن نے بالکل قدرتی طور پر اپنی زندگی کے تجربے اور اپنے اعترافات معمارِ اعظم کی زبانی بیان کئے ہیں، کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جو کچھ اُس نے لکھا اُس کا ڈرامائی اثر بڑی حد تک ہر ڈرامے کے تعمیری کمال میں پنہاں تھا۔ اس میں اُن ہوائی قلعوں کے بنانے کی طاقت تھی جن کی بنیاد تعمیری تخیّل، اسٹیج کے فن، اور فِطرتِ انسانی کے ایسے عمیق مطالعے پر تھی جس کی نظیر ادب عالم میں شاذ و نادر ہی ملے گی!

اپنے گھر اور اپنے فن سے سول نس کا تعلق - شباب سے رُو بہ رُو ہوتے ہی ڈرامائی کیفیت اختیار کر لیتا ہے۔ شباب سے نئی پود مُراد ہے جس میں اس کے

رقیب اور جانشین شامل ہیں جن کی نمایندگی راگنار بروؤک کرتا ہے۔ یہی نئی پود ہلڈا کی شکل میں بھی اُس کے سامنے آتی ہے۔ وہ دلکش، روح افزا، اپنے بے لحاظ خلوص سے خوفزدہ کرنے والی، پرجوش لڑکی جس کی مستقل طلب یہ ہے کہ وہ (سول نس) اپنا پُرانا وعدہ پورا کرے اور ایسی زندگی بسر کرے۔ جو اُس کی اعلیٰ ترین اور بہترین صلاحیتوں ــــ اُس کے اپنے شباب کے ــــ شایانِ شان ہو۔

۱۸۹۱ء میں ناروے واپس ہوکر اور نئی پود سے مل کے ابسن بہت متاثر ہوا۔ عالمِ خیال میں وہ ہلڈا سے پہلے ہی مل چکا تھا۔ پیشتر کے ایک ڈرامے "خاتون بحر" میں وہ ایک نیم بالغ لڑکی کی شکل میں نمودار ہوچکی تھی۔ اب وہ اُس کو اچھی طرح جاننے لگا تھا اور "معمارِ اعظم" میں وہ بے پروائی سے کھینچی ہوئی غیر اہم تصویر کی طرح نظر نہیں آتی بلکہ وہ ڈراما کے عمل پر حاوی ہونے والی طاقت ہے۔ یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ ڈراما کا ہر ایکٹ اُسی کی تقریر پر ختم ہوتا ہے۔ اور جس منظر میں وہ مطالبہ کرتی ہے کہ "میری سلطنت لاؤ ابھی میرے حوالے کرو" وہ ڈرامہ کے اہم ترین مناظر سے ہے۔ ہلڈا کا پسندیدہ لفظ "سنسنی خیز" ہے۔ اِس لفظ کا خود اُس پر اطلاق ہوسکتا ہے کیونکہ اِس کی فطرت جو مجموعہ اضداد ہے ہر منظر میں ہمیں پیہم حیران کرتی ہے۔ اور ہمیں مستقل طور پر حیرانی و دلچسپی میں مبتلا رکھتی ہے۔ اہلِ ناروے اُسے نوجوان نارویستانی لڑکی کی ایک زندہ مثال سمجھتے ہیں۔ ہلڈا کے کردار کی تشکیل سے پہلے ابسن نے اپنے وطن ناروے کی نوجوان لڑکیوں کی طبیعتوں کا اچھی طرح مطالعہ کرلیا تھا۔

سُول نِس اور راگنار بروِؤک کے تعلقات میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔ وطن واپس ہونے کے چند ہی ماہ بعد ابسن کو محسوس ہونے لگا کہ نوجوان نارویستانی مصنفین اسے محض ایک عظیم الشان اور قابلِ تعظیم شہرۂ آفاق ہستی نہیں سمجھتے تھے۔

اُن میں سے بعض کا رویہ کھُلم کھُلا مخالفانہ تھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ اِبسن کا تعلق ماضی سے ہے اور اب واعظین معاشرت کے مسائل پر بحث کرنے والے، اور انیسویں صدی کے آٹھویں عشرے کے "حقیقت نگار" اور "فطرت نگار" برداشت کے قابل نہیں رہے۔ نئے دور کو نئے قسم کی نفسیات نگاری کی ضرورت تھی جس کے ذریعے غیر محسوس دماغ کی گہرائیوں کو ناپا جائے۔ اور انسانی ہستی کے پُر اسرار اور پوشیدہ عناصر کو ظاہر کیا جائے۔ اِبسن اِن مخالفین سے بالکل بے خبر بھی نہیں تھا بلکہ وہ خاموشی اور دلچسپی سے یہ سوچتا ہوگا کہ اپنے نوجوان ہم مشربوں کے نظام العمل کو وہ خود ایک عرصہ پہلے "خاتونِ بحر" میں ایک حد تک پورا کر چکا ہے۔ "معمارِ اعظم" میں بھی اس نے یہی راستہ اختیار کیا، چنانچہ سول نس یہ محسوس کرتا ہے کہ اُس میں خطرناک شیطانی قوتیں پنہاں ہیں، جو کبھی کبھی اُس کی ہستی محسوس پر پوری طرح قابو پا لیتی ہیں۔

ایک لحاظ سے پورا ڈرامہ شباب کے نام نامۂ محبت ہے۔ سول نس ہلڈا سے مسحور ہو جانا گوارا کر لیتا ہے اور راگنار بروِک سے اس کا سلوک رشک آمیز خوف پر مبنی ہے جس کی بنیاد اصل میں ستایش و تعریف پر ہے۔ لیکن ڈرامہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ ایسے آدمی کے لیے جو بوڑھا ہو چلا ہے پھر سے نوجوان بننے کی خواہش شوق فضول ہے۔ اکثر، ابسن کے ڈرامے یہ بتاتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے ماضی کے اثرات سے بچ نہیں سکتا۔ ماضی دوبارہ واپس آکے سزا و عقوبت کا طلبگار ہوتا ہے۔ لیکن "معمارِ اعظم" میں ایک انفرادی مثال اور ایک ڈرامائی نقش کے ذریعے اُس نے اس امر پر زور دیا ہے کہ اپنے ماضی کو دوبارہ حاصل کرنا بھی اتنا ہی ناممکن ہے۔ جب ایک کہن سال آدمی اپنی نوجوانی کے کارناموں کا جواب پیش کرنا چاہتا ہے تو وہ محض اپنی تباہی کا سامان خود تیار کرتا ہے۔ اس میں کوئی

شک نہیں کہ اس قسم کی کوشش میں ایک طرح کا حُسن اور عظمت ہے۔ جب سُول نِس چڑھتا ہے تو ہلڈا کو "ہوا میں بانسریوں کی آواز" سُنائی دیتی ہے لیکن بلندی پر چڑھ کے گرنا یقینی ہے کیونکہ اُس لڑکی نے اُسے جو کچھ کر گزرنے کی ترغیب دِلائی تھی وہ ابسن کے بڑے دوست اور رقیب **بیورنس تیرن بیورن سن** کے الفاظ میں "انسان کی طاقت سے بالاتر" تھا۔

"معمارِ اعظم" کا خود ابسن کے اپنے حالات زندگی اور ناروے کے معاشرتی اور اقتصادی حالات اور تقریبًا ۱۸۹۰ء میں ادبی محاذ کی تبدیلی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ لیکن جہاں تک بنیادی اُمور، اس کے مقصد اور بنی نوعِ انسان کے متعلق اس کے تصوّر کا تعلق ہے یہ ڈراما وقت اور مقام کی قیود سے آزاد ہے اور دُنیا کے دور دراز حصّے میں بھی جہاں انسان بستے ہیں یہ سب کی سمجھ میں آسکتا ہے۔

تمہید

انیسویں صدی کے بہت کم مصنّفین نے یورپ کے طرزِ خیال پر ہنرک، ابسن کے برابر گہرا اثر ڈالا ہی۔ اس ڈراما نگار نے اپنے فن کو اہم معاشری سوالات کی تنقید کا ذریعہ بنایا تھا۔ اگرچہ کہ اب یورپ کی معاشرت اُن میں سے بہت سے سوالات کو حل کر چکی ہی اور جو خامیاں ابسن کے زمانے میں تھیں بڑی حد تک اُن کا علاج کر چکی ہی اور کر رہی ہی پھر بھی ابسن کی عظمت میں اس وجہ سے کمی نہیں کہ اُس نے اُن خامیوں اور خرابیوں پر نکتہ چینی کی جن کا کھلّم کھلّا ذکر کرتے ہوئے لوگ ڈرتے تھے اور اب بھی ڈرتے ہیں۔

یہ دیکھ کر کہ عورتیں گڑیوں کی طرح گھروں میں رہنے کو حاصلِ زندگی سمجھنے لگتی ہیں اور مرد اُنھیں زندگی کے نشیب و فراز اور کشمکش کو سمجھنے کا موقع نہیں دیتے۔ اُس نے "رات دُوکے یم" Et Dukkehjem (گڑیا کا گھر) تحریر کیا۔

یہ دیکھ کر کہ جنسی امراض موروثی بن جاتے ہیں، والدین کے گناہوں کا خمیازہ اولاد کو بھگتنا پڑتا ہی اُس نے "ین گانگرے" Gjeungangere (آسیب) لکھا

یہ دیکھ کر کہ عوام الناس اپنے محسنوں اور حقیقی بہی خواہوں کی ہمیشہ ناقدری کرتے ہیں اور ان کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اُس نے " این فال کے فینڈا" En Folkefiende (دشمنِ خلق) تصنیف کیا۔ الغرض اُس نے یورپ

کی عام معاشری زندگی کے ناسور جو بظاہر ناقابلِ التفات معلوم ہوتے تھے مگر اندر ہی اندر زہر پھیلا رہے تھے، کُرید کُرید کے اور عملی جراحت کرکر کے سب کو دکھلائے معاشرت اور افراد کے خیالی معیاروں پر اُس نے طرح طرح سے نکتہ چینیاں کیں اور یورپ کے ادب میں ایک بالکل نیا، انوکھا نقطۂ نظر پیدا کیا۔ وہ اُن چند شخصوں میں ہے جنھوں نے انیسویں صدی کے تصنیف آخر میں حقیقت نگاری کو ادب کی جان بنا دیا۔ جہاں محض مصوّری کی ضرورت تھی اس نے مصوّری کی، جہاں تجزیے کی ضرورت تھی تجزیہ کیا، جہاں تنقید کی ضرورت تھی تنقید کی۔ وہ خود شاعر بھی تھا اور بڑے بلند پایے کا شاعر تھا، مگر حقیقت نگاری کی خاطر جہاں تک اپنی طبیعت کی "شعریت" کو دبا سکا، دبایا۔ یورپ کے ڈراما کا جدید دور صحیح معنوں میں اُسی کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ ڈراما کے اسلوب کو اُس نے بہت کچھ بدلا اور اس میں روح سی پھونک دی۔

حالاتِ زندگی

ہنرک ابسن ناروے کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ کنوٹ ہنرک ابسن (Knud Henrik Ibsen) قصبۂ شین میں تاجر تھا۔ ہنرک ابسن ۲۰ مارچ ۱۸۲۸ء کو پیدا ہوا اُس کی عمر آٹھ سال کی تھی کہ اس کا باپ دیوالیہ ہوگیا۔ گھر میں فاقوں کی نوبت آگئی۔ اور قصبے کو چھوڑ کر قریب ہی ایک جھونپڑی میں سب کو منتقل ہوجانا پڑا۔ کچھ دنوں تو اُس نے شین ہی میں تعلیم پائی پھر ۱۸۴۳ء میں ایک دوا فروش کے ساتھ کام سیکھنے کے لیے گرمستا Grimstad چلا گیا۔ یہاں اُس نے انتہائی مشقّت اور تکلیف سے سات سال بسر کیے۔ اس زمانے کے مصائب اور تکالیف نے ہمیشہ کے لیے اس کے دماغ کو متاثر کردیا۔

۱۸۴۷ء میں اُس نے شاعری شروع کی۔ باوجودیکہ اس تکلیف و مصیبت سے زندگی کے دن گزر رہے تھے، محض اپنی ذاتی محنت اور شوق سے وہ ہمیشہ کتب بینی میں مصروف رہا۔ اس مسلسل کتب بینی سے اس کی ذہنی استعداد اچھی خاصی ہوگئی۔ ۱۸۵۰ء میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ کرستیانا (اوسلو) آیا جو ناروے کا پایۂ تخت ہے۔ یہاں اُس کی پہلی تصنیف کیٹلینا (Catalina) ایک فرضی نام "بیرن یولف بیارسے" (Byrnjolf Bjarme) سے شایع ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد اُس نے ایک اور ڈراما لکھا جو اسٹیج تو کیا گیا مگر اُس زمانے میں شایع نہیں ہوا۔ کرستیانا میں تقریباً دو سال اُس نے انتہائی غربت اور افلاس میں بسر کیے۔ مضمون نگاری سے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی اُس سے کسی نہ کسی طرح اپنے اخراجات پورے کرلیتا تھا۔ نومبر ۱۸۵۱ء میں خوش قسمتی سے برگن کے چھوٹے سے تھیٹر میں اُسے "تھیٹر کا شاعر" مقرر کیا گیا۔ تنخواہ بہت قلیل تھی مگر غنیمت یہ تھا کہ مستقل طور پر مل تو جاتی تھی۔ یوں تو اُس کا کام محض ڈرامے لکھنا تھا مگر عملی حیثیت سے وہی اس تھیٹر کے تقریباً تمام انتظامی کام انجام دیتا تھا۔ اُسے سفر کا بھتّہ بھی دیا جاتا تھا۔ اور ایک مرتبہ پانچ مہینے کے لیے اُس نے تھیٹر کے مطالعے اور تحقیق کے لیے کابن ہاون (کوپن ہیگن) اور دریسدن کا سفر بھی کیا۔ ۱۸۵۷ء تک ابسن کا تعلق برگن تھیٹر سے رہا اور اس تھیٹر کے لیے اُس نے کئی ڈرامے لکھے۔

جب وہ کرستیانا واپس گیا تو وہاں نہ صرف اس کی ذہنی اور مالی پریشانیاں بڑھ گئیں بلکہ اُس کے اسلوب اور موضوع کی جدّت اور ندرت نے بہت سے مخالفین پیدا کردیے جن کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اُس کے ہموطن اُس کے فن کی حقیقت سمجھنے سے قاصر تھے۔ ان کی جہالت، تنگ نظری، اور تعصّب نے

ابسن کی طبیعت میں تلخی اور طنز کی وہ صلاحیت پیدا کردی۔ جو آگے بڑھ کر اُس کے اسلوب پر بھی چھاگئی۔

اپنے شباب کا زمانہ، یعنی وہ زمانہ جس میں ہر شخص شادمانی اور زندہ دلی کا متلاشی رہتا ہے ابسن نے جس ذہنی کرب میں بسر کیا اس کا اثر قلب و دماغ پر اور پھر اس کی تصانیف پر پڑنا ضروری تھا بجز اپنی خُدا داد ذہنی طاقت کے احساس کے، اور کوئی چیز اُسے ہمّت دلانے والی تسلّی دینے والی اور دل بڑھانے والی نہ تھی۔ باوجود انتہائی افلاس کے اُس میں غضب کی خودداری تھی۔ اس خودداری نے اُسے اور بھی زیادہ حسّاس بنادیا تھا۔ جب وہ مخالفتوں کے ہجوم سے تنگ آجاتا تو اُسے اگر کہیں پناہ ملتی تو محض اپنی شخصیت کے عظیم الشان احساس میں۔ اس احساس نے اُس کی تمام قوّتوں کو جگادیا۔ مخالفتوں کی وجہ سے اس کی تمامتر پوشیدہ قوتیں اُبھر آئیں۔

جس تھیٹر میں وہ ملازم تھا ۱۸۶۲ء میں اس کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔ دو سال تک اِبسن ایک اور تھیٹر میں بہت قلیل تنخواہ پر "جمالیاتی مشیر" کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس زمانے میں جو ڈرامے اُس نے لکھے اور جن کو آج دُنیا قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اُن پر اُس کے ہموطنوں نے ہر طرح کی نکتہ چینیاں کیں یہاں تک کہ ۱۸۶۴ء میں اِبسن کو کرسنیانا چھوڑ دینا پڑا۔ برلین اور تریسٹے ہوتا ہوا وہ روم پہنچا، اور وہیں سکونت اختیار کی۔ دو منظوم ڈرامے "برانڈ" (Brand) اور "پیر گِنت" (Peer Gynt) اُس نے یہیں منظوم کیے اور وہ ساری زہر آلود تلخی جو اپنے ہموطنوں کی بدسلوکی سے اُس کی رگ وپے میں سرایت کرگئی تھی ان ڈراموں میں اُبل پڑی۔ ناروے میں ان پر بہت سخت تنقیدیں ہوئیں مگر اُس کی شہرت میں اضافہ ہوتا گیا۔

کتابیں کثیر تعداد میں بکیں اور اس کی مالی حالت کچھ ٹھیک ہوگئی۔ ۱۸۶۶ء میں ناروے کی حکومت نے اُسے ماہانہ وظیفہ دینے کی منظوری دیدی۔ ۱۸۶۸ء میں وہ روم چھوڑکر روانہ ہوا مگر ۱۸۷۵ء تک دریسدن میں مقیم رہا۔ اس دوران میں وہ ناروے گیا بھی مگر بہت جلد جرمنی واپس آگیا اور پہلے دریسدن پھر کچھ عرصے تک میونش (میونک) میں سکونت پذیر رہا۔

اسی اثنا میں جرمنی اور ڈنمارک، پھر جرمنی اور فرانس کے مابین لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اِن واقعات نے اُس کے سیاسی رجحانات پر بہت بُرا اثر ڈالا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ جمہوریت سے کسی قسم کی اصلاح و بہبود کی توقع رکھنی فضول ہے۔ عوام الناس کی اکثریت عموماً اندھی ہوتی ہے اور بلا سمجھے بوجھے کسی نہ کسی کے اشارے پر کام کرتی رہتی ہے۔

اسی زمانے میں اُس نے شاعری ترک کرکے نثر میں ڈرامے لکھنے شروع کئے۔ اِن میں سے بعض ڈراموں پر یورپ کے پورے طول و عرض میں ہنگامہ خیز تنقیدیں ہوئیں۔

۱۸۹۱ء میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے ارادے سے وہ ناروے واپس ہوا۔ چار دانگ عالم میں اس کی شہرت ہوچکی تھی اور اگرچہ کہ مخالفتوں کا بازار بدستور گرم تھا مگر اب وہ عظمت جس کا وہ مستحق تھا اُسے حاصل ہوچکی تھی۔ اُس کے بڑھاپے کا زمانہ آگیا تھا اور پیرانہ سالی نے آخری تصانیف میں شعریت کے لطیف عناصر بھی شامل کردیئے تھے۔

۱۹۰۰ء میں اُس نے اپنا آخری ڈراما لکھا۔ ۱۹۰۱ء میں اس کی صحت نے جواب دینا شروع کیا اور مرض بڑھتا گیا۔ کئی سال تک وہ فریش رہا یہانتک کہ ۲۳ مئی ۱۹۰۶ء کو اس کا انتقال ہوگیا۔ اُس کے ہموطنوں نے زندگی بھر اُسے

تکلیف پہنچانے کے بعد، اُس کی تجہیز و تکفین بہت اعزاز اور شان و شوکت سے کی۔

اِبسن کی تصانیف

ابسن کی ڈرامائی تصانیف کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ۱۸۵۰ء سے لے کر ۱۸۵۷ء تک ابتدائی دور ہے۔ دوسرا دور ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۷ء تک اس کے منظوم اور شاعرانہ ڈراموں کا ہے۔ تیسرا اور اہم ترین دور ۱۸۶۹ء سے لیکر ۱۹۰۰ء تک اُس کے معاشرتی ڈراموں کا ہے جو اُس نے نثر میں تحریر کیے۔

اِبسن کا سب سے پہلا ڈرامہ "کیٹے لی نا" (Catalina) ہے۔ یہ ایک ٹریجڈی ہے جو اُس نے بلا قافیہ نظم میں لکھی اور جو ۱۸۵۰ء میں ایک فرضی نام سے شایع ہوئی اِس پر ڈنمارک کے ڈراما نگار اولن شلاگر Ohlenschlager کا اثر بہت نمایاں ہے۔

برگن تھیٹر کی ملازمت کے دوران میں اس کی پہلی اور قابل ذکر کوشش ایک ڈراما "فرو اِنگر ٹل اوستراٹ" Fru Inger Til Ostraat ہے جو ۱۸۵۵ء میں تمثیل کیا گیا اور ۱۸۵۷ء میں کرسٹیانا میں طبع ہوا۔ اس ڈرامے میں مقابلتاً پختگی پائی جاتی ہے اور ابسن کی ذاتی خصوصیتوں کی اِس کے اسلوب میں جابجا جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ۱۸۵۶ء میں اس کا ایک اور ڈراما "یلڈے پا سول ہاؤ" Gildet Paa Solhaug شایع ہوا۔ اس ٹریجڈی نے بہت زیادہ مقبولیت حاصل کی مگر ہر اعتبار سے یہ ڈراما قدر و قیمت میں Fru Inger سے کم تھا۔

ابسن نے اِس ڈرامے میں اپنے ذاتی اسلوب کو چھوڑ کر ڈنمارک کے ایک اور ڈراما نگار ہنرک ہرٹس Henrik Herz کی پیروی کی تھی۔ تعجب معلوم ہوتا ہے اِبسن جیسے قدرت نے اِس قدر جدّت کی صلاحیت عطا کی تھی ابتدا میں اس قدر بھٹکتا

اور دوسروں کا سہارا ڈھونڈتا رہا اور اپنے ذاتی اسلوب اور مخصوص طرز ادا کا صحیح اندازہ لگانے میں اُسے اتنی دیر لگی۔

اُس کے بعد ۱۸۵۷ء میں اُس کا ایک ڈرامہ Olaf Liljekrans تخیل ہُوا۔ اُس کے بعد ہی وہ برگن سے کرسنیانا واپس گیا۔ ۱۸۹۸ء میں ڈرامہ پہلی بار چھپا۔

دوسرا دور | ابتدائی مشقوں نے اُس کے قلم میں طاقت پیدا کردی تھی۔ اُس کا شاعرانہ تخیل جس میں شمالی ممالک کے سرد اور شدید جذبات کی لطافت موجود تھی پختگی کو پہنچ چکا تھا۔ اس دور میں اُس نے جتنے ڈرامے لکھے تقریباً سب کے سب منظوم اور شاعرانہ اور موسیقیانہ انداز رکھتے ہیں۔

اُس کی ابتدائی تصنیف اور اس دور کے پہلے ڈرامے "ہیرے نے ناپوہیلگالنڈ" Hermennene Paa Helge Land (ہیلگا لینڈ کے جنگجو) میں اس قدر فرق ہے کہ معلوم ہوتا ہے شاعر کا دماغ یکلخت غیر معمولی بلندیوں پر پہنچ گیا ہے۔ ڈنمارک کے ڈرامہ نگاروں کا اثر بالکل زائل ہوچکا تھا۔ اُس نے اس ڈرامے کے لیے ناروے کی قدیم ساگا (Saga) کے ذخیرے سے خوشہ چینی کی۔ ابسن کا تخیل اِن قدیم داستانوں کے نیم وحشی نیم شاعرانہ تخیل سے پوری طرح متاثر اور فیضیاب ہوا اور اِن کے اثر سے اُس نے ڈراما میں ایک نیا اسلوب پیدا کیا۔

۱۸۶۲ء میں "کیارلی ہے تنس کامیڈی" Kjaerlighetens Komedie (عاشقوں کی کامیڈوں) شایع ہوئی۔ یہ منظوم ڈرامہ اُس نے قافیہ کی پابندی کے ساتھ تحریر کیا۔ ڈراما میں طنز کا لہجہ جابجا لُطف دے جاتا ہے۔ موضوع یہ ہے کہ ناروے کے متوسط طبقوں میں شادی کے رسوم و آئین، اور اخلاقی پابندیاں، زندگی اور محبت کے اصل لُطف کو مُردہ اور افسردہ کردیتی ہیں۔

اِس دور کے تیسرے ڈرامے کا ماخذ پھر ایک ساگا ہے۔ "کانگس ایمنرنہ" Kongsemnerine (وارثانِ تخت) ۱۸۶۴ء میں شایع ہوا ڈرامہ نثر میں ہے اور اب تو کافی مقبول ہے۔

روم میں سکونت اختیار کرنے کے بعد اُس نے ۱۸۶۶ء میں وہ بے مثل منظوم ڈرامہ "براند" Brand لکھا جس کا شمار اُن مہیب طنزیہ کتابوں کی صف اولین میں ہے جن میں کلیسائیت اور مذہبی سخت گیری پر حملے کیے گئے ہیں اُس نے یہ تیز نشتر اٹلی سے اپنے وطن روانہ کیا۔ شمال کی وحشیانہ دلکشی اس ڈرامے میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

اس کے فوراً بعد ابسن نے وہ ڈرامہ لکھنا شروع کیا جس کا شمار دنیا کے بہترین ڈراموں میں کیا جاسکتا ہے اور جس کا نام گوئٹے کے فاوسٹ کے ساتھ زبان پر آتا ہے۔ اب جبکہ وہ معاشرتی مسائل جو اُس کے نثر کے ڈراموں کا موضوع تھے بڑی حد تک حل ہو چکے ہیں اُس کی عظمت کا دارومدار اسی ڈرامے "پیر گنت" Peer Gynt پر ہے۔ اس ڈرامے کا ہیرو ڈان کخوٹے (Don Quixote) کی طرح ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ہر شخص میں اس کی ہلکی سی جھلک موجود ہے۔ تخیّل کی دُنیا اور عملی دُنیا میں جو تضاد ہے اُس کو آج اس خوبی سے شاید ہی کسی نے ظاہر کیا ہو۔ ایک طرف تو ڈرامے کی شاعرانہ دلکشی اور تخیّل کا حُسن لطیف ترین کیفیت رکھتا ہے، دوسری طرف طنز اور ہلکی ظرافت کی چاشنی، ڈرامے کے الم ناک موضوع کو اپنے پردوں میں چھپائے ہوئے شروع سے آخر تک یکساں لطف دیتی ہے۔ اس ڈرامے نے اُس کے وطن کے ادبی معیار کو اس قدر بلند کردیا کہ یورپ کی ادبیات میں ناروے کے ادب کو بھی اہمیت حاصل ہوگئی۔

اِس کے بعد ہی اِبسن کے ذہن میں ایک انقلاب شروع ہو جاتا ہی جو اُس کی تصانیف کے تیسرے دور میں مستقل طور پر نمایاں ہی۔ "کیسر او گالی لیر" Keiser Og Galileer جو اُس نے ۱۸۷۳ء میں لکھا، موضوع اور طرزِ خیال کے اعتبار سے دوسرے ہی دور کی پیداوار ہی، لیکن متضاد اثرات کا اس میں بھی پتہ چلتا ہی۔ اگر اس کو دوسرے اور تیسرے دور کی درمیانی کڑی کہا جائے تو بیجا نہیں۔ یہ ڈراما اصل میں دو ڈراموں کا مجموعہ ہی۔ ابسن نے آزمایش کے طور پر ایک نیم تاریخی واقعے کو اپنا موضوع بنایا ہی۔ اس ڈرامے میں خیال آرائی اور روحانیت کا وہ رنگ جھلکتا نظر آتا ہی جو اس کے بعد ہی ابسن کے ڈراموں سے مفقود ہو گیا، پھر کہیں اُس کی آخری تصانیف میں یہ رنگ دوبارہ پیدا ہوا۔

تیسرا دور | ابسن نے غضب کا تخیّل پایا تھا۔ اور دوسرے دور میں اس کا تخیّل انتہائی بلندیوں تک پرواز کر چکا تھا۔ اب ردّ عمل شروع ہو گیا۔ انسانی زندگی اور اِنسانی معاشرت کے سوالات نے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اُس نے اپنے موضوع یکلخت بدل دئے، اپنا اسلوب بدل دیا۔ اس کا ہموطن اور رقیب بیورنسن (Bjornson) اسے اعلیٰ درجے کا شاعر مانتا تھا لیکن ڈراما نگار نہیں مانتا تھا۔ اس کی یہ رائے ابسن کو ہمیشہ ناگوار گزرتی تھی۔

اس دور کے ڈراموں کا اجمالی ذکر کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہی کہ ہم ابسن کی ڈراما نگاری کے۔ اس دور کی اہم خصوصیات کا مختصر تذکرہ کر دیں۔ اس ذہنی انقلاب کا باعث جو اِبسن میں رونما ہوا اُس کے اور اُس کے ہموطنوں کے تخیّل کی فراوانی کا ردِّ عمل تھا۔ شاعرانہ تخیّل سے اس کی طبیعت سیر ہو گئی اور زندگی کی تلخ تر حقیقتوں نے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ بجائے

نظم کے اُس نے سیدھی سادی لیکن شگفتہ نثر کو اپنے مقصد کے لیے انتخاب کیا۔ اس کا مقصد معاشرت کی خرابیوں کی پردہ دری اور معاشرت کے تباہ کن اور تاریک تر پہلوؤں کو بے نقاب کرنا تھا۔

جب اُس نے معاشرت کی خرابیوں کو بے نقاب کرنے کا بیڑا اُٹھایا تو محسوس کیا کہ سب سے زیادہ تباہ کُن وہ غلط معیار ہیں جن پر پورا معاشرتی نظام قائم ہے۔ غلط معیاروں پر معاشرتی زندگی کی بنیادیں رکھی گئی ہیں۔ اِن غلط معیاروں کی پابندی کرتے کرتے دنیا کا تمدّن ایک خاص نقطۂ نظر کا عادی اور پابند ہوگیا۔ ابسن نے وہ خوردبین دنیا کے سامنے پیش کی جس سے اُس نے خود افراد کے امراض کا معائنہ کیا تھا اور تمدّن و معاشرت کے ان خوفناک جراثیم کو دیکھ لیا تھا جو اندر ہی اندر سمیت پھیلا رہے تھے۔

چونکہ اُس نے خود بے پایاں تخیّل پایا تھا اور وہ جانتا تھا کہ محض تخیّل کا انجام کیا ہوتا ہے۔ کس طرح انسان کا شیریں تخیّل اس کی آنکھوں پر پردے ڈالے رکھتا ہے اور وہ زندگی کی حقیقتوں کو دیکھ سمجھ نہیں سکتا۔ اس لیے ابسن نے اِس بے بنیاد تخیّل کے خلاف جہاد کو اپنے ڈراموں کا ایک بہت اہم مقصد قرار دیا۔ برنارڈ شا کے نزدیک اِبسن کے فن اور پیغام کا مقصد محض یہی کوشش ہے کہ وہ انسانوں کو اور معاشرے کو خیالی معیاروں کے خطرے سے آگاہ کرے۔

اِس دور کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ ابسن نے عورتوں کے حقوق اور عورتوں کی آزادی پر بہت زور دیا اُس کے اِن ڈراموں میں اکثر میں سب سے زیادہ واضح اور نمایاں کردار کسی نہ کسی عورت کا ہے۔

اِس دور کا سب سے پہلا ڈرامہ "دی اُنگس فوربنڈ" کا De Unges Forbund

("نوجوانوں کی انجمن") ہے جو ابسن نے ۱۸۶۵ء میں لکھا۔ اِس میں اُس نے پہلی مرتبہ اپنی ساری اور شگفتہ لیکن بے حد معنی خیز نثر کو اظہارِ خیال کا زیور بنایا۔ پہلی مرتبہ معاشری مباحث کو مباحث کی حیثیت سے ڈرامہ میں شامل کیا۔ ڈرامے کا موضوع ایک بر خود غلط نوجوان کی خود پرستی کی مضحکہ خیز کیفیت ہے۔ روئداد (پلاٹ) کی ترتیب سے ابسن کی فنی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ابھی تک ابسن کا ذہنی انقلاب مکمل نہیں ہونے پایا تھا۔ اُس کا ذاتی رنگ پوری شوکت کے ساتھ جلوہ گر نہیں ہوا تھا۔ اسلوب میں کہیں کہیں فرانسیسی ڈراما نگار Scribe اصول کی ہلکی سی جھلک نظر آتی ہے۔ اس ڈرامے کے بعد وہ Keiser Og Galileer لکھنے میں مصروف ہوگیا، جس کا شمار اس کی تصانیف کے دوسرے دور میں ہوچکا ہے۔ اس دور کی دوسری تصنیف "سام فنٹس ستتر" Samfondets Stotter (عمائدِ معاشرت) ہے جو ۱۸۷۷ء میں شایع ہوئی۔ اس میں ایک چھوٹے سے تجارتی مرکز میں دروغ بافی اور فریب کی تصویریں کھینچی گئی ہیں۔

۱۸۷۹ء میں ابسن نے "گڑیا کا گھر" (Et Dukkehjem) لکھا۔ اس ڈرامے نے یورپ کی آنکھیں کھول دیں، اور ابسن کو سارے یورپ میں وہ شہرت حاصل ہوئی جس کا وہ مستحق تھا۔ شاید ہی دنیا کے کسی اور ڈرامے پر معاشرتی نقطۂ نظر سے اِس قدر بحث و مباحثہ ہوا ہو جتنا اس پر ہُوا۔ اس نے یورپ بھر کی ڈرامائی فضا میں ایک انقلابِ عظیم پیدا کردیا۔ معاشرتی مسائل کھلّم کھلّا اسٹیج پر زیرِ بحث آنے لگے۔ ڈرامے کا معیار بدل گیا اور جدید ڈرامہ کا حقیقی معنوں میں آغاز ہوا۔ اس ڈرامے کا موضوع عورتوں کی ذاتی آزادی اور ان کے حقوق کا سوال تھا۔ اُس وقت تک شمال مغربی یورپ میں بھی عورتوں کو وہ آزادی نہیں حاصل ہوئی تھی جو اُنھیں آج حاصل ہے اور نہ اُن کے حقوق کو تسلیم کیا گیا تھا۔

ابسن نے اِس ڈرامہ میں یہ ظاہر کیا ہو کہ عورتوں کو دنیا سے بے خبر رکھ کر مردوں نے انھیں محض اپنی نفسانی خواہش اور خانگی آرام کا ذریعہ بنا رکھا ہو۔ موضوع اس قدر اہم تھا کہ موافقتوں اور مخالفتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ مخالفت نسبتاً زیادہ تھی۔ مخالفین نے اِبسن کی تصنیف کو خلاف تہذیب قرار دیا۔ اب تک وہ محض اپنے ہموطنوں کا شاکی تھا۔ اب سارے یورپ کے طعن و تشنیع کا نشانہ بن گیا۔ لیکن زمانے نے کچھ دنوں میں ثابت کر دیا کہ ابسن زمانے کی رو اور ترقی کے ساتھ تھا۔ عورتوں کو شمال مغربی یورپ میں وہ آزادی مل چکی ہو جس کی اس نے سفارش کی تھی۔ اِشتراکیت بھی عورتوں کی آزادی پر بہت زور دے رہی ہو اور انھیں مردوں کے مساوی حقوق دے رہی ہو۔ خصوصیت سے ابسن کے وطن ناروے اور شمالی ممالک ناروے، سوئڈن اور ڈنمارک میں عورتوں کو غیر معمولی آزادی، اور مردوں کے برابر حقوق مل رہے ہیں۔

۱۸۸۱ء میں "آسیب" Gjenngangere شائع ہوا۔ اس کی اشاعت کے ساتھ ہی مخالفتوں کا سیلاب حد سے گزر گیا۔ کئی حیثیتوں سے اسکو اِبسن کا بہترین ڈرامہ قرار دیا جاتا ہو۔ لیکن جس قدر مخالفت اِس ڈرامے کی ہوئی اور اس کے مصنّف کو جس قدر گالیاں دی گئیں اس کی نظیر یورپ کے ادب میں مشکل سے ملے گی۔ اس ڈرامے میں اس کریہہ لیکن صحیح حقیقت کو ظاہر کیا گیا ہو کہ مردوں کی ہوسناکیوں پر عورتوں کی زندگیاں قربان ہوتی ہیں۔ والدین کی بدکاریوں اور خباثتوں کا اثر اولاد پر پڑتا ہو اور اُن جرائم اور امراض خبیثہ کی سزا اولاد کو بھگتنی پڑتی ہو۔

ناروے کے لوگ بالعموم جمہوریت پسند واقع ہوئے ہیں۔ یورپ کے سیّاح کو جس قدر مساوات اور مجموعی طور پر خوش حالی ناروے، سوئڈن اور ڈنمارک میں نظر آتی ہو یورپ کے کسی اور ملک میں نظر نہیں آتی۔ جمہوریت کی جتنی خوبیاں ہیں

ان تین شمالی ملکوں میں ہر ہر قدم پر واضح ہوتی ہیں اور یورپ بھر میں صرف سوئٹزرلینڈ
اس نقطۂ نظر سے ان کی برابری کرسکتا ہے۔ ان ملکوں میں لکھ پتی بھی خال خال ہیں
اور فقیر بھی خال خال۔ جمہوریت ان ممالک میں حقیقی معنوں میں موجود ہے اور
آمریت کے نشہ سے بالکل نا آشنا ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ ناروے کے ممتاز ترین
ادیبوں کا رجحان فاشسطیت کی طرف رہا ہے۔ ابسن جمہوریت سے دل برداشتہ ہوگیا
تھا اور نہ صرف جمہوریت بلکہ عوام الناس کی اکثریت کو وہ محض لایعقل اور متعصب
سمجھنے لگا تھا۔ آج ناروے کے اولین ادیب اور ناول نگار کنوٹ ہامزون
(Knut Hamson) کا نقطۂ نظر بھی تقریباً یہی ہے اور اُن کی
کتابیں جرمنی میں بہت مقبول ہیں۔ قصّہ مختصر ابسن نے یہ خیال قائم کرلیا تھا کہ
اکثریت عموماً جاہل ہوتی ہے، حقیقی رہبری اور دل سوزی صرف ایک آدھ شخص کا
حصّہ ہے جو عوام کی فلاح کے لیے سب کچھ نثار کردیتا ہے مگر اکثریت اس کی قدر نہیں
کرتی، اُسے ایذا پہنچاتی رہتی ہے، اس کو تباہ کرتی ہے اور خود تباہ ہوتی ہے۔ اس
قلبی اثر نے ایک ڈرامے "این فال کے فین ڈا" En Folkefiende
("دشمن خلق") کے قالب میں باقاعدہ شکل اختیار کرلی۔ ابسن خود بھی یورپ کی
بظاہر تعلیم یافتہ لیکن فی الحقیقت جاہل و متعصب اکثریت سے سچ بولنے اور
حقیقی نقائص و معائب کی تشخیص کے صلہ میں بہت سخت سزا پا رہا تھا۔ اس
بدنامی کی تلخی کا بھی اس پر اثر ہوا جو اس ڈرامے میں جا بجا نظر آتا ہے۔ ڈرامے
کے ہیرو Stock Manir کے پردے میں خود ابسن کی جھلک
دکھائی دیتی ہے۔ اس ڈرامے کے لہجے میں وہ ناگوار تلخی ہے جس کی نظیر اسکی کسی اور
تصنیف میں نہیں ملتی۔

۱۸۸۴ء میں "جنگلی بط" شایع ہوا۔ مخالفتوں نے اُسے وقتی طور پر

پست ہمت کردیا تھا اور اسی پست ہمتی کے عالم میں اُس نے یہ ڈرامہ لکھا۔ یہ اس کے اصلاحی جوش کا عارضی ردِّ عمل تھا۔

لیکن اِس ڈرامے کے بعد وہ پست کیفیت زائل ہوگئی۔ Rosmersholm میں جو ۱۸۸۶ء میں شایع ہوا ابسن پھر کمال فن کی انھیں بلندیوں تک پہنچ گیا۔ اس ڈرامے میں ملال و الم کا ہلکا سا رنگ چھایا ہوا ہی مگر تلخی یا بے لطفی نام کو نہیں سفلی محبّت المناک حوادث کی منزلوں سے گزرکر، لغزشیں کرتی ہوئی، ٹھوکریں کھاتی ہوئی، علوی محبت میں تبدیل ہوجاتی ہی، اور پھر فنا ہوکر لازوال بن جاتی ہی۔ اس کیفیت کو اِبسن نے نفسیات تحلیلی کے ذریعے شاعرانہ کیفِ حزن کے ساتھ بیان کیا ہی۔

اِس کے بعد کے ڈرامے "فُروان فرا ہاوا" Fruen Fra Havet ("خاتون بحر") میں شاعرانہ کیف زیادہ بڑھ گیا ہی۔ ڈرامے میں شگفتگی موجود ہی لیکن پورا قصّہ ایک مکمل استعارہ ہی۔ ۱۸۹۰ء میں ابسن نے Hedda Gabler تصنیف کیا۔ ڈرامہ کی ہیروین کا کردار نمایاں کرنے میں ابسن نے کمال کردیا ہی۔ شاعرانہ رنگ جابجا جھلکتا ہی مگر قصّے کے دوران میں زندگی کے نقوش بہت گہرے اور مطابقِ حقیقت ہیں۔

اب ابسن بوڑھا ہوچکا تھا۔ خیالات وعمل کے جوش کا زمانہ گزر رہا تھا طوفان ختم ہوچکا تھا۔ طوفان کے بعد دماغ کو پھر سکون سا ملنے لگا تھا۔ جس مقصد کے لیے ابسن نے اپنی زندگی کے اتنے سال وقف کردیے تھے وہ تقریبًا حاصل ہوچکا تھا اور اب آرام لینے کا وقت آگیا تھا۔ شکسپیر کے آخری ڈراموں میں ایک دلکش مطمئن کردینے والا، سکون بخش، متین حُسن پایا جاتا ہی۔ وہی کیفیت ابسن کے آخری ڈراموں میں بھی پیدا ہوگئی۔ اِس آخری زمانے میں اُس نے چار ڈرامے

"معمارِ اعظم" ((Bygmester Solness)) (۱۸۹۲ء)۔
"للا ایولف" Lille Eyolf (۱۸۹۴ء)۔ "یوہاں گابریل بورک من"
(Johan Gabriel Borkman) (۱۸۹۶ء) اور "ناروی دود واگنر"
Naar Ve Dode Vaagner (جب ہم مردے زندہ ہوں")
(۱۹۰۰ء)۔ اِن تمام ڈراموں پر موت کی نیند کی سی پُراسرار خاموشی اور پُراسرار دلکشی چھائی ہوئی ہے۔

ابسن کی خصوصیتیں

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابسن کے ڈرامائی فن کی خصوصیتوں کا مطالعہ کریں۔ ایڈورڈ ڈاوڈن (Edward Dowden) نے اس کی تصانیف کی سب سے بڑی خصوصیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے "تمام ڈراموں میں" یہاں تک کہ ابتدائی اور نیم تاریخی اور تاریخی ڈراموں میں بھی اُس کا مقصد اِنسان کو آزاد کرنا اور جگانا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے ناظر یا تماشائی کو اس بلندی تک پہنچائے جہاں سے واقعات زیادہ واضح اور زیادہ عمیق نظر آئیں ... وہ ان سوالوں کو پیش کرنا چاہتا ہے جن کے تشفی بخش جوابات نہیں دیئے جاسکتے"۔

اس کے طرزِ خیال میں یاس، طنز، اور درد ہے۔ خصوصًا ان معاشرتی ڈراموں میں جو اُس نے اپنی تصانیف کے تیسرے دور میں لکھے ہیں۔ یہ کیفیت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اکثر و بیشتر ڈرامے محض انجام کی تفصیل بیان کرتے ہیں اور وہ واقعات جو انجام کا باعث ہوتے ہیں ڈرامہ شروع ہونے سے پہلے ہی وقوع پذیر ہوچکے ہوتے ہیں اور دوران گفتگو میں ان کا ذکر کردیا جاتا ہے۔ ڈرامے کا انجام عمومًا المناک

دکھایا جاتا ہے اور اس الم میں ایک خاص شانِ دلربائی ہوتی ہے۔ ابسن کے وطن ناروے کی سرد، سخت برفانی آب و ہوا کی تمام خصوصیتیں اس کے کلام میں موجود ہیں۔ شمالی طبائع کی سادگی آمیز سطوت، اس کے تمام ڈراموں کے واقعات میں اور تمام ڈراموں کے افراد میں پائی جاتی ہے۔

ڈرامے کے دوران میں عمیق طنز شروع سے آخر تک موجود رہتی ہے۔ ابسن کے ذاتی مصائب اور اس کی حسّاس طبیعت نے اِس طنز کا رنگ اور گہرا کر دیا ہے۔ ابسن کے میز پر ایک مرتبان میں ایک زندہ بچھو بند رکھا رہتا تھا۔ ابسن اس بچھو کو اپنی طبیعت اور زندگی کی مثال سمجھتا تھا۔ مہینوں کے بعد وہ کوئی چیز اس مرتبان میں ڈال دیتا اور بچھّو اس چیز پر اپنی ڈنک کا پورا زہر صرف کر دیتا تھا۔ یہی حال ابسن کا تھا عموماً دو دو سال کے وقفے سے اس کے ڈرامے شائع ہوتے اور وہ اپنی طبیعت کا زہریلا طنز معاشرت پر استعمال کرتا۔ جب وہ معاشرت پر حملے کرتا ہے تو کہیں کہیں حریفانہ شوخی پیدا ہو جاتی ہے۔ زندگی کو اس کی طرح ڈرامے کے افراد بھی بے چین اور غمناک نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔

آئیڈیل (Ideal) کی تلاش، ناممکن کی جستجو اس کی تصانیف کی ایک بڑی اہم خصوصیت ہے۔ اسی کو اس کی تصانیف کا کارفرما جذبہ کہنا پڑتا ہے۔ اس کے ڈراموں کے تمامتر اہم افراد میں کسی نہ کسی پیرایے میں ناممکن کی طلب پائی جاتی ہے۔ ان میں ایک بے چینی اور تڑپ ہوتی ہے کہ وہ کسی غیر معمولی یا ناممکن الحصول یا دلکش ترین چیز کو حاصل کر لیں۔ اور یہی بے چینی اور تڑپ ان کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ یہ بے چینی جو ان کے لامحدود تخیّل کی پیداوار ہوتی ہے ان کو اصلی زندگی اور اصلی واقعات سے ہٹا کر ان کی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔

ابسن کی یاسیت و قنوطیت کا مفہوم، عام مفہوم سے بالکل مختلف ہے۔

معمولی خوشیوں یا راحتوں کے زوال یا معمولی اموات وحوادث سے اس کے ڈراموں میں یاس والم کی کیفیتیں نہیں پیدا ہوتیں۔ بجائے معمولی حادثات کے وہ حادثات جو اسی ذہنی بے چینی اور تڑپ کی وجہ سے ظہور میں آتے ہیں اس کے ڈراموں میں یاس والم کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جذباتِ الم کے ساتھ کہیں اس کے ڈراموں میں بے لطفی یا روکھاپن نہیں پیدا ہونے پاتا۔ چونکہ اُس کے یہاں یہ جذبات عظیم الشان ذہنی تخیّلات کی شکست سے پیدا ہوتے ہیں اس لیے ان میں شوکت وحسن ہوتا ہے۔

ابسن اپنے افراد ڈرامہ کی ذہنی کیفیتوں کو نفسیات تحلیلی کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ سیدھے سادے واقعات کی تہ میں انسانوں کے ذہن کی پیچ در پیچ کاوشیں اور سازشیں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ تخیّل اور جذبات کی رو انسانوں کو گمراہ کرنے لگتی ہے۔ یہاں تک وہ کچھ نہیں رہتا اور محض اندرونی طاقتوں کا کھلونا بن جاتا ہے۔ یہ اندرونی طاقتیں دوسروں کی اندرونی طاقتوں سے متصادم ہوتی ہیں۔ اس تصادم کے خوفناک نتائج زندگیوں کو برباد کردیتے ہیں اور افرادِ ڈرامہ جن کی زندگیاں اس طرح تباہ ہوتی ہیں آخری وقت میں ایک دوسرے کی اندرونی طاقتوں کو دیکھ لیتے ہیں اور کچھ کچھ سمجھ لیتے ہیں۔

ڈرامے کے پلاٹ میں جو تسلسل، زور اور دلکشی ہونی چاہیئے۔ ابسن کے یہاں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ قانونِ فطرت کو اس نے بعینہٖ اپنے ہر ڈرامے کے افعال واقوال پر منطبق کرلیا ہے۔ ان کی ہر حرکت میں ہر بات میں، وہی تسلسل اور ربط موجود ہے جس کا فطری اور قدرتی اعتبار سے ہونا ضروری ہے۔ واقعات کی ترتیب میں معمولی سے معمولی تفصیل پر بھی اس کی نظر رہتی ہے۔

اُس کے ڈراموں کے افراد باوجود ان اندرونی طاقتوں کے جو انھیں کچھ سے کچھ

بنادیتی ہیں، معمولی واقعات کے لحاظ سے اور معمولی گفتگو میں بالکل عام، زندہ، چلتے پھرتے انسان معلوم ہوتے ہیں۔ ڈرامانگار ان کو معمولی انسانوں کی طرح اسٹیج پر لاتا ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے کہ حاضرین کو ان کے باطن کی جھلک بھی دکھادی جائے تو ان کا دل چیر کر، وہ خوردبین جس سے وہ خود ان کو دیکھتا ہے ناظرین کی طرف بڑھا دیتا ہے۔ اس کی پروا نہیں کرتا کہ اس طرح چیر دینے سے اُس کے ڈرامے کے افراد مر جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے یہاں اموات اور خودکشیوں کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اور بعض اہم افراد جو خودکشی نہیں کرتے، زندہ تو رہتے ہیں مگر زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔

اِسی کا اثر اس کے مکالمے پر بھی پڑا ہے۔ اطالوی فلسفی اور نقّاد کروچے (Croce) نے اس کے مکالمے کی خصوصیت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ اُن کے (افرادِ ڈرامہ کے) مکالمے میں یہ کیفیت پائی جاتی ہے کہ گویا وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ پردہ جو اُن کے درمیان حائل ہوتا ہے اکثر زور اور جوش سے چاک ہوتا رہتا ہے۔ مکالمے کے اسلوب کو ایک طرح کی خودکلامی (Monologue) کہا جاسکتا ہے جس میں بے چینی اور تڑپ ہوتی ہے جو فوراً ختم نہیں ہو جاتا بلکہ تقسیم ہو کر، تضاد اور اختلاف کے بعد اپنا اصلی ڈرامائی رنگ اختیار کرتا ہے۔

یہ تو اُس کی مکالمہ نگاری کے نازک ترین مواقع کی اہم خصوصیت تھی۔ عام حالات میں اُس کا مکالمہ بہت دلچسپ، سادہ اور شگفتہ ہوتا ہے۔ اس کی نثر میں لطف اور فطری سادگی بدرجہ اتم موجود ہے۔ آورد اور تصنّع کا کہیں نام نہیں۔

مکالمے کو اُس نے مباحثے کا ذریعہ بنایا۔ اور اس کے مباحثوں میں

بھی زندگی کا لُطف موجود ہے۔ اُن سے طبیعت اُکتانے نہیں پاتی۔ مباحث ہمیشہ موزوں اور مناسب موقعوں پر چھڑتے ہیں اور کبھی حدِّ اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

ابسن کا اثر یورپ کے ڈراما پر

ابسن سے پہلے تک یورپ میں بالعموم جو ڈراما بہت زیادہ مقبول تھا وہ فرانسیسی اسلوب کا ڈراما تھا۔ اِس اسلوب کی جدّت فنا ہوچکی تھی صرف تتبع کی کوششیں یورپ بھر میں جاری تھیں۔ اس قسم کے ڈراموں کا موضوع زیادہ تر عشق، محبت، خلوص، جان نثاری، سخاوت، ہوش، سازشیں، غلط فہمیاں، فریب، اور بدطینتی اور اسی قسم کے خاص خاص مقرّرہ جذبات ہوتے تھے جو مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

ردِّعمل کا سب سے بڑا علمبردار ابسن تھا۔ اہم معاشرتی پیچیدگیوں، اخلاقی پستیوں، خانگی زندگی کے پیچیدہ مسئلوں سے جو واقعات پیدا ہوتے ہیں ان کو اُس نے اپنے ڈراموں کی روئدادوں کے لیے انتخاب کیا۔ اُس نے زندگی اور زندگی کی مشکلوں کو دوبارہ ڈرامے کا موضوع بنایا۔ اس امر کی کوشش کی کہ ناظرین بجائے جھوٹے بے اصل قِصّوں کے، اسٹیج پر اپنی ہی زندگی کا صحیح عکس دیکھیں۔

ڈراما اور تھیٹر کا پرانا تصوّر زائل ہوگیا۔ تھیٹر کا مقصد محض تجارت نہیں رہا؛ وہ اصلاحِ معاشرت کا ذریعہ بننے لگا۔

ڈرامائی حقیقت نگاری صحیح معنوں میں ابسن ہی سے شروع ہوتی ہے۔ روزمرّہ کے واقعات، روزمرّہ کی زندگی کی مشکلیں اور پیچیدگیاں ہی عملی زندگی کی اصلی حقیقتیں ہیں۔ اِبسن کی حقیقت نگاری نے یورپ کے ہر ملک کے ڈراما پر اثر

ڈالا - چنانچہ روس میں چیخوف اور گورکی ، اِطالیہ میں پیراندے لو (Pirandello) فرانس میں بریو (Brieux) جرمنی میں گیرہارٹ ہاپٹ مان - (Gerhart Hauptmann) انگلستان میں برنرڈشا سب ابسن کے اثر سے کم و بیش متاثر ہیں -

---

(۲)

معمارِ اعظم

بعض نقادوں کا خیال ہے کہ "معمارِ اعظم" سُول نِس (Bygmester Solness) اِبسن کا پختہ ترین ڈرامہ ہے - اس کی شہرت یورپ بھر میں پھیل چکی تھی اور وہ دنیا کے ڈراما کا معمارِ اعظم بن چکا تھا - اس ڈرامے میں وہ خود معمارِ اعظم کے بھیس میں نمودار ہوتا ہے - یہ ڈراما خودنوشتہ سوانح واقعات نہیں ہے بلکہ محض سُول نِس کے کردار کی حد تک ابسن خود اِس ڈرامے میں جلوہ پیرا ہے -

کہنہ سالی میں اس کی ذہنی قوت کے دونوں متضاد عناصر یعنی نظم و نثر، شاعری اور تنقید جن میں سے ایک نے مدّتِ دراز کے لیے دوسرے کو جلا وطن کر دیا تھا، اب باہم مل کر شیر و شکر ہو گئے اور واقعات کے باطن میں شاعری سرایت کر گئی -

اِبسن کے آخری ڈرامے

ہر اعتبار سے اِبسن کے آخری چار ڈرامے اُس کی ڈرامہ نگاری کے تیسرے دور میں شامل ہیں - اُس نے انھیں نثر ہی میں لکھا مگر شعر کی تڑپ ان کی تہ میں کروٹیں لے رہی ہے -

جس طرح ابسن نے اپنے منظوم ڈراموں کی شہرت کے بعد شاعرانہ موضوعوں کو چھوڑ کر نثر کو اور ایک خاص قسم کی حقیقت نگاری کو اپنے لیے انتخاب کیا تھا، اُسی طرح اب اُس نے نثر ہی میں ایک اور بالکل نئے اسلوب کو اپنے لیے انتخاب کیا۔ اس نئے اسلوب کو ایک طرح کی استعارہ نگاری کہا جا سکتا ہے ابسن کے ڈراموں میں استعارہ نگاری کا مفہوم یہ ہے کہ ڈرامے کے واقعات جو بظاہر معمولی ہیں اور فطری اور قدرتی اسباب و علل کے پابند ہیں، ایک اور پوشیدہ حقیقت کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ پورا واقعہ اس پوشیدہ حقیقت کا ایک مکمل استعارہ ہوتا ہے۔

ایک اور خصوصیت اِن ڈراموں کی یہ ہے کہ موت اور فنا کی فضا اُن کے ماحول پر چھائی ہوئی ہے۔ خود ابسن کا پیمانۂ حیات لبریز ہونے کے قریب تھا۔ موت اس کو ایک ایسی حقیقت معلوم ہو رہی تھی جو اب اس سے بہت قریب ہے۔ لیکن موت کے اس احساس میں کوئی ناگوار تلخی نہیں بلکہ نیند کی سی یا نیند سے بیدار ہونے کی سی کیفیت ہے۔ اور یہی کیفیت ان چاروں ڈراموں "معمارِ اعظم"، Lille Eylof "یوہان گابریل بُورک من"، "جب ہم مُردے زندہ ہوں" اور میں موجود ہے۔

اس ڈرامے کا خیال

(۱) "معمارِ اعظم" اِبسن نے ۱۸۹۲ء میں تحریر کیا مگر اس کے موضوع کا خام اور نامکمّل تصوّر سالہا سال سے اِبسن کے دماغ میں موجود تھا۔ اس کی ایک ابتدائی نظم میں جو ۱۸۵۸ء میں شایع ہوئی "معمارِ اعظم" کے قصّے کا ایک ہلکا سا تصوّر موجود ہے۔ یہ نظم جو اس ڈرامے کی تصنیف سے چونتیس سال قبل لکھی گئی ظاہر کرتی ہے کہ ابسن کے ذہن میں ایک معمارِ اعظم کا تصوّر موجود تھا جس نے

ایک ہوائی قلعہ تعمیر کیا اوراس ہوائی قلعے کے ایک بُرج میں ایک نوجوان لڑکی کے رہنے کی جگہ تھی - نظم کا ترجمہ یہ ہی -

تعمیر کے نقشے

مجھے وہ شام اچھی طرح یاد ہی، جیسے آج ہی کی بات ہو، جب میں نے اخبار میں اپنی نظم چھپی ہوئی دیکھی - میں اپنے حجرے میں بیٹھا تمباکو کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا - طبعی خوف و مسرت کے عالم میں میں نے یہ خواب دیکھنا شروع کیا :-

" میں بادلوں میں ایک قلعہ بناؤں گا - شمال بھر میں اس کی چمک نمایاں ہوگی - اس کے دو بازو ہوں گے - ایک چھوٹا بازو، دوسرا بڑا بازو - بڑا بازو ایک لافانی شاعر کے سر پر سایہ کیے رہے گا، چھوٹا بازو ایک نوجوان لڑکی کی آرام گاہ کا کام دے گا "

یہ نقشہ مجھے بہت موزوں معلوم ہوا - مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا اس کا تصوّر الجھتا گیا - جب معمار کو ہوش آیا تو قلعہ درہم برہم ہوگیا - بڑا بازو بہت چھوٹا ہوگیا اور چھوٹا بازو تباہ ہوگیا -

(۲) یہ نظم تو بہت پہلے لکھی گئی تھی - لیکن اس ڈرامے کی تحریر کے مکمّل ارادے کے بعد ۱۶ مارچ ۱۸۹۲ء کی لکھی ہوئی ایک اور نظم موجود ہی جس میں ابسن نے اس ڈرامے کے موضوع اور اپنے تصوّر کو بیان کیا ہی - اس نظم کی تحریر کے فوراً بعد ہی اُس نے ڈراما لکھنا شروع کردیا - اس نظم کا ترجمہ یہ ہی :-

" بیٹھے رہتے تھے وہ دونوں "

جاڑوں میں اور خزاں میں وہ دونوں ایک آرام دہ مکان میں

بیٹھے رہتے تھے - پھر مکان میں آگ لگ گئی ، ہر چیز تباہ ہوگئی ،
دونوں کو خاک چھاننا پڑی -
کیونکہ خاک میں ایک جوہر پوشیدہ ہے - ایک جوہر جو جل نہیں سکتا -
اور اگر وہ مسلسل ڈھونڈتے رہیں تو ممکن ہے کہ دونوں میں سے
کسی کو وہ مل جائے — یا میاں کو یا بیوی کو -
لیکن اگر وہ اس کو پا بھی لیں ، وہ دونوں جو جل کر خاک ہو چکے
ہیں — اس بیش قیمت نہ جل سکنے والے جوہر کو پا بھی لیں —
تب بھی نہ بیوی کو اس کا خاکستر شدہ اعتقاد واپس مل سکے گا ، نہ
شوہر کو اپنی خاک شدہ راحت -

(۳) ولیم آرچر نے اِبسن کے دوست اور رفیق ڈاکٹر جولیس الیاس (Julius Elias) کا بیان کردہ واقعہ نقل کیا ہے جس سے بھی اِس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ معمارِ اعظم کی تحریر کے خیال میں اور کون سے خارجی عناصر شریک تھے - فروری ۱۸۹۱ء میں اِبسن اپنے تازہ ترین ڈرامے Hedda Gabler کی پہلی تمثیل دیکھنے برلن آیا ہوا تھا - واپسی کے وقت دونوں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور ریل کا انتظار کر رہے تھے - ابسن نے اثنائے گفتگو میں اس سے کہا "تمھیں معلوم ہے اپنے آئندہ ڈرامے کا تصوّر — اس کا دھندلا سا نقشہ — میرے ذہن میں گھوم رہا ہے - ہاں ایک چیز میرے ذہن میں مستقل شکل اختیار کر چکی ہے ایک واقعہ — ایک عورت (جو ڈرامے میں ہلڈا وانگل بن کر نمودار ہوئی) کی شکل ، دلچسپ — نہایت دلچسپ — اس کی سیرت میں بھی شیطنت کی خفیف سی جھلک ہے - اُس میٹرول میں ایک آسٹروی نوجوان لڑکی سے اپنی ملاقات کا قصّہ بیان کیا - اس عجیب و غریب لڑکی کی سیرت میں غضب کی خطرناک دلکشی تھی -

اِس کا مفصّل ذکر ہم ہلڈا کی سیرت کے مطالعے کے سلسلے میں کریں گے۔

(۴) یہ سب اس ڈرامے کی تعمیر کے عناصر تھے۔ لیکن ایک واقعہ ایک حدتک اس ڈرامے کی تعمیر کا "باعث" اور "سبب" بھی تھا۔ ناروے کا بچّہ بچّہ اس واقعے کو جانتا ہی اور ابسن کے بہترین انگریزی سوانح نگار Zocker نے بہت دلچسپ تفصیل سے اس کا ذکر کیا ہی۔ کنوٹ ہامزن (Knut Hamson) جو میرے انتہائی کرم فرما ہیں، جن کے نام میں اس ڈرامے کا ترجمہ معنون کررہا ہوں اور جو ناروے کے زندہ ادیبوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں اس واقعے کے ہیرو ہیں۔ کنوٹ ہامزن کی ابتدائی زندگی بہت سختی اور مصیبت سے گزری تھی، اور اس کا نتیجہ ان کے مشہور ناول "بھوک" کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس ناول نے غیر معمولی شہرت حاصل کی، ہامزن کا شمار بہترین ادیبوں میں ہونے لگا اور کچھ زمانے کے بعد ان کو نوبل پرائز دیا گیا۔ لیکن اپنی شہرت کے ابتدائی زمانے میں انھیں اپنی زندگی کی سختیاں یاد تھیں۔ انھوں نے ایک جلسہ کیا اس میں ابسن کو بھی مدعو کیا۔ اِبسن نوجوان مصنّفوں کی ہمت افزائی کو ہمیشہ تیار رہتا تھا اُس نے اِس دعوت کو منظور کیا۔ جلسے میں کنوٹ ہامزن نے ناروے کے جدید ادیب پر تقریر کی اور اس میں ابسن کو (جو وہاں بطور مہمان خاموش اور بالکل مجبور بیٹھا تھا) خوب اڑے ہاتھوں لیا کہ نہ وہ اعلیٰ درجے کا فنکار ہی اور نہ فلسفی۔ ابسن جب تک ممکن ہوسکا خاموش اس ذِلّت کو برداشت کرتا رہا۔ اِس واقعے نے "معمار اعظم" کے اصلی تخیّل کی بنیاد ڈالی۔ کنوٹ ہامزون کی تقریر گویا نئی پود کا اعلان جنگ تھا۔ نئی پود، ڈراما کے معمارِ اعظم ابسن سے کہہ رہی تھی کہ وہ آنے والوں کے لیے جگہ خالی کردے۔ اس کی عظمت کا زمانہ ختم ہوچکا ہی۔ کنوٹ ہامزون کے الفاظ کی صدائے بازگشت راگنار بروِک (جو ڈرامے میں نئی پود کا نمائندہ ہی) کے ان الفاظ میں سنائی دیتی ہی

"اس نے اتنے دنوں تک ہم کو اُبھرنے نہ دیا — اب ہم یہ دیکھنے آئے ہیں کہ وہ اپنی بلندی کے برابر بھی اُبھر نہیں سکتا"۔ سُول نس ڈرامے کے شروع ہی میں ڈاکٹر ہیرڈال سے کہتا ہے "نئی پود میرا دروازہ کھٹکھٹانے کو آیا ہی چاہتی ہے —" بہرحال اِبسن نے نئی پود کے اعلان جنگ کو منظور کرلیا اور یہ ڈراما اس کا جواب ہے۔ اِس ڈرامہ میں معمارِ اعظم پھر ان بلندیوں تک چڑھنا چاہتا ہے جن کو وہ خود تعمیر کرچکا ہے۔

ڈرامے کی ترتیب اور رُوحِ عمل

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ اِبسن کے آخری ڈراموں کے اسلوب کی خصوصیت استعارہ نگاری ہے۔ "معمارِ اعظم" میں یہ کیفیت مکمّل طور پر موجود ہے۔ پورا ڈرامہ ایک مکمّل استعارہ ہے۔ واقعات کی ترتیب اور نتائج کا ظاہری باعث قدرتی اسباب وعلل ہیں مگر ان کی تہ میں کوئی پوشیدہ حقیقت کام کرتی نظر آتی ہے۔

ڈرامہ کا قصّہ محض یہ ہے کہ ایک زبردست معمار دوسروں کی زندگیوں اور مسرتوں کو پامال کرکے اپنی ترقی کا راستہ بناتا ہے۔ جس نے اُسے کام سکھایا تھا اس کو کاروبار میں نیچا دکھاتا ہے۔ اُس کی آرزو یہ ہے کہ کسی طرح اُس کی بیوی کے مکان کو آگ لگ جائے اور مکان کے وسیع باغ کو وہ اِس کام میں لا سکے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مکان تعمیر ہوسکیں۔ کچھ اتّفاق اور کچھ شاید اس کی قوّتِ ارادی کے زور سے آگ لگ ہی جاتی ہے۔ اُس کی بیوی اس صدمے سے بیمار ہوجاتی ہے اور اس کے دونوں شیرخوار بچّے مرجاتے ہیں۔ اُن کا داغ اس کی بیوی کے دل پر ہمیشہ کے لیے باقی رہ جاتا ہے اور اُس کا دِل ٹوٹ جاتا ہے۔ باوجود اِس کے کہ معمارِ اعظم اپنے پیشے میں انتہائی کامیابی حاصل کرلیتا ہے،

حقیقی راحت اُسے بھی نصیب نہیں ہوتی، یہاں تک کہ بڑھاپے کا زمانہ قریب آجاتا ہے اور اُسے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں نئی پود ترقی کرکے اُسے زک نہ دے۔ وہ نئی پود کے سرگرم اور لایق نوجوانوں کو اُبھرنے نہیں دیتا۔ عین اس وقت ایک عجیب وغریب لڑکی آکے اُس کی زندگی کو درہم برہم کردیتی ہے۔ دس سال پہلے اُس نے ایک پہاڑی مقام پر اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ اُس وقت اس کی عمر آٹھ دس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اُس نے لڑکی سے مذاق مذاق میں بہت سے وعدے کئے تھے۔ اُس نے اس غضب کا تخیّل پایا ہے کہ وہ معمارِ اعظم کے تخیّل پر بھی قابو پالیتی ہے۔ لڑکی کی تمنا یہ ہے کہ اس کو پھر بلند مینار کی چوٹی پر دیکھے اور اس ظاہری بلندی کو اسکی حقیقی عظمت کی مثال سمجھ کر مسرور اور متاثر ہو۔ معمارِ اعظم، جس کو بلندی پر بہت جلد چکر آجاتا ہے، پہلے تو ہچکچاتا ہے مگر پھر باوجود اپنی بیوی کی خوشامد کے اس لڑکی کی ترغیب سے منار پر چڑھ جاتا ہے۔ لمحہ بھر کے لئے اِس بلندی پر اپنی پوری عظمت کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے مگر فوراً ہی اوپر سے گر کر ختم ہو جاتا ہے۔ لڑکی کے عجیب وغریب خواب کی تعبیر اس طرح پوری ہوتی ہے۔

ایک واقعے کی حیثیت سے یہ پلاٹ بجائے خود مکمّل ہے، مگر اس کی تہ میں پوشیدہ تر معنی موجود ہے۔ اس ڈرامے کے استعارے میں ابسن نے خود اپنی ذہنی زندگی کو بیان کیا ہے۔ ڈرامہ کا ہیرو معمارِ اعظم **سُول نِس**، ڈرامہ کے معمارِ اعظم اِبسن کا عکس ہے۔ سُول نِس نے پہلے جو کلیسا تعمیر کئے تھے اُن سے اِبسن کی مراد وہ شاعرانہ ڈرامے ہیں جو اُس نے ابتدائی دور میں لکھے۔ اُس کے بعد "انسانوں کے گھر بنانے" کی تہ میں اِبسن کی اُس ذہنی کیفیت کی تصویر نظر آتی ہے جس نے اُسے معاشرتی ڈرامے لکھنے پر مجبور کیا۔ "ہوائی قلعوں" سے مُراد ڈرامہ کا وہ دور ہے جب اِبسن کی ذہنی قوت زوال پذیر ہوچکی تھی، وہ کہنہ سال

ہو چکا تھا، تخیل ذہن پر حاوی ہو رہا تھا۔ مینار کی بلندی پر دوبارہ چڑھنا گویا ایسا ڈرامہ لکھنا ہے جو عظمت میں اس کے بہترین ڈراموں سے مقابلہ کرسکے۔ نئی پود کا علمبردار راگنار برووک (Ragnar Brovik). اصل میں کنوٹ ہامزون (Knut Hamson) ہے۔ اسی طرح مسز سول نس اصل میں ابسن کی بیوی **سوزانا اِبسن** ہے۔ اِبسن کی دوست فرائے لاین راف (Raff) نے لکھا ہے "اگر مجھے اجازت دی جائے کہ میں ایک ذاتی مشاہدے کا ذکر کروں تو میں یہ کہوں گی کہ مسز اِبسن میں دو باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے وہ کبھی کبھی ابسن کو سمجھ نہیں سکتیں۔ ایک تو یہ کہ اکثر ظاہری طور پر برتاؤ میں سختی کا اظہار جس کی تہ میں ان کے جذبات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ دوسرے اُن باتوں کا غیر معمولی احساس جن کو اُنھیں فراخ دلی سے دیکھنا چاہیئے مثلاً یہ کہ نوجوان عورتوں اور لڑکیوں سے اِبسن کے مراسم جو بالکل معصوم تھے۔ ابسن نے اپنی بیوی سے کبھی بیوفائی نہیں کی" اس سے قطع نظر اِبسن اور اس کی بیوی میں انتہائی محبّت تھی۔

ہلڈا کی آمد اُس شاعرانہ تڑپ کی آئینہ دار ہے جو اس کہنہ سالی کے زمانے میں اِبسن میں پیدا ہوگئی تھی۔ اُس کا دماغ یہ خواب دیکھتا تھا کہ کوئی حسین لطیف روح آکر اُس کی روح کا بار ہلکا کر کے اُسے کنویں ہی میں کیوں نہ ڈھکیل دے۔ اسی طرح مسز سُول نس کی گڑیاں بھی ایک استعارہ ہیں۔ یہ گڑیاں اولاد کی تمنّا کا مجسّم مظہر ہیں۔ اِن سے اس کو جو محبّت تھی اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت میں ماں بننے کی جو ناقابل بیان آرزو اور تمنّا ہوتی ہے وہ اِن گڑیوں میں سمٹ آئی تھی۔

لیکن یہ ڈراما محض ایک استعارہ ہی نہیں۔ اس کی ظاہری حقیقت بھی اِس کے باطنی معنوں سے کچھ کم اہم اور دلکش نہیں۔ واقعہ بھی استعارے کی طرح

ایک زندہ حقیقت ہے۔ اس ڈرامے میں اِبسن نے نفسیات تحلیلی کا سا اسلوب اختیار کرکے ایک کمزور اور بیمار ضمیر اور ایک تھکے ہوے دماغ کی سرگزشت بیان کی ہے۔ نفسیاتی کیفیتوں کو بیان کرجانے میں اُسے کمال حاصل ہے۔ مکالمے کی رفتار کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ پردے اُٹھتے چلے جاتے ہیں اور ہم کو افراد قصہّ کی مشہور ہستیوں کی بالکل نئی نئی اور عمیق سے عمیق تر گہرائیاں نظر آتی جاتی ہیں۔ آج کل کی حقیقت نگاری (جس کی بنیاد زولا (Zola) نے ڈالی) اور ابسن کی حقیقت نگاری میں بہت فرق ہے۔ ابسن کی نظر صرف نفس واقعہ یا تفصیلِ واقعہ کی حد تک محدود نہیں رہتی۔ وہ قلب اور باطن کی اُن گہرائیوں تک بھی پہنچ جاتا ہے جن تک پہنچنے کے لیے لامحدود تخیّل کی ضرورت ہے۔

اِس ڈرامے میں اِبسن نے بعض جگہ نفسیاتی تجربے میں کمال کردیا ہے۔ ایک اشارے میں وہ ایسے ایسے نفسیاتی نکات بیان کرجاتا ہے جس کی طبّی تشریح میں صفحے کے صفحے سیاہ ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ڈرامہ کا آخری جملہ ہلڈا کے پورے کردار کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ یا مثلاً سُول نس کا اپنے مکان میں بچوّں کے لیے تین کمرے تعمیر کرانا۔ یا مسز سُول نس کی گڑیاں اور اُن کے جل جانے کا صدمہ جس کو وہ اولاد کے صدمے سے زیادہ سمجھتی ہے۔

فنّی اعتبار سے "معمارِ اعظم" ہر طرح مکمّل ہے۔ اُس کی حقیقت نگاری چھوٹی سے چھوٹی ظاہری تفصیلوں پر بھی حاوی ہے۔ افراد قصہّ کی زندگی کے دونوں پہلو —— اندرونی اور بیرونی، ظاہری اور باطنی یکساں ہم کو نظر آتے ہیں۔ ظاہری حرکات و سکنات کی حد تک معمولی سے معمولی جنبش بھی ہماری نظر سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

روئداد کی نشو و نما بہت سادہ اور دلفریب طریقے پر ہوئی ہے۔ ڈرامہ

اس وقت شروع ہوتا ہی جب قِصّے کے اکثر اہم واقعات کو گزر کر سالہا سال ہو چکے ہیں اور انجام سر پر منڈلا رہا ہی۔ ڈرامے کے واقعات چوبیس گھنٹے کے اندر ظہور میں آجاتے ہیں اور دورانِ گفتگو میں قدرتی اور مناسب طور پر گزشتہ واقعات کا علم ہوتا جاتا ہی۔

مکالمہ نگاری بھی کچھ کم مستحق تعریف نہیں۔ آخر منظر تک بجز **بروِوک** کی مدت کے (جو نسبتاً ایک غیر متعلق چیز ہی) کوئی اور اہم انقلاب پلاٹ میں نہیں ہوتا جو ناظرین کی توجہ کا باعث ہو سکے۔ اس لیے ناظرین کو منہمک رکھنے کی ساری ذمہ داری مکالمے پر رہتی ہی۔ اور مکالمہ اس قدر دلچسپ ہی کہ ہر قدم پر باتوں ہی باتوں میں نئے نئے انکشافات ہوتے ہیں۔ کبھی تو ہم کسی کردار کے باطن اور اس کی نفسیاتی کیفیت کی جھلک دیکھ لیتے ہیں، کبھی انتہائی مربوط، سادہ اور نیچرل انداز میں گزرے ہوئے واقعات سنتے ہیں۔ مکالمے ہی سے قِصّے کی رفتار میں تسلسل باقی رہتا ہی۔ اس غیر معمولی نفسیاتی نقاشی کا ایک بڑا ذریعہ مکالمہ ہی۔ مکالمے کی رو میں نفسیاتی اعترافات اس طرح آجاتے ہیں جیسے باتوں ہی باتوں میں کوئی دل کی بات کہہ جاتا ہی۔ ابسن کی مکالمہ نگاری میں ظاہری دلکشی بھی بدرجۂ اتم موجود ہی۔ جا بجا ہلکا سا طنز لطف دے جاتا ہی سلاست اور روانی بجائے خود بہت لطیف ہی۔ کہیں نام کو تکلّف نہیں پایا جاتا۔

سیرت نگاری

سول نِس | پورا ڈرامہ ہال وار سول نس کی قلبی، ذہنی اور نفسیاتی کیفیت کی سرگزشت ہی۔ سُول نس کی تہ میں اِبسن خود چھپا ہُوا ہی۔ کردار کی اہم ترین خصوصیت اس کی بے چینی ہی۔ یہ بے چینی اِبسن کے تمام اہم کرداروں میں

پائی جاتی ہے- وہ کسی جگہ تک پہنچ جانا چاہتے ہیں، کچھ حاصل کرلینا چاہتے ہیں، اوراپنی منزلِ مقصود تک نہ پہنچ سکنے کی تڑپ ان کو مضطرب رکھتی ہے-

سول نس کی موت محض حادثہ نہیں- اصلی سول نس ڈرامہ شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوچکا ہے- اس کی زندگی کی قوت ختم ہوچکی ہے- اُس کے نفس کی تشریح ایک طرح کا پوسٹ مارٹم معلوم ہوتی ہے- لیکن اِس چوبیس گھنٹے کے عرصے میں (جس دوران میں ڈرامے کے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں) ہم اس کی گزشتہ اور موجودہ زندگی، اس کی پوشیدہ قوتوں، اُس کی شخصیت، اسُ کے دماغ، اس کی قوتِ ارادی، اس کی طبیعت، اس کے ضمیر کی پوری جھلک دیکھ لیتے ہیں- سُول نس ہی ڈرامے کی جان ہے- شروع سے آخر تک اسی کی شخصیت کے اطراف ڈرامہ نشو ونما پاتا ہے اور اُس کے ساتھ ہی ختم ہوجاتا ہے- اُس نے غضب کی قوتِ ارادی پائی ہے جو ہپناٹزم کی حد تک پہنچ جاتی ہے- کم از کم اس کی دانست میں محض اس کی قوّتِ ارادی سے مکان کو آگ لگ جاتی ہے- اُس کی قوّتِ ارادی سے **کایا** خود آگر اس کی ملازمت اختیار کرتی ہے، اور اپنے منگیتر کو چھوڑ کر اس کی ذہنی قوّت کا کھِلونا بن جاتی ہے- اُس کی کشش ہلڈا کو دس سال کے بعد کھینچ لاتی ہے-

ہلڈا وانگل | ہلڈا کے کردار کا تصور ابسن کے ذہن میں وی آنا (Vienna) کی ایک نوجوان لڑکی Frauline Emilie Bardach کو دیکھ کر پیدا ہوا جس سے وہ ۱۸۸۹ء میں قصبۂ Gossensass واقع ٹیرول (Tyrol) میں مِلا تھا- اس کی عمر ستّرہ سال کی تھی اور ابسن کی عمر ۶۱ سال تھی ابسن نے اس سے رخصت ہوتے وقت اُسے ایک تصویر دی تھی جس پر لکھا تھا "ستمبر کی زندگی میں مئی کے آفتاب کو ——— بمقام ٹیرول"، اُس کے البم پر ابسن نے یہ الفاظ لکھے تھے- "بلند، تکلیف دہ مسرت ——— ناممکن تک پہنچنے کی جدو جہد"

یہ دونوں جملے ہلڈا کے کردار کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ ابسن نے اس کے نام بارہ خطوط لکھے ۔ خطوط میں التفات و مہر کی جھلک ہے ۔ اِن میں سے پانچویں خط میں وہ اسکو "پُراسرار شہزادی" اور چھٹے خط میں "میری پیاری شہزادی" لکھتا ہے ۔ یہ الفاظ "معمارِ اعظم" کی "شہزادی" کی طرف اشارہ کرتے معلوم ہوتے ہیں ۔ نویں خط (٦ فروری سنہ ۱۸۹۰ء) میں وہ لکھتا ہے "میرا ضمیر مجھے ہدایت کرتا ہے کہ میں تم سے خط و کتابت بند کردوں یا کم از کم کم کردوں" دسواں خط ایک تعزیت نامہ ہے جو اس کے والد کے مرنے پر لکھا گیا ہے ۔ گیارہویں خط میں اِبسن نے کسی تحفے کا شکریہ ادا کیا ہے اور اپنے نئے ڈرامے "ہیڈا گابلر" کو بھیجنے کا وعدہ کیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِبسن نے "معمارِ اعظم" اُسے نہیں بھیجا بلکہ اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جب ڈرامے کی اشاعت کے بعد اس لڑکی نے اپنی ایک تصویر "شاہزادی نارنجستان" کے نام سے دستخط کرکے بھیجی تو اِبسن کو یہ بات پسند نہیں آئی ۔ جب ابسن ستر سال کا ہوگیا تو اس لڑکی نے مبارکباد کا تار دِیا جس کا جواب اِبسن نے بہت اخلاق سے دیا ، یہاں ان کی خط و کتابت اور ان کے مراسم ختم ہوتے ہیں ۔

اوپر ہم اس واقعے کا حوالہ دے آئے ہیں جو ڈاکٹر جولیس الیاس نے بیان کیا ہے ۔ اِبسن نے جب ڈاکٹر الیاس سے ذکر کیا کہ نئے ڈرامے ("معمارِ اعظم") کا نقشہ اس کے ذہن میں کچھ کچھ صورت اختیار کرچکا ہے ، تو اُس نے اس عجیب و غریب لڑکی کا ذکر کیا جس سے وہ ٹیرول میں مِلا تھا ۔ اِس لڑکی نے فوراً ہی اِبسن کو اپنا رازدار بنا لیا تھا ۔ اُس کے اعترافات کا خلاصہ یہ تھا کہ اُسے اپنے مگیتر کی (جو اچھا خاصا شائستہ نوجوان تھا) کوئی پروا نہیں تھی ـــــ اس کا ارادہ تھا کہ سِرے سے شادی ہی نہ کرے ۔ اُسے لُطف اِس میں آتا تھا کہ دوسری عورتوں کے شوہروں کو مسحور کرکے اُن سے چھین لے ۔ اُس کے خمیر میں شیطنت کا

ایک ہلکا سا جزو تھا - اِبسن کو وہ شکاری پرند معلوم ہوتی تھی جس کا اگر بس چل جاتا تو اُس کو بھی اپنا شکار بنا لیتی - اِبسن نے بہت غور سے اس کی سیرت کا مطالعہ کیا تھا - اِس لڑکی کا جادو اِبسن پر کچھ زیادہ نہ چل سکا - اِبسن نے ڈاکٹر الیاس سے یہ الفاظ کہے :- "میں تو اُسے نہ مل سکا، لیکن وہ مجھے ڈرامے کے لیے مل گئی"۔

ایک اور خاتون کا بھی پتہ چلتا ہے جس کا اثر بھی ہلڈا کے کردار کی تعمیر میں بڑی حد تک شامل ہے اس سے اِبسن وطن واپس ہونے کے بعد کرسچیانا میں ۱۸۹۱ء میں ملا تھا - اِس کا نام ہلڈُر اندرسن (Hildur Andersen) تھا - اِبسن نے اسے اپنے کئی مسودے بھیجے جن میں اسے "شہزادی ہلڈر" لکھ کر خطاب کیا ہے -

اِبسن نے ہلڈا کی تخلیق میں کمال لطافت سے کام لیا ہے - اُس کا خمیر مختلف اور متضاد دلکشیوں سے اُٹھایا گیا ہے - ایک طرف تو اس میں تباہ کاری کی وہ قوت پوشیدہ ہے جو سُول نس کی جان لے کر رہتی ہے - دوسری طرف اس میں فرشتوں کی سی لطف آمیز محبت اور شفقت ہے اور جب سُول نس کے بے چین ضمیر کو کہیں اُمید کی کرن تک نظر نہ آتی تھی ہلڈا اس کے لیے فرشتۂ رحمت بن کر آتی ہے -

ہلڈا کی اہم ترین خصوصیت اس کا بے پایاں تخیّل ہے - اُس کی زندگی اس کے تخیّل کا کھلونا ہے - دس سال پہلے ایک اجنبی نے جو اُس سے مذاق کیا تھا وہ اس کے لیے زندگی کی اہم ترین حقیقت بن جاتا ہے - ہلڈا میں نسوانیت کا احساس بچپن میں بھی بہت پختہ تھا - اِس احساس نے اس کے تخیّل لامحدود بلند پروازیوں کی وجہ سے بہت خطرناک صورت اختیار کر لی - وہ گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑی ہوئی کہ اپنے تخیل کی پیاس بجھائے -

اس کی طبیعت ایک معمہ معلوم ہوتی ہے - اُس کی سرشت جو تخیّل محض ہے اور

تخیّل کی طرح بے ترتیب ہی آسانی سے سمجھ میں نہیں آتی - وہ بے چینی اور تڑپ جو ابسن کے اہم کرداروں میں پائی جاتی ہی اس میں انتہا کو پہنچ گئی ہی - ناممکن کو حاصل کر لینے کی تمنا ہمیشہ اُسے بیقرار رکھتی ہی -

ہلڈا میں بلا کی دلکشی ہی - اور یہ دلکشی انتہائی خطرناک ہی - سُول نس نے اگر اُس کو "شکاری پرند" کہا تو غلط نہیں کہا - جس طرح ساحل کی پریاں Sirens مسافروں کو اپنے دلربا گیت سُنا سنا کر اور اپنے حُسن کی جھلک دکھا دکھا کر اپنی طرف بلاتی تھیں اور ان کی کشتیوں کو چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش کر دیتی تھیں ، اُسی طرح ہلڈا کو بھی اپنی عجیب، خطرناک نفسیاتی دلکشی کے استعمال میں کمال حاصل ہی - اِس دلکشی کے سامنے سُول نِس کی زبردست قوتِ ارادی پرزے پرزے ہو جاتی ہی اور یہ دلکشی اُس کو مسحور کر کے ایک طرح کی خودکشی کی حد تک مجبور کر دیتی ہی -

ہلڈا کی سرشت میں جو بے چینی اور تڑپ ہی وہ اُسے مجبور کرتی ہی کہ سنسنی خیز نظاروں اور حادثوں سے اپنی پیاس بجھائے - وہ سنسنی خیز ہنگاموں کی تلاش میں رہتی ہی - اُس کے حواس ہمیشہ دل دہلا دینے والے ہنگاموں کی جستجو کرتے ہیں - اور خوفناک سنسنی خیز مناظر سے اُسے ایک عجیب نیم وحشیانہ اور نیم نسوانی مسرت حاصل ہوتی ہی -

---

"معمارِ اعظم" کا ترجمہ

اِبسن کی تمام تصانیف میں خصوصیت سے "معمارِ اعظم" کو ترجمے کے لیے اِس وجہ سے انتخاب کیا گیا کہ یہ ابسن کے تمام ڈراموں میں بڑی حد تک ممتاز ہی -

اس کا شمار یقینی طور پر ابسن کے بہترین ڈراموں میں ہے۔ ابسن کے بہت سے ڈرامے یورپ کی معاشرت سے متعلق ہیں اور ہندوستان کے ناظرین کے لیے اتنی دلکشی نہیں رکھتے۔ وہ معاشری مسائل جن پر ابسن نے "گڑیا کا گھر"، اور "آسیب" جیسے ڈرامے لکھے تھے اب معاشری اصلاحات اور طبی ترقیوں کی وجہ سے کم ازکم یورپ میں تو حل ہو چکے ہیں۔ "معمارِ اعظم" باطن کا ڈرامہ ہے اور دنیا بھر کے لیے یکساں دلفریبی کا سامان رکھتا ہے۔ اُس میں وہی کشش ہے جو ابسن کے سب سے شاندار ڈرامے Peer Gynt میں موجود ہے۔

اُردو ادب میں ڈراما کا جو فقدان ہے اُس کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ یورپ کے معیاری ڈراموں کے ترجمے سرے سے مفقود ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری زبان میں ڈراما کا کوئی صحیح تصوّر اور صحیح معیار نہیں پیدا ہونے پایا۔ اِس ترجمے کا مقصد یہ ہے کہ اُردو داں پبلک ایک اہم ڈرامائی شاہکار کو اپنی زبان میں پڑھ سکے اور جدید مغربی ڈرامہ کے امام اِبسن سے روشناس ہو۔

اِس ڈراما کا ترجمہ میں نے ۱۹۳۵ء میں مختلف انگریزی ترجموں کی مدد سے کیا تھا۔ کئی سال تک یہ ترجمہ یوں ہی پڑا رہا۔ ۱۹۳۸ء میں میں نے لندن میں اپنی ایک نارویجینی دوست مس سیگرید کرسٹفرسن (Miss Sigrid Cristofersen) کی مدد سے ترجمے کی نظرِ ثانی کی۔ میں اُن سے نارویجینی زبان سیکھ بھی رہا تھا۔ ۱۹۳۸ء ہی میں موسم گرما کی تعطیلات میں نے ناروے میں گذاریں اور ابسن کے ہموطنوں کے غیر معمولی اخلاق اور مہماں نوازی کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی، مراسم، اور معاشرتی کیفیتوں کو بھی دیکھنے کا موقع ملا جس سے ابسن کو سمجھنے میں بہت مدد ملی۔ میں پروفیسر فرانسس بل استاذِ ادبیات جامعۂ اوسلو (ناروے) کا خاص طور پر ممنون ہوں جنھوں نے مسٹر کنوٹ ہامزون کی فرمایش سے خاص طور پر

اس ترجمے کے لیے دیباچہ تحریر فرمایا ہی۔

عزیز احمد

حیدر آباد - ۱۵ رجون ۱۹۳۹ء

افراد

ہال وار سُول نس	معمارِ اعظم
ایلن سُول نس	اُس کی بیوی
ڈاکٹر ہیروال	معالج
کنوٹ برووِک	پہلے معمار تھا اب سُول نس کے پاس ملازم ہی
راگنار برودک	اُس کا لڑکا۔ نقشہ نویس -
کایا فوسلی	اُس کی بھانجی - محاسب
ہلڈا وانگل	
کچھ اور عورتیں	
سڑک پر مجمع	

ڈرامے کا عمل ، سالنس کے مکان میں یا مکان کے قریب وقوع پذیر ہوتا ہی۔

پہلا ایکٹ

ہال وارسُول نِس کے مکان میں معمولی سازوسامان سے آراستہ ایک کاروبار کا کمرہ - بائیں طرف تہ ہونے والے دروازوں سے ہال کی طرف راستہ ہے دائیں طرف کے دروازے سے مکان کے اندرونی کمروں کو راستہ جاتا ہے۔ پشت کے دروازے سے نقشہ نویس کا دفتر نظر آتا ہے۔ سامنے بائیں جانب ایک میز پر کتابیں کاغذات اور نوشت وخواند کا سامان ہے۔ اُس کے پیچھے دروازے کے عقب میں ایک آتشدان ہے دائیں جانب کونے میں، ایک صوفہ، ایک میز اور دو کُرسیاں ہیں - میز پر پانی کا بوتل اور گلاس ہے۔ اُسی جانب ذرا اور آگے ایک اور چھوٹی سی میز، ایک جھولنے والی کرسی اور ایک بازووں والی کرسی ہے - نقشہ نویس کے کمرے میں میز پر، کونے کے میز پر، اور کتابوں کی میز پر فانوس پوش لیمپ روشن ہیں -

نقشہ نویس کے کمرے میں کنُوٹ بروِک اور اُس کا بیٹا راگنار نقشوں اور حسابات کی دیکھ بھال میں مصروف ہے۔ باہر کے آفس میں، کتابوں کی میز پر، کایا بہی کھاتے میں کچھ درج کر رہی ہے - کنوٹ برووک ضعیف العمر آدمی ہے - سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں، کسی قدر پھٹا ہُوا لیکن صاف ستھرا سیاہ کوٹ اور میلا سا سفید گلوبند پہنے اور عینک لگائے ہے - راگنار بروِک تیس سال سے زیادہ کا ایک خوش پوش، خوش وضع آدمی ہے، قد کسی قدر خمیدہ ہے۔ کایا فوسلی بیس سال سے کچھ زیادہ کی ایک دُبلی پتلی نازک اندام لڑکی ہے۔ کپڑے بہت سلیقے کے پہنے ہے - آنکھوں پر سبز رنگ کا چشمہ لگائے ہے۔

کچھ دیر تک تینوں خاموشی سے کام کرتے رہتے ہیں۔

کنُوٹ بروِک ۔(میز سے دفعتاً اُٹھ کھڑا ہوتا ہی۔ گویا کسی تکلیف کی وجہ سے ۔ اور دِقّت سے گہری سانس لے کر دروازے کی طرف آتا ہی) نہیں ، اب میں زیادہ برداشت نہیں کرسکتا ۔

کایا (اُس کے پاس جاکے) اس وقت آپ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہی؟ کیوں ماموں ؟

بروِک ۔ روز حالت بد سے بدتر معلوم ہوتی ہی۔

راگنار (اُٹھ کے آگے بڑھتا ہی) ابّا ، اب آپ گھر چلے جائیے۔ اور کوشش کیجیے ذرا نیند آجائے........

بروِک (بے صبری سے) جاکے سوجاؤں ۔کیوں ؟ تم چاہتے ہو بالکل ہی دم گھُٹ جائے ۔

کایا ۔ تو کچھ دور چہل قدمی کر لیجیے ۔

راگنار۔ ہاں ہاں ۔ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔

بروِک (زور دے کر) اُس کے آنے تک تو میں نہیں جاتا ۔ میں نے تہیّہ کرلیا ہی کہ اُس .... (ضبط کرکے تلخ لہجے میں) اُس سے .... مالک سے آج اس کا تصفیہ کرکے رہوں گا ۔

کایا (پریشانی سے) نہیں نہیں ماموں ـــــ ابھی ذرا اور ٹھہر جائیے ۔

راگنار۔ ہاں ذرا اور انتظار کرلیجیے۔

بروِک (دقت سے سانس لے کر) ہا ـ ہا ـ! میرے لیے اب انتظار کا وقت کہاں باقی ہی۔

کایا (کان لگاکے) خاموش ۔زینوں پر اُس کی آہٹ معلوم ہو رہی ہی ۔

(تینوں ہٹ ہٹ کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں - مختصر سا وقفہ - ہال وار سُول نس ہال کے دروازے سے داخل ہوتا ہی - شباب کا زمانہ گزر چکا ہی مگر تندرست اور مضبوط آدمی ہی - چھوٹے چھوٹے گھونگروالے بال ہیں - مونچھیں اور بھویں سیاہ ہیں - زردی مائل سبز جاکٹ پہنے ہی - سر پر ایک نرم بھوری ٹوپی ہی اور ہاتھ میں ایک دو ہلکے سے بستے ہیں) -

سُول نس (دروازے کے قریب، نقشہ نویس کے کمرے کی طرف اشارہ کرکے آہستہ سے) وہ لوگ چلے گئے ؟

کایا (آہستہ سے سر ہلا کر) نہیں (اپنی آنکھوں سے چشمہ اُتارتی ہی - سُول نس کمرے کو طے کرکے اپنی ٹوپی ایک کرسی پر ڈال دیتا ہی - بستوں کو صوفے کے قریب کی میز پر رکھ دیتا ہی - اور خود کتاب کی میز کی طرف بڑھتا ہی - کایا لکھنے میں بدستور مشغول رہتی ہی، مگر کچھ مضطرب اور بے چین سی معلوم ہوتی ہی) -

سُول نس (بلند آواز سے) مس فوسلی، کیا درج کر رہی ہو ؟

کایا (چونک کر) جی صِرف وہی جو ....

سُول نس - ذرا میں بھی تو دیکھوں مس فوسلی (اس کے قریب جھک کر گویا بہی کھاتے کو دیکھ رہا ہی، آہستہ سے کہتا ہی) کایا -

کایا (نرم لہجے میں، اُسی طرح لکھتے لکھتے) کیا ؟

سُول نس - جب میں آتا ہوں تو تم وہ چشمہ کیوں اُتار دیتی ہو ؟

کایا - (پہلے کی طرح) وہ چشمہ لگا کے میں بہت بدصورت معلوم ہوتی ہوں -

سُول نس - (مسکرا کر) تو تم بدصورت معلوم ہونا نہیں چاہتیں ؟ کیوں کایا ؟

کایا - (دزدیدہ نظر سے اُس کی طرف دیکھ کر) نہیں ..... آپ کی نگاہوں میں

تو بدصورت ٹھہرنا نہیں چاہتی -

سُول نِس - (اُس کے بالوں پر آہستہ سے ہاتھ پھیر کر) میری بیچاری چھوٹی سی کایا -

کایا - (سر جھکا کر) خاموش ــــ وہ لوگ سُن لیں گے -

(سُول نِس کمرے کی دائیں جانب جاتا ہی، مُڑتا ہی اور نقشہ نویس کے کمرے کے دروازے کے سامنے ٹھہر جاتا ہی) -

سُول نِس - کوئی مجھ سے ملنے آیا تھا؟

راگنار - (اُٹھ کر) ہاں - وہی نوجوان میاں بیوی جو لوس ترا ند میں مکان بنوانا چاہتے ہیں -

سُول نِس - (بڑبڑاتے ہوے) وہ دونوں؟ اُن کو ابھی اور انتظار کرنا ہوگا - ابھی تک تو میں نقشوں کے متعلق کوئی اندازہ ہی نہیں قائم کرسکا ہوں -

راگنار - (آگے بڑھ کے، کچھ پس و پیش کے بعد) بہت بیتاب تھے کہ نقشے فوراً ہی مل جائیں -

سُول نِس - (پہلے کی طرح) ہاں ٹھیک ہی ــــ سب ہی بیتاب ہوتے ہیں -

بروِک - (نظر اُٹھا کر) کہہ رہے تھے کہ اپنے ذاتی مکان کی اُنھیں بہت تمنا ہی -

سُول نِس - ہاں، ہاں - خوب معلوم ہی - جو کچھ اُنھیں بنا کے دیدیا جاتا ہی خوشی سے قبول کرلیتے ہیں - رہنے کو ــــ سروں پر سایے کے لیے چھت مل جاتی ہی - پتا مستقل ہوجاتا ہی ــــ مگر وہ چیز ایسی نہیں ہوتی کہ اُسے مکان کہہ سکیں - نہیں صاحب معاف کیجیے - اگر یہی بات ہی تو وہ کسی اور سے معاملہ کریں - دوبارہ جب وہ لوگ آئیں تو اُن سے یہی کہدینا -

بروِک - (اپنی عینک پیشانی پر چڑہا کے اُس کی طرف تعجب سے دیکھتا ہی) کسی اور سے معاملہ کرلیں ؟ تو آپ اُجرت سے دست بردار ہوجانے کے لیے تیار ہیں؟

سُول نِس - (بے صبری سے) ہاں ، ہاں ، ہاں - جہنّم رسید کرو ــــ یونہی مکان بنا دینے سے تو یہی بہتر ہی - (زور دے کر) اور اِس کے علاوہ میں ان لوگوں سے اچھی طرح واقف بھی تو نہیں ہوں -

بروِک - وہ لوگ بھروسے کے قابل تو ہیں - راگنر اُن سے واقف ہی- اُس خاندان سے اُس کے اچھّے مراسم ہیں - قابلِ اعتبار لوگ ہیں -

سُول نِس - قابلِ اعتبار ــــ قابلِ اعتبار - میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہی- یا میرے خُدا ــــ کیا اب بھی تم نہیں سمجھے ؟ (غصّے سے) میں اجنبیوں سے کوئی معاملت کرنا نہیں چاہتا - جس سے جی چاہے اُس سے معاملہ کرلیں ، مجھے کوئی واسطہ نہیں -

بروِک - (اُٹھ کر) یہ آپ نے طے کرلیا ہی؟

سُول نِس - (ترش روئی سے) ہاں - ایک حد تک طے کرلیا ہی-

(سامنے آتا ہی؛ بروِک راگنر سے آنکھیں چار کرتا ہی جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے اشارے سے روکتا ہی - بروِک سامنے کے کمرے میں آجاتا ہی)

بروِک - میں آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں -

سُول نِس - اچھا -

بروِک - (کایا سے) کایا تم ذرا ایک منٹ کے لیے اندر چلی جاؤ -

کایا - (بے چینی سے) مگر ماموں ــــ

بروِک - بیٹی میرا کہنا مانو - اور دروازے بند کرتی جاؤ -

(کایا بادِل ناخواستہ، سُول نس کی طرف پریشانی اور خوشامد کی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی نقشہ نویس کے دفتر میں چلی جاتی ہے اور دروازہ بند کرلیتی ہے)۔

بروِک (اپنی آواز کچھ کم کرکے) میں نہیں چاہتا ان بچّوں کو معلوم ہو کہ میری حالت کس قدر خراب ہے۔

سُول نس۔ ہاں اِدھر کچھ دنوں سے تمہاری صحت خراب معلوم ہوتی ہے۔

بروِک۔ بہت جلد میرا کام تمام ہوجائے گا — دِن بدن میری قوّت زائل ہوتی جارہی ہے۔

سُول نس۔ بیٹھ تو جاؤ۔

بروِک۔ شکریہ — اجازت ہے؟

سُول نس۔ (سہولت کے لیے کرسی کو قریب کرکے) یہ لو — اس کرسی پر۔ ہاں کہو۔

بروِک۔ (بدقت تمام بیٹھ کر) جی ہاں میں راگنار کے متعلق کچھ کہنا چاہتا تھا۔ میرے قلب پر سب سے بڑا بار یہی ہے اُس کا کیا انجام ہوگا؟

سُول نس۔ کیوں۔ جب تک تمہارے لڑکے کو منظور ہے میرے یہاں کام کرتا رہے گا۔

بروِک۔ یہی بات تو اُسے منظور نہیں۔ یہاں اور زیادہ رہنے کے لیے وہ تیار نہیں۔

سُول نس۔ کیوں میرا خیال تھا کہ وہ یہاں بہت آرام سے ہے۔ اگر وہ زیادہ تنخواہ چاہتا ہے تو مجھے عذر نہیں —

بروِک۔ نہیں یہ بات نہیں (بے صبری سے) بلکہ جلد یا بدیر وہ خود علٰحدہ ذاتی کاروبار شروع کرنا چاہتا ہے۔

سُول نِس ۔ (اُس کی طرف دیکھے بغیر) تو کیا تم سمجھتے ہو اُس میں اس قدر صلاحیت موجود ہے کہ وہ علٰحدہ کاروبار شروع کر سکے ۔

برووِک ۔ نہیں، یہی بات تو میری قلبی تکلیف کا باعث ہے ـــ مجھے اس لڑکے کے متعلق بھی شک پیدا ہونے لگا ہے۔ کیونکہ آپ نے بھی کبھی ـــ ایک بھی تعریفی کلمہ نہیں کہا۔ اس کے باوجود میں یہی سمجھتا ہوں کہ اُس میں کچھ نہ کچھ صلاحیت ضرور ہے ۔

سُول نِس ۔ ہاں مگر اُس نے کچھ نہیں حاصل کیا ـــ مطلب یہ ہے کہ مکمّل طور پر کچھ نہیں حاصل کیا ۔ ہاں نقشہ کشی البتہ سیکھ لی ۔

برووِک ۔ (اُس کی طرف دبی ہوئی نفرت سے دیکھ کر بیٹھی ہوئی آواز میں) پہلے جب آپ میرے یہاں کام کرتے تھے تو آپ کو بھی کاروبار سے بہت کم واقفیت تھی ۔ لیکن یہ چیز آپ کو کام کرنے سے روک نہ سکی ۔ (دقت سے سانس لے کر) ـــ اور آپ نے آگے نہ بڑھنا چاہا ـــ میرے کاروبار میں خلل ڈال کے ۔ میرے اور دوسرے بہت سوں کے کاروبار میں خلل ڈال کے ۔

سُول نِس ۔ ہاں ۔ زمانے نے میرا ساتھ دیا ۔

برووِک ۔ یہ آپ نے بجا کہا ـــ ہر چیز نے آپ کا ساتھ دیا ۔ مگر آپ کے دل نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ میرا کام تمام ہو جائے ـــ اور میں یہ بھی نہ دیکھ سکوں کہ راگنار کس کام کے لیے موزوں ہے ۔۔۔۔۔۔ اور پھر آنکھ بند ہونے سے پہلے میں ان دونوں کی شادیوں کا سماں بھی دیکھ لینا چاہتا ہوں ۔

سُول نِس ۔ (تیز لہجے میں) کیا اس کی (کایا کی) بھی یہی آرزو ہے ؟

برووِک ۔ نہیں کایا کو تو اس قدر آرزو نہیں جتنی راگنار کو ہے ـــ وہ روز یہی ذکر چھیڑتا ہے (خوشامد سے) آپ کو چاہیئے ـــ آپ کو چاہیے کہ اُسے

علیحدہ کام شروع کرنے میں مدد دیں۔ میں اپنی آنکھوں سے اُس لڑکے کا کام دیکھ لینا چاہتا ہوں۔ سُن رہے ہیں آپ؟

سُول نِس۔ (جھنجھلا کر) ارے ہٹاؤ بھی۔ میں اُس کے لیے آسمان سے کمیشن لے کر آؤں۔

بروِک۔ اس وقت بھی اُسے اچھا خاصا کمیشن مل سکنے کا موقع حاصل ہے۔ ایک اہم کام موجود ہی ہے۔

سُول نِس۔ (چونک کر، بے چینی سے) موجود ہے؟

بروِک۔ بشرطیکہ آپ اجازت دیں۔

سُول نِس۔ کِس قسم کا کام؟

بروِک۔ (کسی قدر پس و پیش کے بعد) لوسترانڈ میں جو مکان بنوانا ہے، اُسے بنانے دیجیے۔

سُول نِس۔ کیوں؟ اُس کو تو میں خود بنواؤنگا۔

بروِک۔ مگر آپ کا تو اُس کو خود بنوانے کا ارادہ نہیں ہے۔

سُول نِس۔ (مشتعل ہو کر) ارادہ نہیں ہے۔ کون کہتا ہے۔

بروِک۔ ابھی آپ نے خود کہا تھا۔

سُول نِس۔ خیر میں نے جو کچھ کہا تھا ـــــ وہ لوگ راگنار کو مکان بنانے بھی دیں گے۔

بروِک۔ ہاں اس سے اُن کے خاندان سے دوستی ہے۔ اور پھر ـــــ محض تفریحًا ـــــ اُس نے نقشے اور تخمینے وغیرہ بھی تیار کیے ہیں۔

سُول نِس۔ اور اُن لوگوں کو جو اُس مکان میں رہیں گے وہ نقشے پسند بھی آئے؟

برووِک - ہاں اگر آپ اُن کو دیکھیں اور آپ کو پسند آجائیں تو ــــ
سُول نِس - تو وہ راگنر کو اپنا مکان بنانے کی اجازت دیدیں گے۔
برووِک - اُنہیں اُس کا نقشہ بہت پسند آیا - کہ رہے تھے کہ بالکل جدید وضع ہے۔
سُول نِس - اچھا - جدید - تو وہ پُرانے قسم کے مکان جو میں تیار کرتا ہوں پسند نہیں ؟
برووِک - اُنہیں وہ بالکل مختلف معلوم ہوُا۔
سُول نِس - (غصّہ ضبط کر کے) تو ایسے وقت میں جب میں باہر گیا ہوا تھا ــ محض راگنار سے ملنے کے لئے وہ لوگ آئے تھے ؟
برووِک - وہ آپ ہی سے ملنے آئے تھے اور یہ بھی پوچھنا چاہتے تھے کہ کیا آپ دست کش ہوجائیں گے ....
سُول نِس - (غصّے سے) دست کش ؟ میں ؟
برووِک - بشرطیکہ آپ کے خیال میں راگنار کے نقشے ......
سُول نِس - میں تمہارے لڑکے کے لیے دست کش ہوجاؤں !
برووِک - اُن کا مقصد یہ تھا کہ آپ معاہدے سے دست کش ہوجائیں
سُول نِس - تب بھی وہی بات ہوئی (غصّے میں ہنستا ہے) اچھا تو یہ بات ہے ؟ کیوں ؟ اب ہال وار سُول نِس کو دست کش ہوجانا چاہیئے۔ نوجوانوں کے لیے جگہ خالی کردینا چاہیے - چھوٹے سے چھوٹے نوجوان تک کے لیے جگہ خالی کر دینا چاہیے - جگہ - جگہ -
برووِک - لیکن ایک سے زیادہ آدمی کے لیے تو جگہ موجود ہی ہوگی۔
سُول نِس - نہیں خالی کرنے بھر کی تو جگہ نہیں ہے - جو کچھ ہونا ہی ہوجائے۔

میں دست کش نہیں ہوں گا - میں کسی کے لیے جگہ خالی نہیں کروں گا - جہاں تک میرا بس چل سکے گا ، اِس دنیا میں تو یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا -

بروک - (بدقتِ تمام اُٹھ کر) تو کیا اطمینانِ قلب میسّر ہونے سے پہلے ہی میرا کام تمام ہو جائے گا ؟ مسرّت کی کرن کے بغیر؟ راگنار پر اعتماد اور یقین کیے بغیر؟ اُس کے کام کا کوئی نمونہ دیکھے بغیر؟ کیا میری قسمت میں یہی ہی ؟

سُول نس - (دوسری طرف منہ پھیر کر بڑ بڑاتے ہوئے) بھئی - یہ مجھ سے کیا پُوچھتے ہو -

بروک - میں اِس ایک سوال کا جواب چاہتا ہوں - کیا اسی غربت کی حالت میں میرا دم نکلے گا ؟

سُول نس -(اپنے آپ سے کچھ کشمکش کے بعد نرم لیکن مستقل لہجے میں) جِس حالت میں تمہارا دم نکلنا ہوگا نکلے گا -

بروک - خیر یہی سہی -(کمرے کے بالائی حِصّے میں چلا جاتا ہی)

سُول نس - (اس کے پاس جا کے ، تقریبًا بے قابو ہو کے) تم اتنا نہیں سمجھتے کہ میں مجبور ہوں - میری فطرت جیسی کچھ بھی ہی ، ہی - اِس کو میں بدل نہیں سکتا -

بروک - ہاں ہاں میں جانتا ہوں، آپ بدل نہیں سکتے - (لڑکھڑاتا ہی اور صوفے والی میز کا سہارا لیتا ہی) مجھے ایک گلاس میں پانی مل سکے گا ؟

سُول نس - ہاں ، ہاں - (گلاس بھر کے اُسے دیتا ہی)

بروک - شکریہ (پی کے گلاس رکھ دیتا ہی - سول نس آگے بڑھ کے نقشہ نویس کے کمرے کا دروازہ کھول دیتا ہی)

سُول نس - راگنار تم آؤ ، اور اپنے والد کو گھر پہنچا دو - (راگنار تیزی سے

اُٹھتا ہے۔ وہ اور کایا کمرے میں داخل ہوتے ہیں)

راگنار۔ کیوں کیا ہے ابا؟۔

بروِک۔ مجھے اپنے بازو کا سہارا دو۔ چلو اب گھر چلیں۔

راگنار۔ بہت اچھا۔ کایا تم بھی اپنے کپڑے ٹھیک ہی کر لو نا۔

سُول نِس۔ مس فوسلی کو ابھی کچھ ٹھہرنا ہوگا —— تھوڑی دیر کے لیے۔ میں ایک خط لکھوانا چاہتا ہوں۔

بروِک۔ (سُول نِس کی طرف دیکھ کر) خدا حافظ۔ شب بخیر۔ بشرطیکہ آرام سے نیند آئے۔

سُول نِس۔ شب بخیر۔

(بروِک اور راگنار ہال کے دروازے سے باہر جاتے ہیں۔ کایا کتابوں کی میز کے قریب جاتی ہے، اور دائیں جانب بازوؤں والی کرسی کے قریب سر جھکائے کھڑی رہتی ہے)۔

کایا۔ (مذبذب لہجے میں) کیا کوئی خط ہے ——

سُول نِس۔ (تیزی سے) نہیں۔ خط وط نہیں۔ (سختی سے اُس کو دیکھ کر) کایا۔

کایا۔ (پریشان ہو کر دھیمی آواز میں) کیا؟

سُول نِس۔ (حاکمانہ انداز سے فرش پر اشارے سے ایک جگہ بتا کر) یہاں آؤ۔ فوراً۔

کایا۔ (پس و پیش کے بعد) کیا؟

سُول نِس۔ (پہلے کی طرح) اور قریب آؤ۔

کایا۔ (تعمیل کرتے ہوئے) مجھ سے چاہتے کیا ہو؟

سُول نِس۔ (لمحہ بھر اُس کی طرف دیکھ کے) کیا تمہاری ہی عنایت سے یہ سارا ہنگامہ اُٹھ کھڑا ہُوا ہی۔

کایا۔ نہیں، یہ نہ سمجھنا۔

سُول نِس۔ مگر اس کا تو اقبال کرو کہ ــــ تمہارا شادی کرنے کا ارادہ ہی۔

کایا (آہستہ سے) چار یا پانچ سال سے میری نسبت راگنار سے ہی۔ اس لیے ــــ

سُول نِس۔ اور تم چاہتی ہو کہ اب فراغت ہو جانا چاہیے، کیوں یہی بات ہی نا؟

کایا۔ ماموں اور راگنار یہی کہتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں مجھے بھی تیار ہونا ہی پڑے گا۔

سُول نِس۔ (بہت نرمی سے) کایا کیا تم کو راگنار سے ذرا بھی اُنس نہیں؟

کایا۔ پہلے مجھے راگنار سے بہت محبت تھی ــــ یہاں تمہارے پاس آنے سے پہلے۔

سُول نِس۔ مگر اب تو نہیں؟ بالکل نہیں؟

کایا۔ (جوش سے دونوں ہاتھ جوڑ کر اُس کی طرف بڑھا کر) اب تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ صرف ایک ہی شخص ہی جس سے مجھے محبت ہی۔ ایک، اور دنیا بھر میں صرف ایک۔ اُس کے سوا کسی اور سے میں محبت نہیں کرسکتی۔

سُول نِس۔ ہاں کہتی تو تم یہ ہو۔ اور پھر میرے پاس سے چلی جاؤگی.... ہر چیز کو میرے سر ڈال کر چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔

کایا۔ کیوں کیا میں اِس صورت میں تمھارے پاس نہیں رہ سکتی کہ راگنار سے ......؟

سُول نس ۔(اس خیال کو بدلنے کے لئے) نہیں نہیں یہ ناممکن ہے۔ اگر راگنار مجھ سے قطع تعلق کر کے خود کاروبار شروع کرے تو قدرتی طور پر اُس کو تمہاری ضرورت ہوگی۔

کایا ۔ (ہاتھ مل کر) میں محسوس کرتی ہوں کہ میں تم سے جُدا نہیں ہو سکتی۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔

سُول نس۔ تو پھر اس کا خیال رکھو کہ راگنر کے ذہن سے یہ خیالِ خام نکال دو۔ جتنی مرتبہ جی چاہے اُس سے شادی کرو ۔ (لہجہ بدل دیتا ہے) میرا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس وہ اچھی خاصی طرح ملازم ہے۔ اُسے یہ ملازمت نہ چھوڑنے دو۔ اسی صورت میں میری کایا میں تم کو بھی رکھ سکتا ہوں۔

کایا ۔ ہاں اگر یہ ہو سکے تو کیا ہی اچھا ہے۔

سُول نس ۔ (دونوں ہاتھوں میں اُس کا سر لے کر سرگوشی کرتا ہے) تمہارے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہر روز تمہارا میرے پاس ہونا ضروری ہے۔

کایا ۔(جذبات کے سُرور میں) یا میرے خدا۔ یا میرے خدا۔

سُول نس۔ (اس کے بالوں کو چوم کر) کایا ...... کایا۔

کایا ۔ (اُس کے سامنے دوزانو ہو کر) تم میرا کس قدر خیال کرتے ہو۔ کس قدر زیادہ خیال کرتے ہو۔

سُول نس ۔(زور دے کر) اُٹھو۔ خدا کے لیے اُٹھو۔ کسی کی آہٹ معلوم ہو رہی ہے۔

(اُسے اُٹھنے میں مدد دیتا ہے۔ وہ لڑکھڑا کر میز کے قریب پہنچتی ہے۔ مسز سُول نس دائیں جانب کے دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ دیکھنے میں وہ دُبلی پتلی ہے۔ صدموں نے اُسے مضمحل کر دیا ہے پھر بھی گزرے ہوئے حُسن کے آثار

باقی ہیں ۔ بالوں کی لٹیں بھوری بھوری ہیں ۔ بہت شستہ مذاق کا لیکن بالکل سیاہ لباس پہنے ہے ۔ کسی قدر دھیمی اور مغموم آواز میں باتیں کرتی ہے)

مسز سُول نِس ۔ (دروازے سے) ہال وار ۔

سُول نِس ۔ (پلٹ کر) تم ہو پیاری ——— ؟

مسز سول نس ۔ (کایا کی طرف دیکھ کر) میں تمہارے کام میں تو مخل نہیں ہو رہی ہوں ؟

سُول نِس ۔ بالکل نہیں ۔ مس فوسلی کو صرف ایک مختصر ساخط لکھنا ہے ۔

مسز سُول نِس ۔ اچھا ٹھیک ہے

سُول نِس ۔ ایلن ، مجھ سے کوئی کام ہے ؟

مسز سُول نس ۔ میں صرف یہ کہنے آئی تھی کہ ڈاکٹر ہیر دال ڈرائنگ روم میں موجود ہیں ۔ تم اُن سے باتیں نہ کرو گے ؟

سُول نِس ۔ (شک کی نظر سے اُسے دیکھ کر) ہوں ——— کیا ڈاکٹر صاحب مجھ سے باتیں کرنے کے بہت متمنّی ہیں ؟

مسز سُول نِس ۔ (نہیں متمنّی تو نہیں ۔ ملنے تو وہ مجھ سے آئے تھے ۔ مگر تم سے بھی لگے ہاتھوں علیک سلیک کر لینا چاہتے تھے ۔

سُول نِس ۔ (خود بخود ہنس کر) اچھا ۔ اُن سے کہو ذرا ٹھیریں ۔

مسز سول نس ۔ تو تم ابھی آتے ہو ؟

سُول نِس ۔ ہاں ابھی آتا ہوں ۔ بس تھوڑی دیر میں ۔

مسز سول نس ۔ (کایا کی طرف دیکھ کر) ہال وار بھولنا نہیں ۔ (چلی جاتی ہے ، اور دروازہ بند کر دیتی ہے ۔)

کایا ۔ (آہستہ سے) یا اللہ معلوم ہوتا ہے مسز سول نس مجھ سے کچھ نہ کچھ

بدگمان ہوگئی ہیں۔

سُول نِس۔ نہیں، بالکل نہیں ـــــ بہر حال معمول سے زیادہ نہیں۔ پھر بھی بہتر یہی ہے کہ اب تم چلی جاؤ کایا۔

کایا۔ ہاں، ہاں، اب مجھے جانا چاہیئے۔

سول نس۔ (سختی سے) اور اس کا خیال رکھّو کہ میری خاطر وہ قصّہ ختم ہو جائے۔ سُنا تم نے ؟

کایا۔ اگر اس کا دار و مدار صرف مجھ پر ہوتا تو ـــــ

سُول نِس۔ میں کہہ رہا ہوں کہ قصّہ ختم ہو جائے ـــ کل ہی ـــــ ایک دِن کی بھی دیر نہ ہو۔

کایا۔ (سہم کر) اگر کچھ اور نہ ہو سکا تو میں نسبت توڑ دینے کو تیار ہوں۔

سول نس۔ (غصّے سے) نسبت توڑ دینے کو ؟ دیوانی ہوئی ہو۔ نسبت توڑ دو گی ؟

کایا۔ (پریشان ہو کر) ہاں اگر اس کی ضرورت پڑے تو۔ کیونکہ ـــــ میرا تمھارے پاس رہنا ضروری ہے۔ میں تم کو نہیں چھوڑ سکتی۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔

سُول نِس۔ (دفعتًا برافروختہ ہو کر) اِن باتوں کو جہنّم میں ڈالو ـــ راگنار کے معاملے کا کیا حشر ہوگا۔ راگنار ہی کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے مجھے ....

کایا۔ (اس کی طرف سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ کر) تو کیا اصل میں رگنار ہی کے معاملے کی وجہ سے .... سے تم .... ؟

سُول نِس۔ (اپنے آپ کو سنبھال کے) نہیں نہیں یہ بات نہیں۔ تم میرا مطلب نہیں سمجھیں۔ (نرمی کے ساتھ آہستہ سے) اصل میں تو میں تم کو

اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے زیادہ تو تمھارا خیال ہو کایا۔ لیکن محض اسی لیے یہ ضروری ہو کہ تم راگنار کو روکو کہ وہ یہ ملازمت ترک نہ کرے۔ سمجھیں؟ اچھا اب جاؤ، گھر جاؤ۔

کایا۔ ہاں، ہاں ـــــ اچھا شب بخیر۔

سُول نِس۔ شب بخیر (جب وہ جانے لگتی ہو تو) ذرا ایک منٹ ٹھہرو۔ کیا راگنار کے نقشے یہیں ہیں؟

کایا۔ میں نے اُسے اپنے ساتھ لے جاتے نہیں دیکھا۔

سُول نِس۔ تو ذرا تلاش کرکے مجھے لادو۔ بہتر یہی ہو کہ میں اُنھیں دیکھ ہی لوں۔

کایا۔ (خوش ہوکر) ہاں ہاں ضرور۔

سُول نِس۔ پیاری کایا۔ محض تمہاری خاطر ـــــ اچھا اب جلدی سے جاکے مجھے لادو۔

(کایا تیزی سے نقشہ نویس کے کمرے میں جاتی ہو۔ میز کے خانوں کو ٹٹول کر ایک بستہ نکال لاتی ہو)

کایا۔ سب نقشے اسی میں ہیں۔

سُول نِس۔ اچھا اب انھیں یہیں میز پر رکھ دو۔

کایا۔ (بستے کو رکھ کر) اب شب بخیر۔ (منّت سے) دیکھو میرا ہمیشہ خیال رکھنا۔

سُول نِس۔ تمھارا خیال مجھے ہمیشہ رہتا ہو۔ شب بخیر میری پیاری چھوٹی سی کایا (دائیں جانب دیکھ کر) اچھا اب جاؤ۔ جاؤ۔

(مسز سُول نِس اور ڈاکٹر ہیردال دائیں جانب کے دروازے سے آتے ہیں۔

ڈاکٹر قوی الجثہ، معمّر آدمی ہی - چہرہ گول اور بشاش ہی - ڈاڑھی مونچھیں صاف ہیں، بال نرم اور ہلکے ہیں - سنہری عینک لگائے ہوئے ہی)

مسز سُول نس - (دروازے ہی سے) ہال وار میں ڈاکٹر کو اور زیادہ دیر تک نہیں روک سکوں گی -

سول نس - اچھا تو یہیں آجاؤ -

مسز سُول نس - (کایا سے جو کتابوں کی میز کا لیمپ گُل کر رہی ہی) مس فوسلی کیا آپ خط ختم کر چکیں ؟

کایا - (گھبراہٹ سے) خط ــــــ ؟

سُول نس - ہاں مختصر سا خط تھا -

مسز سُول نس - بہت ہی مختصر خط ہوگا -

سُول نس - مس فوسلی اب تم جا سکتی ہو - کل صبح ذرا جلدی آنا -

کایا - بہت اچھا - شب بخیر مسز سُول نس (ہال کے دروازے سے باہر جاتی ہی)

مسز سُول نس - اِس لڑکی، مِس فوسلی کی وجہ سے تم کو بہت آرام ملتا ہوگا ہال وار ؟

سول نس - ہاں یقیناً ہر طرح کے کاموں میں اُس سے بہت مدد ملتی ہی -

مسز سول نس - معلوم تو یہی ہوتا ہی -

ڈاکٹر ہیر دال - کیا کھاتے کے حساب میں بھی اُسے مہارت ہی -

سُول نس - بھئی اِس دو سال کے عرصے میں اُسے کافی مشق ہو گئی ہی - اور پھر جو کچھ اُس سے کہا جاتا ہی وہ کرنے کو بہت خوشی اور خندہ پیشانی سے تیار ہو جاتی ہی -

مسز سُول نِس - ہاں یہ بہت خوشی کی بات ہے ۔

سول نِس - ہے تو سہی - خصوصاً اِس صورت میں کہ کسی کو اس قسم کے کام کی عادت نہ ہو -

مسز سُول نِس - (ہلکے سے احتجاج کے لہجے میں) ہال وار یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو ؟

سُول نِس - ارے نہیں میری پیاری ایلین - میں معافی چاہتا ہوں -

مسز سُول نس - اِس کی کیا ضرورت ہے — خیر — اچھا ڈاکٹر صاحب تو پھر آپ ذرا ٹھہر کے تشریف لائیں گے اور ہم لوگوں کے ساتھ چائے نوش فرمائیں گے ؟

ڈاکٹر ہیردال - ہاں مجھے صرف اُسی ایک مریض کے پاس جانا ہے پھر میں واپس آجاؤں گا -

مسز سُول نِس - شکریہ - (دائیں جانب کے دروازے سے جاتی ہے)

سُول نِس - ڈاکٹر کیا تمھیں جلدی جانا ہے ؟

ڈاکٹر ہیردال - نہیں کچھ ایسی زیادہ جلدی تو نہیں -

سُول نِس - تو پھر میں تم سے دو چار باتیں کر لینا چاہتا ہوں -

ڈاکٹر ہیردال - بہت شوق سے -

سُول نِس - آؤ بیٹھ تو جائیں - جھولنے والی کرسی کی طرف ڈاکٹر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے، خود بازوؤں والی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے - اور اُس کی طرف متجسس نگاہوں سے دیکھتا ہے) یہ بتاؤ تم نے ایلین میں کوئی خاص بات محسوس کی - ؟

ڈاکٹر ہیردال - تمھارا مطلب ہے کہ ابھی جب وہ یہاں آئی تھی تب ؟

سُول نِس - ہاں ، میرے ساتھ اُس کے طرزِ عمل میں تم نے کوئی بات محسوس کی ؟

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ (مسکرا کر) یہ بات تو چھپ نہیں سکتی کہ تمہاری بیوی —— کچھ ——

سُول نِس ۔ کیا ؟

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ کہ تمہاری بیوی اِس مِس فوسلی کو کچھ زیادہ پسند نہیں کرتی۔

سُول نِس ۔ بس یہی ؟ یہ تو میں نے بھی محسوس کیا ۔

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ اور میں یہ بھی کہوں گا کہ مجھے اس بات پر کوئی تعجّب نہیں ہوُا ۔

سُول نِس ۔ کس بات پر ؟

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ کہ وہ ایک غیر عورت کا ہر روز، دن بھر تمہارے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی ۔

سُول نِس ۔ غالباً تمہارا خیال صحیح ہے —— اور ایلن کا بھی —— مگر کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے۔

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ کسی محرّر کو کیوں نہیں نوکر رکھ لیتے ؟

سُول نِس ۔ بس جو آدمی مِل جائے اُسی کو نوکر رکھ لوں ؟ —— نہیں معاف کرو میرا کام اس طرح نہیں چل سکتا ۔

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ لیکن تمہاری بیوی —— اُس کی صحت بہت خراب ہے۔ وہ اِس کی تاب نہ لا سکے تو ؟

سُول نِس ۔ تب بھی —— مجھے کہنا پڑتا ہے کہ —— تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا ضروری ہے کہ میں کایا فوسلی کو ملازم رکھوں ۔ اُس کی جگہ کوئی اور کام نہیں کر سکتا ۔

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ کوئی اور نہیں ؟

سُول نِس ۔ (بے رُخی سے) نہیں، کوئی اور نہیں ۔

ڈاکٹر ہیردال - (اپنی کرسی قریب گھسیٹ کر) میرے عزیز دوست سُول نس میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں - ایک بالکل راز کی بات -

سُول نس - شوق سے پوچھو-

ڈاکٹر ہیردال - تم جانتے ہو— عورتیں بعض معاملات کو بہت جلد بھاپ جاتی ہیں —

سُول نس - اس میں کوئی شک نہیں، بھاپ تو جاتی ہیں، مگر— ؟

ڈاکٹر ہیردال - اچھا تو اب یہ بتاؤ— کہ اگر تمھاری بیوی اِس کایا نوسلی کو پسند نہیں کرتی تو— ؟

سُول نس - تو؟ - توکیا؟

ڈاکٹر ہیردال - توکیا— کیا اِس قدرتی منافرت کی کچھ نہ کچھ وجہ نہ ہوگی؟

سُول نس - (اُس کی طرف دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہی) اوہو-

ڈاکٹر ہیردال - دیکھو، خفامت ہو— مگر کچھ نہ کچھ وجہ تو ہوگی، کیوں؟—

سُول نس - (ترشروئی سے فیصلہ کن انداز میں) نہیں-

ڈاکٹر ہیردال - کسی قسم کی کوئی وجہ نہیں ؟

سُول نس - اُس کے وہمی مزاج کے سوا اور کوئی وجہ نہیں-

ڈاکٹر ہیردال - مجھے معلوم ہی کہ تم زندگی بھر میں بہت سی عورتوں سے خلا ملا رکھ چکے ہو-

سُول نس - ہاں ٹھیک ہی-

ڈاکٹر ہیردال - اور ان میں سے اکثر سے تم سے بہت ہی زیادہ ربط ضبط رہا ہی-

سُول نس - ہاں ہاں اِس سے بھی مجھے انکار نہیں-

ڈاکٹر ہیر دال ۔ اچھا تو پھر مس نوسلی کا معاملہ ؟ کیا یہ بھی اُسی قسم کا معاملہ نہیں ہی ؟ ۔

سُول نس ۔ نہیں ، بالکل نہیں ـــ کم سے کم میری حد تک ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ لیکن اُس کی حد تک ؟

سُول نس ۔ ڈاکٹر ہیر دال میرے خیال میں تم کو اِس قسم کے سوال کا کوئی حق حاصل نہیں ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ خیر تو ہم تمھاری بیوی کی بھانپ جانے کی صلاحیت کے متعلق بحث کر رہے تھے ۔

سُول نس ۔ کر تو رہے تھے ۔ اور اِس معاملے میں ـــ (آواز نیچی کرکے) ـــ وہ چیز جس کو تم ایلن کی بھانپ جانے کی صلاحیت کہ رہے ہو ، ایک لحاظ سے زیادہ غلطی نہیں کر رہی ہی ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ یہی تو بات ہی ۔

سُول نس ۔ (بیٹھ جاتا ہی) ڈاکٹر ہیر دال میں تم سے ایک عجیب وغریب قصّہ بیان کرنا چاہتا ہوں ـــ بشرطیکہ تم اُس کو سننے کی زحمت گوارا کرو ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ عجیب وغریب قصّے میں بہت شوق سے سنتا ہوں ۔

سُول نس ۔ خیر ۔ غالبًا تم کو یاد ہوگا کہ میں نے کنوٹ بروو ک اور اُس کے بیٹے کو ـــ جب اُس کا کاروبار خاک میں مل چکا تو اپنی ملازمت میں لے لیا ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ ٹھیک ہی ۔ میں سمجھ گیا ۔

سُول نس ۔ تمھیں معلوم ہی یہ دونوں بہت ہوشیار ہیں ـــ دونوں ۔ دونوں اپنے اپنے طور پر خاص صلاحیتیں رکھتے ہیں ۔ لیکن بیٹے کے ذہن میں

منگنی کا خیال سمایا، اور اس کے بعد دوسری منزل شادی کر لینے کی تھی — اور عمارت سازی کا کاروبار اپنے بل بوتے پر کرنے کی — اِن تمام نوجوانوں کا یہی حال ہے۔

ڈاکٹر ہیردال۔ (ہنس کر) ہاں ان سب کو شادیاں کر لینے کی بُری لت پڑ گئی ہے۔

سُولنس۔ بالکل ٹھیک۔ لیکن یہ چیز میری تجویزوں کے بالکل خلاف ہے۔ مجھے خود راگنار کی ضرورت ہے — اور بڑے میاں کی بھی۔ وزن کے دباؤ اور مکعب رقبوں وغیرہ کے حساب لگانے میں اُسے غضب کی مہارت ہے۔

ڈاکٹر ہیردال۔ ہاں ہاں تب تو اُس کا رہنا بہت ضروری ہے۔

سُولنس۔ مگر راگنار اس بات پر بالکل اڑا ہُوا ہے کہ ذاتی کاروبار شروع کرے۔ اور کچھ سننے کا وہ سرے سے روادار ہی نہیں۔

ڈاکٹر ہیردال۔ پھر بھی وہ تمہارے ساتھ کام کرتا رہا۔

سُولنس۔ اب اِس کی وجہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ ایک دِن یہ لڑکی کایا فوسلی کسی کام سے اِن دونوں کے پاس آئی۔ اِس سے پہلے وہ کبھی یہاں نہیں آئی تھی۔ اور جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر پروانہ وار فدا ہیں تو یہ خیال میرے ذہن میں پیدا ہُوا کہ اگر یہ لڑکی دفتر میں میرے پاس ملازم ہو جائے تو راگنار بھی ملازمت ترک نہ کرے گا۔

ڈاکٹر ہیردال۔ خیال تو اچھا تھا۔

سُولنس۔ لیکن اُس وقت میں نے اپنے اِس ارادے کا بالکل اظہار نہیں کیا تھا۔ پہلے تو میں کھڑا اُس کو دیکھتا رہا اور یہی سوچتا رہا کہ کسی ترکیب سے اس کو یہاں ملازم رکھ لوں۔ پھر اس سے دوستانہ لہجے میں مَیں نے

ادھر اُدھر کی کچھ تھوڑی سی باتیں کیں —— اِس کے بعد وہ چلی گئی۔

ڈاکٹر ہیرِدال ۔ پھر —— ؟

سُول نِس ۔ پھر دوسرے دِن شام کو، بوڑھے بروِک اور راگنار کے گھر پہنچ چکنے کے بعد وہ یہاں آئی اور اس طرح باتیں کرنے لگی گویا میں پہلے ہی اس سے طے کر چکا تھا۔

ڈاکٹر ہیرِدال ۔ کیا طے کر چکے تھے ؟

سُول نِس ۔ وہی چیز جس کو میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ حالانکہ میں نے اُس سے اُس کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہیں کہا تھا۔

ڈاکٹر ہیرِدال ۔ عجیب وغریب بات ہی۔

سُول نِس ۔ ہی نا ؟ وہ یہ پوچھنے آئی تھی کہ اُس کے ذمّے کیا کام ہوگا؟ اور یہ کہ بہتر ہوگا کہ وہ دوسرے ہی دن سے یہاں کام شروع کردے۔ یہی سب

ڈاکٹر ہیرِدال ۔ کیا تمھارے خیال میں اس کا باعث یہ نہیں تھا کہ وہ اپنے منگیتر کے ساتھ رہنا چاہتی تھی ؟ ۔

سُول نِس ۔ پہلے تو مجھے بھی یہی خیال ہُوا۔ مگر یہ بات نہیں تھی —— کیونکہ یہاں میرے پاس آتے ہی اپنے منگیتر سے اُس کا بُعد بڑھتا گیا۔

ڈاکٹر ہیرِدال ۔ یعنی وہ کھِنچ کر تم سے قریب ہوگئی ؟

سُول نِس ۔ بالکل۔ اُس کی پُشت میری جانب ہو لیکن اگر میں اُس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھوں تو مجھے یقین ہی کہ وہ محسوس کرلیتی ہی۔ جب میں اُس کے قریب جاتا ہوں تو اُس پر لرزش طاری ہوجاتی ہی —— اس کی کیا وجہ ہی؟

ڈاکٹر ہیرِدال ۔ اِس کی وجہ بیان کرنا تو زیادہ مشکل نہیں۔

سُول نِس ۔ ٹھیک، مگر اِس دوسری چیز کا کیا باعث تھا؟ اُسے کیسے

یقین سے اِس بات کا علم ہوگیا کہ میں اپنے دل میں، اپنے ذہن میں اِس قسم کی تجویز سوچ رہا ہوں یا اس قسم کا ارادہ کر رہا ہوں کہ اُسے اپنے پاس ملازم رکھ لوں - اب تم کیا کہتے ہو؟ کیوں ڈاکٹر ہیرداِل کیا اس کی بھی کوئی وجہ بیان کر سکتے ہو-

ڈاکٹر ہیرداِل - نہیں اس کی وجہ بیان کرنے کی میں ہمت نہیں کرسکتا-

سُولنِس - مجھے یقین تھا تم بیان نہ کرسکوگے - اور اسی لیے میں نے اب تک اس کا ذکر نہیں کیا تھا — مجموعی طور پر اس واقعہ کی وجہ سے مجھے اچھی خاصی پریشانی اُٹھانی پڑی ہی- روز یہ بہانہ کرنا پڑتا ہی کہ — اور اُس بچاری لڑکی کو اس طرح دھوکے میں مبتلا رکھنے سے مجھے خود شرم آتی ہی (جوش سے) مگر میں مجبور ہوں - اگر وہ مجھے چھوڑ کر چلدے تو راگنار بھی چلا جائے گا-

ڈاکٹر ہیرداِل - اور تم نے اپنی بیوی سے اس قِصّے کے واقعات نہیں بیان کیے-

سُولنِس - نہیں -

ڈاکٹر ہیرداِل - پھر تو آخر بیان کیوں نہیں کردیتے ؟

سُولنِس - (اس کی طرف نظر جما کر دیکھتا ہی اور پھر پست آواز میں کہتا ہی) کیونکہ مجھے اس میں ایک طرح کی نفس کشی کی سی لذّت حاصل ہوتی ہی کہ ایلین میرے متعلق بے انصافی کی رائے قائم کرے -

ڈاکٹر ہیرداِل - (سر ہلا کر) میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھا -

سُولنِس - بات یہ ہی — کہ میں اس طرح گویا ایک عظیم الشان، لاانتہا قرضے کا رتی برابر حصّہ ادا کر رہا ہوں -

ڈاکٹر ہیرداِل - اپنی بیوی کو ادا کر رہے ہو ؟

سُول نِس - ہاں - اور اِس سے ضمیر کو کچھ تسکین ہوتی ہی - اس کی وجہ سے میں کچھ اطمینان سے سانس لے سکتا ہوں - سمجھے تم ؟

ڈاکٹر ہیردال - خدا کی قسم بالکل نہیں - میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکا کہ ---

سُول نِس - ہاں - اور اس سے ضمیر کو کچھ تسکین ہوتی ہی - اس کی وجہ سے میں کچھ اطمینان سے سانس لے سکتا ہوں - سمجھے تم ؟

ڈاکٹر ہیردال - خدا کی قسم بالکل نہیں - میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکا کہ ---

سُول نِس - (سلسلۂ کلام منقطع کرکے دوبارہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہی) خیر - خیر - خیر --- بہتر یہی ہی کہ اس بحث کو ختم کر دیں - پورا کمرہ طی کرتا ہی، پھر واپس آتا ہی اور میز کے قریب کھڑا ہوجاتا ہی - ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر معنی خیز تبسّم کے ساتھ کہتا ہی) ڈاکٹر ہیرے خیال میں تم تو اچھی طرح میرا بھید معلوم کرچکے ہو؟

ڈاکٹر ہیردال - (کسی قدر جھنجھلاکر) بھید معلوم کرچکا ہوں - مسٹر سُول نِس میں تمھارا مطلب بالکل نہیں سمجھ سکا -

سُول نِس - ارے ہٹاؤ بھی - جانتے ہو میں خود اِس کو اچھی طرح محسوس کرچکا ہوں -

ڈاکٹر ہیردال - کیا محسوس کرچکے ہو ؟

سُول نِس - (پست آواز میں آہستہ سے) کہ تم اِس زمانہ میں برابر میری نگرانی کرتے رہے ہو -

ڈاکٹر ہیردال - میں نگرانی کرتا رہا ہوں ؟ اچھا بھئی آخر معلوم تو ہو مجھے اس کی کیا ضرورت تھی ؟

سُول نِس - کیونکہ تمھارا یہ خیال ہی کہ --- (جوش سے) جہنم میں ڈالو اس کو --- تمھارا بھی میرے متعلق وہی خیال ہی جو ایلین کا ہی -

ڈاکٹر ہیر دال - اُس کا تمہارے متعلق کیا خیال ہی؟

سُول نِس - (اپنے آپ پر قابو حاصل کر کے) وہ سمجھنے لگی ہی کہ میں ــــ کہ میں ــــ بیمار ہوں -

ڈاکٹر ہیر دال - بیمار! تم! کبھی اُس نے اشارتًا بھی مجھ سے اس کا ذکر نہیں کیا - کیوں وہ تم کو کس مرض میں مبتلا سمجھتی ہی؟

سُول نِس - (کرسی کی پشت پر جُھک کر سرگوشی کے لہجے میں) ایلن کو یقین ہوگیا ہی کہ مجھے جنون سا ہوگیا ہی - یہ خیال اُس کے دل میں جم گیا ہی -

ڈاکٹر ہیر دال - (اُٹھ کر) مگر میرے عزیز دوست ــــ

سُول نِس - میں قسم کھا کے کہتا ہوں اُسے یقین ہوگیا ہی - اور اُس نے یہی بات تمہارے ذہن نشین کرادی ہی - تمہاری صورت سے صاف صاف یہی ظاہر ہو رہا ہی - مجھ سے ناحق چھپا رہے ہو -

ڈاکٹر ہیر دال - (اس کی طرف تعجب سے دیکھ کر) نہیں مسٹر سُول نِس اس قسم کا خیال بھی کبھی میرے ذہن میں پیدا نہیں ہُوا -

سُول نِس - (شک سے، تبسم کے ساتھ) واقعتًا؟ کبھی پیدا نہیں ہُوا؟

ڈاکٹر ہیر دال - نہیں کبھی نہیں - اور مجھے یقین ہی کہ تمہاری بیوی کے دل میں بھی اِس قسم کا خیال کبھی نہیں پیدا ہُوا - میں قسم کھا کے کہہ سکتا ہوں -

سُول نِس - نہیں قسم نہ کھاؤ تو بہتر ہی - کیونکہ ایک لحاظ سے ممکن ہی - ممکن ہی کہ اُس کا خیال غلط نہ ہو -

ڈاکٹر ہیر دال - خیر تب تو مجھے کہنا پڑے گا کہ ......

سُول نِس - (ہاتھ کی ایک جنبش سے اوسے روک کر) خیر - خیر ڈاکٹر ــــ بہتر یہ ہی کہ اِس معاملے پر اب ہم زیادہ بحث نہ کریں اِس بات کو تسلیم کرلیں کہ

کہ ہماری رائیں مختلف ہیں ۔(لہجہ بدل کے خالص دلچسپی کے انداز سے) لیکن سنو تو سہی ڈاکٹر—ہوں —

ڈاکٹر ہیبر دال ۔ کیا ؟

سُول نِس ۔ چونکہ تمھیں یقین نہیں کہ میں — بیمار — اور — جنونی — اور پاگل ہوں —

ڈاکٹر ہیبر دال ۔ تو ؟

سُول نِس ۔ تو غالباً تم میری زندگی کو انتہائی راحت کی زندگی سمجھتے ہو گے ؟

ڈاکٹر ہیبر دال ۔ کیوں تو کیا غلط سمجھتا ہوں ؟

سُول نِس ۔ نہیں — نہیں — بالکل نہیں ۔ ہال وار سُول نِس کہلانا — ہال وار سُول نِس معارِ اعظم — اِس سے زیادہ مسرور کرنے والی اور کون چیز ہوسکتی ہی ؟

ڈاکٹر ہیبر دال ۔ ہاں میرے خیال میں قسمت نے بڑی غیر معمولی حد تک تمھارا ساتھ دیا ۔

سُول نِس ۔ (رنجیدہ تبسّم کو ضبط کرکے) ساتھ تو یقیناً دیا ہی ۔ اِس حد تک میں کوئی شکایت نہیں کرسکتا ۔

ڈاکٹر ہیبر دال ۔ سب سے پہلے تو یہ کہ چوروں کا وہ قلعہ تمھاری خوش قسمتی سے نذرِ آتش ہوگیا ۔ تمھاری قسمت نے تمھیں یہ غیر معمولی موقعہ خوب دیا ۔

سُول نِس ۔ لیکن وہ ایلن کے خاندان کا گھر تھا ۔ اِس کا بھی تو خیال رکھو ۔

ڈاکٹر ہیبر دال ۔ اُس کو تو انتہائی صدمہ ہُوا ہوگا ۔

سُول نِس - آج تک وہ اس صدمے کے اثر سے نہیں سنبھلی ہی —— باوجودیکہ بارہ تیرہ سال گزر چکے ہیں۔

ڈاکٹر ہیرڈال - اُس واقعے کے بعد جو کچھ پیش آیا، اُس کا صدمہ اُس کے لئے انتہائی جاں گزا ثابت ہُوا ہوگا؟

سُول نِس - یکے بعد دیگرے دونوں حادثوں کا یکساں اثر ہُوا۔

ڈاکٹر ہیرڈال - لیکن تم —— تم نے تو اپنی عمارت کی بنیاد اِس اسی ویرانے پر رکھی - تم نے جب کام شروع کیا تو ایک غریب دیہاتی لڑکے تھے اور اب تم اپنے کاروبار میں سب سے بڑھ گئے ہو- ہاں مسٹر سُول نِس قسمت نے یقیناً تمھارا ساتھ دیا۔

سُول نِس - (پریشان نظروں سے اُس کی طرف دیکھ کر) ہاں مگر اسی وجہ سے مجھے ایک خوفناک کھٹکا لگا رہتا ہی۔

ڈاکٹر ہیرڈال - کھٹکا؟ اس وجہ سے کہ قسمت نے تمھارا ساتھ دیا؟

سُول نِس - یہی کھٹکا لگا رہتا ہی- دِن بھر میں ہر گھڑی یہی کھٹکا لگا رہتا ہی کہ دیر یا سویر کبھی قسمت میری مخالف بھی ہوجائے گی۔

ڈاکٹر ہیرڈال - واہیات - قسمت کیوں مخالف ہوجائے گی؟

سُول نِس - (استقلال سے یقین دلاتے ہوئے) نئی پود۔

ڈاکٹر ہیرڈال - واہ نئی پود - مجھے توقع ہی کہ ابھی تک تمھارا کاروبار نہیں بیٹھا - نہیں بلکہ اب تو تمھاری حیثیت غالباً پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہوگئی ہی۔

سُول نِس - تقدیر مخالف ہوجائے گی - میں جانتا ہوں —— اور میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ دن آرہا ہی- کسی نہ کسی کے سر میں یہ سودا سمائے گا " مجھے بھی موقع دو" اور پھر سب کے سب شور مچاتے ہوئے اُس کے ساتھ شریک ہوجائیں گے۔ اور مجھ پر گھونسے تان تان کر چلّائیں گے "جگہ خالی کردو —— خالی کردو —— خالی کردو"

سمجھے ڈاکٹر تم؟ نئی پود میرا دروازہ کھٹکھٹانے کو آیا ہی چاہتی ہے ––

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ (ہنستے ہوئے) اگر آجائے تو کیا ہرج ہے؟

سُول نِس ۔ آجائے تو کیا ہرج ہے؟ تب ہال وار سُول نس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(بائیں جانب دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہے)

سُول نِس ۔ (چونک کر) کیا ہے؟ تم نے کوئی آواز بھی نہیں سُنی؟

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔

سُول نِس ۔ (زور سے) اندر آجاؤ۔

(ہلڈا وانگل ہال کے دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ میانہ قد چھریرے بدن کی نازک اندام لڑکی ہے۔ رنگ کسی قدر جُھلس گیا ہے۔ سیّاحوں کا لباس پہنے ہے۔ دامن بندھا ہُوا ہے کہ چلنے میں سہولت ہو۔ گلے میں ملاحوں کا کالر اور سر پر ملاحوں کی سی چھوٹی ٹوپی پہنے ہے۔ شانے پر ایک تھیلی ہے جو تسمے سے بندھی ہوئی ہے۔

ہلڈا ۔ سیدھی سالنس کے قریب جاتی ہے۔ اُس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی ہیں) شام بخیر۔

سُول نِس ۔ (اُس کی طرف مذبذب نظروں سے دیکھ کر) شام بخیر۔

ہلڈا ۔ (ہنس کر) غالباً آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟

سُول نِس ۔ نہیں –– مجھے کہنا پڑتا ہے –– کم از کم اس وقت تو ––

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ (آگے بڑھ کر) مگر عزیز نوجوان خاتون میں نے آپ کو پہچان لیا۔

ہلڈا ۔ (خوش ہوکر) آپ وہی تو ہیں جو ––

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ بالکل وہی۔ (سالنس سے) اِن گرمیوں میں اِن سے ایک پہاڑی تفریح گاہ پر ملاقات ہوئی تھی۔ (ہلڈا سے) اور سب خواتین

کہاں گئیں ؟

ہلڈا - پچھم کی طرف چلی گئیں -

ڈاکٹر ہیبر دال - شام کے وقت ہم لوگوں میں جو ہنسی مذاق ہوتا تھا وہ اُنھیں پسند نہیں تھا -

ہلڈا - ہاں - میرے خیال میں اُنھیں پسند نہیں تھا -

ڈاکٹر ہیبر دال - (اُس کی طرف اُنگلی اُٹھاکر) لیکن یقیناً آپ اس امر سے تو انکار نہیں کر سکتیں کہ آپ ہمارے ساتھ چلبلاپن کرنے سے باز نہیں آئیں -

ہلڈا - ہاں اِس میں اُن بڑھیوں کے ساتھ بیٹھ کر جُرابیں بننے سے تو زیادہ لطف آتا تھا -

ڈاکٹر ہیبر دال - (ہنس کر) اِس حد تک مجھے حرف بحرف آپ کی رائے سے اتفاق ہے -

سُول نِس - آج ہی آپ اس قصبے میں تشریف لائی ہیں ؟

ہلڈا - ہاں اسی وقت آئی ہوں -

ڈاکٹر ہیبر دال - بالکل تنہا - مِس وانگل -

ہلڈا - جی ہاں -

سُول نِس - وانگل ؟ آپ کا نام وانگل ہے ؟

ہلڈا - (اُس کی طرف دلچسپی اور تعجب سے دیکھ کر) ہاں ہے تو یہی -

سُول نِس - تو پھر آپ ضلع لی سان گر کے ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی ہیں؟

ہلڈا - (پہلے کی طرح) ہاں - اُن کے سوا میں اور کس کی صاحبزادی ہو سکتی ہوں ؟

سُول نِس - تب تو میں سمجھتا ہوں کہ میں وہیں آپ سے ملا ہونگا، جب میں اُن گرمیوں میں پُرانے گرجا کا مینار بنا رہا تھا -

ہلڈا۔(بہت سنجیدگی سے) ہاں بیشک وہیں آپ ملے تھے ۔
سول نس ۔لیکن بہت عرصہ ہوگیا۔
ہلڈا ۔ (اس کی طرف غور سے دیکھ کر) پورے دس سال ہو چکے ہیں۔
سُول نس ۔ میں سمجھتا ہوں اُس وقت تو آپ بہت چھوٹی ہوں گی ۔
ہلڈا ۔(لاپروائی سے) ہاں میں بارہ تیرہ سال کی تھی ۔
ڈاکٹر ہیرڈال ۔ مس وانگل کیا اس قصبے میں آپ پہلی دفعہ آئی ہیں ۔
ہلڈا ۔ ہاں یہ پہلی مرتبہ ہی۔
سُول نس ۔ اور آپ یہاں کسی سے واقف نہیں ؟
ہلڈا ۔ آپ کے سوا کسی سے واقف نہیں .... اور ہاں آپ کی بیوی سے بھی ۔
سُول نس ۔ تو آپ میری بیوی سے واقف ہیں ؟
ہلڈا ۔ برائے نام۔شفاخانے میں کچھ دِن میرا، اُن کا ساتھ رہا۔
سُول نس ۔ اچھّا وہاں ؟
ہلڈا ۔ اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اگر میں قصبے کو آؤں تو اُن سے بھی آکر ملوں ۔ (مسکراکر) مگر اس کی ضرورت نہیں تھی ۔
سُول نس ۔ تعجب ہی اُنھوں نے مجھ سے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا ۔
(ہلڈا اپنی چھڑی آتش دان کے قریب رکھ دیتی ہی تھیلی کو اُتار کر صوفے پر رکھ دیتی ہی ۔ ڈاکٹر ہیرڈال اُسے مدد دینے کو اُٹھتا ہی ۔ سُول نس کھڑا ہو کر اُس کی طرف غور سے دیکھتا رہتا ہی)
ہلڈا (اُس کے قریب جاکر) اب میں آپ سے آج کی رات یہیں قیام کرنے کی اجازت چاہتی ہوں ۔

سُول نِس - یہ کون سی بڑی بات ہی -

ہلڈا - مگر ان کپڑوں کے سوا جو پہنے کھڑی ہوں میرے پاس اور کپڑے نہیں ہیں - ایک جوڑا کپڑے جو اس تھیلی میں ہیں میلے ہیں اور دھلنے کے قابل ہیں -

سُول نِس - اس کا انتظام بھی ہو جائے گا میں ابھی جا کے اپنی بیوی سے کہے دیتا ہوں -

ڈاکٹر ہیرڈال - اس اثنا میں میں جا کے اپنے مریض کو دیکھ آتا ہوں -

سُول نِس - اچھا جاؤ - پھر ذرا ٹھہر کے آجانا -

ڈاکٹر ہیرڈال - (ہلڈا کی طرف دیکھتے ہوئے مذاق سے) ہاں ہاں میں ضرور آجاؤں گا - اطمینان رکھو (ہنس کر) مسٹر سُول نِس آخر تمھاری پیشین گوئی پوری ہو ہی گئی -

سُول نِس - کیسے ؟

ڈاکٹر ہیرڈال - آخر نئی پود نے آکر تمھارا دروازہ کھٹکھٹایا -

سُول نِس - (زندہ دلی سے) لیکن میں جو سمجھتا تھا اُس سے بالکل مختلف طور پر -

ڈاکٹر ہیرڈال - ہاں بالکل مختلف طور پر - اِس سے تو اِنکار نہیں کیا جا سکتا -

(ہال کے دروازے سے باہر جاتا ہی - سُول نِس دائیں جانب کا دروازہ کھول کے کہتا ہی)

سُول نِس - ایلن - ذرا یہاں آؤ - تم سے ملنے کے لیے — مس وانگل آئی ہیں -

مسز سُول نِس - (دروازے میں نمودار ہو کر) کون آئی ہیں ؟ کیا کہا تم نے ؟ (ہلڈا کی طرف دیکھ کر) اچھا آپ ہیں مس وانگل - آخر آپ یہاں آ ہی گئیں -

سُول نس ۔ مِس وانگل ابھی آئی ہیں ۔ اور آج کی رات یہیں ٹھہرنا چاہتی ہیں ۔

مسز سُول نس ۔ یہیں، ہمارے یہاں نا ؟ ہاں ہاں بڑی خوشی سے ۔

سُول نس ۔ جب تک یہ اپنا سامان بھی ٹھیک ٹھاک کر سکیں گی ۔

مسز سُول نس ۔ (ہلڈا سے) میں ہر طرح آپ کی خدمت کرنے کو تیار ہوں۔ یہ میرا فرض ہی۔ غالباً آپ کے سامان کا صندوق بعد میں آجائے گا ؟

ہلڈا ۔ کوئی صندوق میرے پاس نہیں ۔

مسز سُول نس ۔ خیر کوئی مضائقہ نہیں۔ اِسی اثنا میں آپ میرے شوہر سے باتیں کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کے آپ کے لیے کوئی کمرہ ذرا درست کر دوں ۔

سُول نس ۔ بچّوں کے کمروں میں سے کسی کمرے میں ہم اُن کو کیوں نہ ٹھہرائیں وہ کمرے تو سب کے سب ٹھیک ٹھاک ہوں گے ۔

مسز سُول نس۔ ہاں ہاں۔ ان کمروں میں ضرورت سے زیادہ گنجایش ہی۔ (ہلڈا سے) اب آپ تشریف رکھیے اور ذرا آرام کیجیے ۔ (دائیں جانب چلی جاتی ہی۔ ہلڈا کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کے کمرے میں ٹہلتی ہی۔ اور مختلف چیزوں کو دیکھتی ہی۔ سُول نس سامنے میز کے قریب خود بھی پیچھے کی طرف ہاتھ باندھے کھڑا ہی اور اپنی نگاہوں سے اُس کا تعاقب کرتا جاتا ہی)

ہلڈا ۔ (رُک کر اُس کی طرف دیکھتی ہی) کیا آپ کے یہاں بچّوں کے کمرے بہت ہیں ؟

سُول نس۔ ہاں گھر بھر میں تین ہیں ۔

ہلڈا ۔ بہت ہیں ۔ آپ کے بچّے بھی بہت ہوں گے ۔

سُول نس - نہیں ہمارے ایک بھی بچہ نہیں - لیکن فی الحال آپ بچہ کی طرح رہ سکتی -

ہلڈا - آج کی رات - بیشک - میں روؤں دھوؤوں گی نہیں - بالکل خاموش، پتھر کی طرح پڑ کے سو رہوں گی -

سُول نس - ہاں میرے خیال میں آپ بہت تھک گئی ہوں گی -

ہلڈا - نہیں، نہیں - پھر بھی ـــ سو رہنے اور خواب دیکھنے میں بڑا لُطف آتا ہے -

سُول نس - کیا راتوں کو آپ خواب بہت دیکھتی ہیں ؟

ہلڈا - ہاں تقریبًا ہمیشہ -

سُول نس - کِس چیز کے متعلق آپ زیادہ تر خواب دیکھتی ہیں ؟

ہلڈا - آج تو میں آپ سے بیان نہ کروں گی - ممکن ہے کہ پھر کبھی ـــ
(پھر کمرے میں ٹہلنے لگتی ہے - میز کے قریب رُک جاتی ہے، کتابوں اور کاغذات کو کچھ اُلٹ پلٹ کرتی ہے)

سُول نس - آپ کوئی چیز تلاش کر رہی ہیں ؟

ہلڈا - نہیں میں صرف یہ چیزیں دیکھ رہی تھی - (مُڑ کر) مگر شاید مجھے دیکھنی نہ چاہئیں ؟

سُول نس - نہیں، نہیں شوق سے ملاحظہ کیجئے -

ہلڈا - اس سے بڑے بہی کھاتے میں آپ خود لکھا کرتے ہیں -

سُول نس - نہیں، میری محاسب اس میں اندراجات کیا کرتی ہے -

ہلڈا - عورت ہے ؟

سُول نس - (مُسکرا کر) ہاں -

ہلڈا - وہ یہاں دفتر میں آپ کے پاس ملازم ہے۔
سُول نس - ہاں -
ہلڈا - اُس کی شادی ہو چکی ہے ؟
سُول نس - نہیں بن بیاہی ہے -
ہلڈا - اچھا -
سُول نس - مگر میں سمجھتا ہوں بہت جلد اُس کی شادی ہو جائے گی -
ہلڈا - یہ اُس کے لیے بہت مناسب ہے -
سُول نس - مگر میرے لیے زیادہ مناسب نہیں - کیونکہ پھر میرے لیے کوئی مدد دینے والا باقی نہ رہے گا -
ہلڈا - کیا آپ کو کوئی اور نہیں مل سکتا جو اسی طرح کام کرے -
سُول نس - شاید آپ یہاں ٹھہرنا منظور کریں — اور بہی کھاتے میں حسابات درج کریں -
ہلڈا - (اُسے نگاہ سے جانچ کے) ہاں کیا کہنے — نہیں شکریہ آپ کا - اس قسم کا کام میرے لیے موزوں نہیں (وہ کمرے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہلتی ہے اور جھولنے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے - سُول نس بھی میز کے قریب جاتا ہے)
ہلڈا - (سلسلۂ کلام جاری رکھ کر) کیونکہ پہلے یہاں اور بہت سے کرنے کے قابل کام ہوں گے (اس کی طرف مسکرا کے دیکھتی ہے) کیوں ہیں کہ نہیں ؟
سُول نس - بیشک - پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ تمام دُکانوں کا گشت لگائیں گی اور اپنے لیے انتہائی خوش وضع لباس انتخاب کریں گی -
ہلڈا - (دلچسپی سے) نہیں - یہ تو میں کر ہی نہیں سکتی -

سُول نس ۔ اچھّا ؟

ہلڈا ۔ آپ کو معلوم نہیں کہ جس قدر روپیہ میرے پاس تھا سب ختم ہو چکا ہے۔

سُول نس ۔ (ہنسکر) اچھا تو نہ سامان ہے نہ روپیہ ۔

ہلڈا ۔ نہ یہ اور نہ وہ ۔ مگر خیر ــــ اب تو اس کی کوئی پروا نہیں ۔

سُول نس ۔ آپ کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی ۔

ہلڈا ۔ صرف یہ بات ؟

سُول نس ۔ اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بات بھی ۔ (کرسی پر بیٹھ کر) آپ کے والد ابھی تک بقید حیات ہیں ۔

ہلڈا ۔ ہاں ابھی تک زندہ ہیں ۔

سُول نس ۔ شاید آپ کا ارادہ یہاں تعلیم حاصل کرنے کا ہے ؟

ہلڈا ۔ نہیں یہ خیال بھی کبھی میرے ذہن میں نہیں آیا ۔

سُول نس ۔ پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ کچھ دن تو آپ یہاں قیام فرمائیں گی

ہلڈا ۔ یہ حالات پر منحصر ہے ۔

(کچھ دیر تک تو وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے جھکولے لیتی رہتی ہے ۔ اور کچھ سنجیدگی سے، ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کی طرف دیکھتی رہتی ہے ۔ پھر اپنی ٹوپی اُتار کر میز پر اپنے سامنے رکھ لیتی ہے)

ہلڈا ۔ مسز سُول نس ۔

سُول نس ۔ کیا ؟

ہلڈا ۔ کیا آپ کا حافظہ بہت خراب ہے ؟

سُول نس ۔ حافظہ خراب ہے ؟ مجھے تو اس کا علم نہیں ۔

ہلڈا ۔ تو کیا وہاں جو واقعات پیش آئے اُن کے متعلق آپ مجھ سے

گفتگو نہ کریں گے۔

سُول نِس۔ (وقتی تعجب سے) کہاں؟ لی سان گر میں؟ (لاپروائی سے) میں سمجھتا تھا کہ یہ کوئی ایسی قابلِ ذکر بات نہ تھی۔

ہلڈا۔ (اُس کی طرف ملامت کی نظروں سے دیکھ کر) بیٹھے بیٹھے آپ اِس قسم کی بات زبان سے کیسے نکال رہے ہیں؟

سُول نِس۔ اچھّا تو آپ ہی مجھ سے وہاں کی باتیں کیجیے۔

ہلڈا۔ جب مینار بن کے تیار ہُوا تو گاؤں میں بڑی دھوم دھام کا جشن ہُوا

سُول نِس۔ ہاں وہ دِن میں مشکل سے بھُول سکوں گا۔

ہلڈا۔ (مسکرا کے) نہ بھول سکیں گے؟ آپ کی زبان سے یہ سُن کر بڑی خوشی ہوئی۔

سُول نِس۔ بڑی خوشی ہوئی؟

ہلڈا۔ گرجا کے صحن میں گانا ہو رہا تھا — اور سینکڑوں آدمی جمع تھے۔ اور ہم سب، اسکول کی لڑکیاں سفید کپڑے پہنے تھیں۔ اور ہمارے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں۔

سُول نِس۔ ہاں ہاں، جھنڈیاں — مجھے ابھی تک یاد ہیں۔

ہلڈا۔ پھر آپ مچان پر چڑھ کر چوٹی تک پہنچ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں پھولوں کا ایک بہت بڑا ہار تھا۔ اور وہ ہار آپ نے اوپر کلس کو پہنا دیا۔

سُول نِس۔ (ٹوک کے) اُس زمانے میں میں اکثر یہ رسم ادا کیا کرتا تھا۔ یہ بہت پُرانا دستور ہے۔

ہلڈا۔ نیچے سے کھڑے ہو کر اوپر آپ کو دیکھنا ایک عجیب سنسنی خیز منظر تھا۔ یہ خیال آتا تھا کہ بالفرض نیچے گر پڑے — خود معمارِ اعظم نیچے گر پڑے —

سُول نس ۔(گویا اس موضوع کو بدلنا چاہتا ہی) ہاں، ہاں، ہاں بہت ممکن تھا کہ یہ حادثہ پیش آ ہی جاتا ۔کیونکہ اُن سفید فراک والی چھوٹی سی چڑیلوں میں سے ایک — اس طرح اپنے آپے سے باہر ہوگئی اور مجھے دیکھ کر اس طرح چلّائی کہ —

ہلڈا ۔ (مسرور ہوکے) ہاں — "معمارِ اعظم سالنس کی جے"

سُول نس — زور زور سے اپنی جھنڈی کو ہلاتی رہی، اس طرح کہ اُس کی طرف دیکھنے سے مجھے چکّر سا آگیا ۔

ہلڈا ۔ (آہستہ سے سنجیدگی کے ساتھ) وہ چھوٹی سی چڑیل — میں ہی تھی ۔

سُول نس ۔ (اُس پر مستقل نظر جماکر) ہاں اب مجھے یقین آگیا ۔ آپ ہی ہوں گی ۔

ہلڈا ۔ (پھر بشاش ہوکر) اُفوہ ۔ کیا عظیم الشان لرزا دینے والا منظر تھا ۔ مجھے یقین ہی نہیں آسکتا تھا کہ دُنیا بھر میں کوئی اور معمار بھی اتنا شاندار اور بلند مینار بنا سکتا ہی ۔ اور پھر آپ خود زندہ سلامت اُس کی چوٹی پر اس طرح کھڑے ہوئے تھے ۔ پھر یہ کہ آپ ذرا بھی نہیں ڈگمگائے ۔ یہی وہ بات تھی جو سب سے زیادہ — جس کا خیال کرنے ہی سے چکّر آنے لگتا تھا ۔

سُول نس ۔ آپ کو یہ کیسے یقین ہوگیا کہ میں بالکل نہیں —

ہلڈا ۔ (اُس کا مطلب سمجھ کے) نہیں، ہرگز نہیں ۔ خود بخود مجھے اس کا یقین ہوگیا ۔ کیونکہ اگر آپ ذرا بھی ڈگمگاتے تو اس بلندی پر کھڑے ہوکر گا نہ سکتے ۔

سُول نس ۔ (اُس کی طرف حیرت سے دیکھ کر) گا نہ سکتے ؟ تو کیا میں نے کچھ گایا بھی تھا ۔

ہلڈا ۔ ہاں مجھے خیال ہی کہ آپ نے گایا بھی تھا ۔

سُول نِس - (سر ہلاکر) عُمر بھر میں کبھی میں نے ایک لفظ بھی نہیں گایا۔
ہلڈا - مگر اُس وقت تو آپ ضرور گا رہے تھے - معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں بانسریاں بج رہی ہیں -
سُول نِس - (خیالات میں محو ہو کے) عجیب بات ہے — یہ سب -
ہلڈا - (کچھ دیر خاموش رہتی ہے، اُس کی طرف دیکھتی ہے، اور آہستہ سے کہتی ہے) مگر پھر — اس کے بعد — اصل واقعہ پیش آیا -
سُول نِس - اصل واقعہ ؟
ہلڈا - (شگفتگی کے سرور میں) میرے خیال میں اُس کو یاد دلانے کی حاجت نہیں ؟
سُول نِس - لیکن کچھ تو یاد دلائیے -
ہلڈا - آپ کو یاد نہیں کہ کلب میں آپ کے اعزاز میں بڑی شاندار دعوت ہوئی تھی -
سُول نِس - ہاں یقیناً - اُسی شام کو دعوت ہوئی ہوگی - کیونکہ دوسرے ہی دن صُبح کو میں وہاں سے چلا آیا -
ہلڈا - اور کلب سے واپس ہونے کے بعد رات کے کھانے پر آپ ہمارے یہاں مدعو تھے -
سُول نِس - بالکل ٹھیک مِس وانگل - تعجب ہے کہ یہ معمولی معمولی باتیں اس طرح آپ کے ذہن نشین ہوگئیں -
ہلڈا - معمولی باتیں - یہ خوب رہی - شاید یہ بھی معمولی ہی سی بات تھی کہ جب آپ کمرے میں داخل ہوئے تو میں بالکل تنہا تھی -
سُول نِس - آپ بالکل تنہا تھیں -

ہلڈا۔ (جواب دیئے بغیر) اور اُس وقت آپ نے مجھے چھوٹی سی چڑیل نہیں کہا تھا۔

سُول نِس۔ ہاں غالبًا نہیں کہا ہوگا۔

ہلڈا۔ آپ نے کہا تھا کہ سفید کپڑوں میں مَیں بہت بھلی لگ رہی ہوں اور چھوٹی سی شہزادی معلوم ہو رہی ہوں۔

سُول نِس۔ بیشک آپ شاہزادی معلوم ہوتی ہوں گی، مس وانگل۔ اس کے علاوہ — اُس دن میں اس قدر بشّاش تھا کہ —

ہلڈا۔ پھر آپ نے یہ کہا کہ جب میں بڑی ہو جاؤں گی تو آپ کی شاہزادی بنوں گی۔

سُول نِس۔ (کچھ ہنس کر) افّوہ۔ افّوہ — کیا میں نے یہ بھی کہا تھا۔

ہلڈا۔ ہاں آپ نے کہا تھا اور جب میں نے یہ پوچھا کہ مجھے کب تک انتظار کرنا پڑے گا تو آپ نے کہا دس سال بعد آپ پھر آئیں گے — دیو کی طرح — اور مجھے اُٹھا لے جائیں گے — اسپین کو یا اور کہیں اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ وہاں مجھے ایک چھوٹی سی سلطنت خرید دیں گے۔

سُول نِس۔ (پہلے کی طرح) ہاں پُرلطف دعوتوں کے بعد، معمولی معمولی چیزوں کا وعدہ نہیں کیا جاتا ہے۔ مگر کیا میں نے حقیقت میں یہ سب کہا تھا؟

ہلڈا۔ (خود بخود ہنس کر) ہاں۔ اور آپ نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ سلطنت کس نام سے مشہور ہوگی۔

سُول نِس۔ کس نام سے؟

ہلڈا۔ آپ نے کہا تھا اُس کا نام "سلطنتِ نارنجستان" ہوگا۔

سُول نس - نام تو بڑے مزے کا تھا -

ہلڈا - نہیں مجھے یہ نام بالکل پسند نہیں آیا - میں یہ سمجھی کہ آپ میرا مذاق اُڑا رہے ہیں -

سُول نس - مجھے یقین ہے میری نیت یہ ہرگز نہیں تھی -

ہلڈا - نہیں غالباً یہ نیت نہیں تھی کیونکہ اُس کے بعد آپ نے جو کچھ کیا ——

سُول نس - تو کیا اس کے بعد بھی میں نے کچھ کیا ؟

ہلڈا - اگر آپ وہ بھول گئے تو آپ نے انتہا کردی - میرا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی شخص ایسی بات بھول ہی نہیں سکتا -

سُول نس - ہاں ، ہاں - مجھے صرف اِشارتاً یاد دلا دیجیے پھر شاید —— ہاں ؟

ہلڈا - (نظر جما کے اُس کی طرف دیکھ کے) مسٹر سُول نس اُس کے بعد آپ نے آ کے مجھے بوسہ دیا -

سُول نس - (جس کا منہ کھُلا کا کھُلا رہ جاتا ہے ، کرسی سے اُٹھتا ہے) میں نے ؟

ہلڈا - جی ہاں آپ نے - آپ نے مجھے اپنی آغوش میں لے کر میرے سر کو نیچے جھکایا ، اور اُس کے بعد مجھے بوسے دیئے —— کئی مرتبہ -

سُول نس - نہیں ، نہیں عزیزمس وانگل ——

ہلڈا - آپ اس سے انکار نہیں کرسکتے -

سُول نس - نہیں میں انکار کرتا ہوں - میں قطعاً انکار کرتا ہوں -

ہلڈا - (اس کی طرف حقارت سے دیکھ کر) اچھا -

(مڑ کر آہستہ سے آتش دان کے قریب جا کے بے حس و حرکت اُس کی طرف سے منہ پھیر کر اور کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوجاتی ہے - مختصر سا وقفہ)

سُول نس - (محتاط انداز میں اس کے قریب جاکے) مس وانگل -
(ہلڈا خاموش رہتی ہی اور حرکت تک نہیں کرتی)

سُول نس - آپ بُت کی طرح خاموش کیوں کھڑی ہیں - یہ سب واقعات آپ نے خواب میں دیکھے ہوں گے (اُس کے بازو پر ہاتھ رکھ کے) سُنیئے تو سہی -
(ہلڈا بے صبری سے بازو جھٹک دیتی ہی)

سُول نس - (جس کے ذہن میں دفعتًا ایک خیال پیدا ہوتا ہی) یا ـــ ذرا ٹھہریئے ممکن ہی اس کی تہ میں کوئی بات ہو -
(ہلڈا حرکت نہیں کرتی)

سُول نس - (آہستہ سے مگر زور دسے کر) ممکن ہی میں نے خیال میں اس کا ارتکاب کیا ہو - اِس کی آرزو کی ہو - اِس کی خواہش کی ہو - اور پھر ـــ کیوں کیا یہ وجہ کافی نہیں ؟ -
(ہلڈا کوئی جواب نہیں دیتی)

سُول نس - (بے صبری سے) خیر یہی سہی ـــ تو شاید میں نے یہ کیا ہی ہوگا -

ہلڈا - (اپنا سر کچھ موڑ کر مگر اس کی طرف دیکھے بغیر) تو آپ اِس کا اقبال کرتے ہیں ؟

سُول نس - ہاں ـــ جو کچھ آپ فرمائیں اس کا اقبال کرتا ہُوں -

ہلڈا - آپ آئے اور مجھے اپنی آغوش میں لیا -

سُول نس - ہاں -

ہلڈا - اور میرا سر پیچھے کی طرف جھکایا -

سُول نس - بہت پیچھے جھکایا -

ہلڈا۔ اور مجھے بوسے دیئے۔
سُول نِس۔ ہاں دیئے۔
ہلڈا۔ کئی بار۔
سُول نِس۔ جتنی بار آپ ارشاد فرمائیں اتنی بار۔
ہلڈا۔ (اُس کی طرف تیزی سے مُڑتی ہی۔ اُس کی آنکھوں میں پھر وہی مسرت کی چمک پیدا ہو جاتی ہی) دیکھا آپ نے۔ میں نے آپ سے اقبال کرا ہی لیا۔
سُول نِس۔ (خفیف سی مُسکراہٹ کے ساتھ) ہاں دیکھیے تو سہی اس قدر اہم واقعے کو میں بالکل بھُول گیا تھا
ہلڈا۔ (پھر کسی قدر ناراض ہو کر اُس کے پاس سے ہٹ جاتی ہی) معلوم ہوتا ہی زندگی بھر میں آپ نے بہتوں کے اس طرح بوسے لئے ہوں گے۔
سُول نِس۔ نہیں میرے متعلق آپ ایسا خیال نہ کیجئے۔ (ہلڈا کرسی پر بیٹھ جاتی ہی۔ سُول نِس جھولنے والی کُرسی کے سہارے کھڑا ہو جاتا ہی۔ اور غور سے اُس کی طرف دیکھتا ہی) مِس وانگل۔
ہلڈا۔ ہاں۔
سُول نِس۔ پھر کیا ہُوا؟ اِس واقعے کے بعد — پھر کیا نتیجہ نکلا؟
ہلڈا۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کیونکہ پھر اور مہمان اندر آ گئے — اور پھر
سُول نِس۔ بالکل ٹھیک۔ اور لوگ اندر آ گئے۔ خیال تو کیجئے یہ بھی مجھے یاد نہیں رہا۔
ہلڈا۔ آپ کو سب کچھ یاد ہی۔ صرف یہ کہ اب اُس کا ذکر کرتے ہوئے

آپ کو شرم آتی ہے۔ مجھے یقین ہے ایسی باتیں کوئی مشکل سے بھولتا ہے۔

سُول نِس۔ ہاں مشکل سے بھولتا ہے۔

ہلڈا۔ (پھر شگفتہ ہوکر اس کی طرف دیکھتی ہے) شاید آپ کو یاد نہیں کہ وہ دِن کون سا تھا۔

سُول نِس۔ کونسا دن ——؟

ہلڈا۔ جس دِن آپ نے مینار کے کلس پر ہار ڈالا تھا۔ وہ کون سا دِن تھا؟ ہاں ذرا مجھے بتایئے؟

سُول نِس۔ مجھے ٹھیک طرح وہ دن تو یاد نہیں۔ ہاں یہ البتہ یاد ہے کہ دس سال پہلے کی بات ہے۔ اور شاید خزاں کا موسم تھا۔

ہلڈا۔ (کئی مرتبہ آہستہ آہستہ سر ہلاکر) دس سال پہلے —— ستمبر کی اُنیسویں تاریخ تھی۔

سُول نِس۔ ہاں وہی زمانہ ہوگا۔ تعجب کی بات ہے آپ کو یہ بھی یاد ہے۔ (رُک کر) مگر ذرا ٹھہریئے۔ ہاں —— آج بھی ستمبر کی اُنیسویں تاریخ ہے۔

ہلڈا۔ ہاں آج اُنیسویں تاریخ ہے۔ دس سال پورے ہو چکے ہیں۔ اور آپ —— آپ نے مجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا —— مگر آپ نہیں آئے۔

سُول نِس۔ وعدہ کیا تھا؟ شاید آپ کا مطلب یہ ہے کہ دھمکی دی تھی؟

ہلڈا۔ میرے خیال میں آپ نے کسی قسم کی دھمکی نہیں دی تھی۔

سُول نِس۔ ہاں تو پھر محض مذاقاً یہ کہا تھا۔

ہلڈا۔ تو کیا آپ محض یہی چاہتے تھے؟ محض میرا مذاق اُڑانا چاہتے تھے۔

سُول نِس۔ محض معمولی سا مذاق تھا، مگر میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ

کہ مجھے یاد تک نہیں۔ مگر یہی بات ہوگی کیونکہ آپ تو اُس وقت بہت چھوٹی سی تھیں۔

ہلڈا۔ نہیں میں بہت زیادہ چھوٹی بھی نہیں تھی۔ جیسا آپ کا خیال ہر میں بالکل ننھّا سا بچہّ بھی نہیں تھی۔

سُول نِس۔ (متجسّس نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر) تو کیا سچ مچ میرے دوبارہ واپس آنے کی توقع تھی؟

ہلڈا۔ (شرارت کی مُسکراہٹ ضبط کرکے) ہاں یقیناً۔ مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔

سُول نِس۔ کہ میں آپ کے گھر پلٹ کر آؤں گا اور آپ کو اپنے ساتھ اُٹھا لے جاؤں گا۔

ہلڈا۔ ہاں بالکل کسی دیو کی طرح۔

سُول نِس۔ اور آپ کو شاہزادی بناؤں گا۔

ہلڈا۔ وعدہ تو آپ نے یہی کیا تھا۔

سول نِس۔ اور ایک سلطنت بھی آپ کے حوالے کردوں گا۔

ہلڈا۔ (چھت کی طرف دیکھتے ہوئے) کیوں نہیں؟ اس کی کیا ضرورت ہر کہ سچ مچ کی سلطنت جیسی ہوتی ہر ویسی ہی سلطنت ہو۔

سُول نِس۔ مگر کم سے کم اور کوئی چیز جو اُس کے برابر ہوتی میں آپ کی نذر کرتا؟

ہلڈا۔ ہاں کم سے کم اُس کے برابر۔ (ایک لمحے کے لئے اس کی طرف دیکھ کر) میں سمجھتی تھی کہ آپ جو دُنیا کے بلند ترین مینار تعمیر کرتے ہیں، کیا کسی نہ کسی طرح کی سلطنت فراہم نہیں کرسکتے۔

سُول نِس۔ (سر ہلا کر) مِس وَانگل۔ میں آپ کا مطلب بالکل نہیں سمجھا۔

ہلڈا - آپ بالکل نہیں سمجھے - مجھے تو اپنے الفاظ بہت واضح معلوم ہوتے ہیں
سُول نس - میں یہی نہیں سمجھ سکا کہ اتنی دیر سے آپ جو کچھ کہہ رہی ہیں وہ سنجیدگی سے کہہ رہی ہیں یا شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہیں -
ہلڈا - (مسکراکر) شاید آپ سے مذاق کر رہی ہوں ؟ میں بھی ؟
سُول نس - ہاں بالکل - مذاق اُڑا رہی ہیں —— میرا اور اپنا دونوں کا - (اُس کی طرف دیکھ کر) بہت دِن قبل آپ کو اِس کا علم ہو چکا ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے -
ہلڈا - ہاں اِس اثنا میں مجھے برابر اِس کا علم رہا ہے - آپ نے مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھا -
سُول نس - (خوش طبعی سے) یوں ہی - یہ خیال بھی میرے ذہن میں پیدا ہوا - (اُس کی طرف سنجیدگی سے دیکھ کر آہستہ سے پوچھتا ہے) آپ یہاں کیوں آئی ہیں ؟
ہلڈا - میں اپنی سلطنت لینے آئی ہوں - وقت آگیا ہے -
سُول نس - (بلا ارادہ ہنس کر) عجیب و غریب لڑکی ہے -
ہلڈا - (زندہ دلی سے) مسٹر سُول نس لائیے میری سلطنت (انگلیوں سے میز بجا کے) ابھی لائیے -
سُول نس - جھومنے والی کرسی کو قریب ڈھکیل کر اُس پر بیٹھ کے) اچھا اب مذاق برطرف - یہ بتائیے کہ آپ یہاں کیوں آئی ہیں ؟ یہاں آپ کیا کرنا چاہتی ہیں ؟
ہلڈا - سب سے پہلے تو یہ کہ میں ایک چکر لگا کے آپ کی بنائی ہوئی تمام عمارتوں کو دیکھنا چاہتی ہوں -

سُول نِس ۔ آپ کے لیے اچھی خاصی ورزش ہو جائے گی۔
ہلڈا ۔ ہاں مجھے معلوم ہر آپ نے بے حد عمارتیں تعمیر کی ہیں ۔
سُول نِس ۔ ہاں بنائی تو ہیں۔ خصوصًا اِدہر چند سال کے عرصے میں۔
ہلڈا ۔ منجملہ ان کے کلیساؤں کے لیے کئی مینار ؟ بہت اونچے اونچے مینار۔
سُول نِس ۔ نہیں۔ اب میں نہ کلیساؤں کے لیے مینار تعمیر کرتا ہوں اور نہ کلیسا۔
ہلڈا ۔ پھر آپ کیا بناتے ہیں ؟
سُول نِس ۔ انسانوں کے لیے رہنے کے مکانات ۔
ہلڈا ۔ (سوچ کر) کیا آپ ایک آدہ ۔ ایک آدہ کلیسا کا مینار بھی ان مکانوں کے ساتھ ساتھ نہیں بنا سکتے ؟
سُول نِس ۔ (چونک کر) اِس کا کیا مطلب ہر ؟
ہلڈا ۔ میرا مطلب ہر — کوئی ایسی چیز جو بلند ہو — کھلی ہوی ہوا میں بہت بلندی کی طرف اشارہ کر رہی ہو جس کا کلس اس قدر بلندی پر ہو کہ چکّر آجائے ۔
سُول نِس ۔ (کچھ سوچ کر) تعجّب ہر کہ آپ بھی یہی کہہ رہی ہیں — یہی وہ چیز ہر جس کو تعمیر کرنے کی خود مجھے انتہائی فکر ہر۔
ہلڈا ۔ (بے صبری سے) تو پھر آپ بناتے کیوں نہیں ۔
سُول نِس ۔ (سر ہلا کر) لوگ ایسی چیز نہیں چاہتے ۔
ہلڈا ۔ تعجب ہر کہ لوگ نہیں چاہتے ۔
سُول نِس ۔ (زندہ دلی سے) مگر میں اپنے لیے ایک مکان بنوا رہا ہوں — اس کے مقابل ۔
ہلڈا ۔ اپنے لیے ۔

سُول نِس - ہاں - تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ایک مینار بھی ہے۔

ہلڈا - بلند مینار -

سُول نِس - ہاں -

ہلڈا - بہت بلند -

سُول نِس - لوگ اعتراض کریں گے کہ بہت بلند ہے - رہنے سہنے کے مکان سے بہت زیادہ بلند ہے -

ہلڈا - کل صبح کو میں پہلا کام یہ کروں گی کہ باہر نکل کر اُس مینار کو دیکھوں گی -

سُول نِس - (جو اپنے چہرے کو ہاتھ کا سہارا دئے بیٹھا ہے، اس کی طرف نظر جما کر) یہ بتاؤ مِس وانگل تمہارا نام کیا ہے؟ تمہارا ذاتی نام کیا ہے؟

ہلڈا - کیوں میرا نام ہلڈا ہی ہے -

سُول نِس - (پہلے کی طرح) ہلڈا؟ اچھا؟

ہلڈا - کیوں کیا آپ کو یاد نہیں؟ آپ نے خود مجھے ہلڈا کہہ کے مخاطب کیا تھا - اُسی دن جب آپ نے وہ گستاخیاں کی تھیں -

سُول نِس - سچ مچ؟

ہلڈا - مگر آپ نے مجھے "چھوٹی سی ہلڈا" کہا تھا - اور یہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا -

سُول نِس - تم کو اچھا نہیں معلوم ہوا مِس ہلڈا؟

ہلڈا - نہیں اُس وقت تو اچھا نہیں معلوم ہوا - مگر —— شہزادی ہلڈا —— آپ یہ کہتے تو بہت بھلا معلوم ہوتا -

سُول نِس - بہت اچھا۔ "شہزادی ہلڈا" — اور سلطنت کا کیا نام رکھا تھا؟

ہلڈا - اونہہ - اُس واہیات سلطنت سے مجھے دلچسپی باقی نہیں رہی۔ میں بالکل دوسری سلطنت حاصل کرنا چاہتی ہوں۔

سُول نِس - (کرسی کا سہارا لے کر اُس کی طرف بدستور نظر جما کے دیکھتے ہوئے) کتنے تعجب کی بات ہے — اب میں جتنا سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے احساس ہوتا جاتا ہے کہ گویا اِن کئی برسوں تک میں نے اپنے آپ کو محض اس جدوجہد کی وجہ سے کرب میں مبتلا رکھا ہے کہ —

ہلڈا - کِس وجہ سے؟

سُول نِس - اِس جدوجہد کی وجہ سے کہ کوئی چیز مجھے پھر واپس مل جائے — کوئی گزرا ہوا واقعہ جسے میں بھول چکا ہوں - لیکن میرے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ وہ کون سا واقعہ تھا۔

ہلڈا - تو مسٹر سُول نِس آپ نے اپنی دستی میں گرہ دے لی ہوتی۔

سُول نِس - اُس صورت میں محض یہ یاد کرنے کے لیے کہ میں نے کیوں گرہ دی تھی، مجھے سر مغزنی کرنی پڑتی۔

ہلڈا - ہاں ہاں - میں سمجھتی ہوں دُنیا میں اِس قسم کے دیو بھی ہوتے ہیں۔

سُول نِس - (آہستہ سے اُٹھ کر) بہت اچھا ہوا کہ تم میرے پاس آگئیں۔

ہلڈا - (اُس کی آنکھوں کو گہری نظروں سے دیکھ کر) بہت اچھا ہُوا۔

سُول نِس - کیونکہ میں یہاں بہت تنہا تھا۔ ہر چیز کو میں بے بسی سے تکتا رہتا تھا۔ (پست آواز میں) میں تم سے کہے دیتا ہوں — میں ڈرنے لگا تھا — نئی پود سے میں بہت ڈرنے لگا تھا۔

ہلڈا۔ (حقارت کی ہلکی سی آواز نکال کے) اونہہ —— نئی پود بھی کوئی ڈرنے کی چیز ہے۔

سول نس۔ ہے کیوں نہیں۔ اسی لیے میں نے اپنے آپ کو بند اور مقفل کرلیا ہے۔ (پُراسرار لہجے میں) میں تمھیں بتاتا ہوں۔ ایک نہ ایک دن نئی پود آکر میرے دروازے پر گرجے گی۔ یہی لوگ گھس کر مجھ پر حملہ آور ہوں گے۔

ہلڈا۔ تب تو میں یہ مشورہ دوں گی کہ آپ کو باہر جا کے نئی پود کے لیے دروازہ کھول دینا چاہیے۔

سول نس۔ دروازہ کھول دینا چاہیئے ؟

ہلڈا۔ ہاں اگر یہی بات ہے تو انھیں دوستانہ شرائط طے کرنے کو اپنے پاس آنے دیجئے۔

سول نس۔ نہیں نہیں نہیں۔ نئی پود —— سے خمیازہ مراد ہے، سمجھیں ؟ نئی پود ایک نئے پرچم کے ساتھ داخل ہوگی اور تقدیر پلٹ جائے گی۔

ہلڈا۔ (اُٹھتی ہے، اس کی طرف دیکھتی ہے، اور لبوں کی خفیف سی لرزش کے ساتھ کہتی ہے) مسٹر سول نس کیا میں کسی طرح آپ کے کام آسکتی ہوں ؟

سول نس۔ ہاں، یقیناً کام آسکتی ہو۔ کیونکہ مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ تم بھی ایک نئے پرچم کے ساتھ آئی ہو۔ شباب، شباب سے مقابلہ کرنے کے لیے آیا ہے۔

(ڈاکٹر ہیردال ہال کے دروازے سے داخل ہوتا ہے)

ڈاکٹر ہیردال۔ خوب! —— تم اور مس وانگل اب تک یہیں ہو۔

سول نس۔ ہاں۔ بے شمار چیزوں کے متعلق ہم باتیں کر رہے تھے۔

ہلڈا۔ ہر قسم کی نئی اور پرانی چیزوں کے متعلق۔

ڈاکٹر ہیر دال - خوب!

ہلڈا - بڑا لطف آیا کیونکہ مسٹر سُول نس ـــــ نے بڑے غضب کا حافظہ پایا ہے۔ معمولی سے معمولی واقعات ان کو فوراً یاد آجاتے ہیں۔

(مسز سُول نس دائیں جانب کے دروازے سے داخل ہوتی ہے)

مسز سُول نس - مس وانگل آپ کے لیے کمرہ بالکل تیار ہے۔

ہلڈا - آپ کی عنایت ہے۔

سُول نس - (مسز سُول نس سے) بچوں کا کمرہ؟

مسز سُول نس - ہاں بیچ والا، مگر پہلے چل کے کھانا تو کھالیں۔

سُول نس - (ہلڈا کی طرف سر ہلا کر) ہلڈا بچوں کے کمرے میں سوئے گی بچوں کے کمرے میں سُوئے گی۔

مسز سُول نس - (اُس کی طرف دیکھ کر) ہلڈا؟

سُول نس - ہاں مس وانگل کا نام ہلڈا ہے۔ میں اُسے اُس زمانے سے جانتا ہوں جب وہ بالکل ذرا سی تھی۔

مسز سُول نس - سچ مچ ہال وار؟ اچھا اب چلیں نا؟ میز پر کھانا چُنا جا چکا ہے۔

(ڈاکٹر ہیر دال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دائیں جانب کے دروازے سے جاتی ہے۔ ہلڈا اس درمیان میں اپنا سامان سفر اُٹھا رہی ہے)

ہلڈا - (سُول نس سے نرم لہجے میں مگر جلدی سے) کیا آپ نے جو کہا سچ تھا؟ کیا میں کسی طرح آپ کو مدد دے سکتی ہوں۔

سُول نس - (اُس کے سامان کو خود لے کر) اس وقت سب سے زیادہ مجھے جس ہستی کی ضرورت تھی وہ تم ہی ہو۔

ہلڈا - (اُس کی طرف شگفتہ، حیرت بھری نظروں سے دیکھ کر اور ہاتھ باندھ کر)
پھر تو، میرے خدا ــــ!

سُول نِس - (اشتیاق سے) کیا ــ؟

ہلڈا - پھر تو مجھے اپنی سلطنت مِل گئی -

سُول نِس - (بے تحاشا) ہلڈا ــــ

ہلڈا - (جس کے ہونٹ پھر لرز جاتے ہیں) میں کہنے والی تھی کہ ــــ تقریباً
مل گئی -

(دائیں جانب چلی جاتی ہے - اور اُس کے بعد سُول نِس بھی)



دُوسرا ایکٹ

(سُول نِس کے مکان کا سلیقے سے سجا ہُوا ڈرائنگ روم۔ پیچھے ایک شیشے کا دروازہ جس سے برآمدے اور باغ کو راستہ جاتا ہی۔ دائیں جانب کا کونا ایک بڑی کھڑکی کی وجہ سے ترچھا کٹا ہوا ہی۔ کھڑکی میں گلدان رکھے ہیں۔ بائیں جانب کا کونا بھی اسی طرح ایک آڑی دیوار سے کٹا ہوا ہی جس میں ایک چھوٹا سا دروازہ ہی۔ دروازے پر بھی دیوار کی طرح کاغذ لگا ہوا ہی۔ ہر جانب ایک ایک معمولی دروازہ ہی۔ دائیں جانب سامنے ایک میز ہی جس پر ایک بہت بڑا آئینہ ہی۔ پھولوں اور پودوں کے گملے بہت سلیقے سے جمائے گئے ہیں۔ بائیں جانب، سامنے ایک میز، کرسیاں اور ایک سوفہ ہی۔ اس کے پیچھے کتابوں کی الماری ہی۔ کمرے میں بالکل ہی سامنے، کھڑکی کے آگے ایک چھوٹی سی میز اور کچھ کرسیاں ہیں، صبح کا وقت ہی۔

سُول نِس چھوٹی میز کے قریب بیٹھا ہوا ہی۔ راگنار بروِک کا بستہ کھُلا ہُوا اُس کے سامنے رکھا ہی۔ وہ نقشوں کو اُلٹ پلٹ کے بہت غور سے جانچ رہا ہی۔ مسز سُول نِس دبے پاؤں ایک فوّارہ ہاتھ میں لیے ہوئے پھولوں کی دیکھ بھال کر رہی ہی۔ پہلے کی طرح اب بھی وہ سیاہ لباس پہنے ہی۔ اُس کی ٹوپی اور لبادہ وغیرہ آئینے کے قریب ایک کرسی پر پڑا ہوا ہی۔ اُسے علم نہیں کہ سُول نِس تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نظر اُٹھا کر اُس کی نقل و حرکت دیکھ لیتا ہی۔

دونوں بالکل خاموش ہیں۔

(کایا فوسلی بائیں جانب کے دروازے سے خاموشی کے ساتھ داخل ہوتی ہے)

سُول نس۔ (مڑکر، بے پروائی کے معمولی لہجے میں) اچھا تم ہو؟

کایا۔ میں صرف آپ کو اپنے آجانے کی اطلاع دینا چاہتی تھی۔

سُول نس۔ ہاں، ہاں ٹھیک ہے۔ راگنار نہیں آیا؟

کایا۔ نہیں، ابھی تک تو نہیں آیا۔ ڈاکٹر سے ملنے وہ کچھ دیر کے لیے ٹھہر گیا ہے۔ مگر اب آتا ہی ہوگا یہ معلوم کرنے کو کہ ـــــ

سُول نس ۔ بڑے میاں کا کیا حال ہے؟

کایا ۔ ٹھیک نہیں۔ اُنھوں نے آپ سے رخصت مانگی ہے۔ آج وہ بستر سے اُٹھ نہیں سکتے۔

سُول نس ۔ ہاں، ہاں، ضرور آرام لینا چاہیئے۔ اچھا اب جاؤ اپنا کام شروع کر دو۔

کایا ۔ اچھا۔ (دروازے کے قریب ٹھہرکر) جب راگنار آجائے تو کیا آپ اُس سے کچھ کہیں گے؟

سُول نس ۔ نہیں ـــــ مجھے اُس سے کوئی خاص بات نہیں کہنی ہے۔

(کایا بائیں طرف سے جاتی ہے۔ سُول نس اُسی طرح بیٹھا نقشوں کو دیکھتا رہتا ہے)

مسز سُول نس ۔ (گملوں کے پاس سے) میں سوچ رہی تھی کہ کیا اُس کا بھی اسی طرح کام تمام ہوجائے گا۔

سُول نس ۔ (اُس کی طرف دیکھ کر) اور کِس کا؟

مسز سول نس - (جواب دئے بغیر) ہاں یقین رکھو ہال وار - بڑھے بروِک کا بھی کام تمام ہو جائے گا - تم دیکھ لینا -

سول نس - میری پیاری ایلن، تم ذرا ٹہل آؤ تو اچھا ہے -

مسز سول نس - ہاں ٹھیک ہے - (اُسی طرح پھولوں کی دیکھ بھال کرنے میں مصروف رہتی ہے)

سول نس - (نقشوں کی طرف جُھک کر) وہ ابھی تک سو رہی ہے -

مسز سول نس - (اُس کی طرف دیکھ کر) تم اتنی دیر سے بیٹھے مس وانگل کے خیال میں محو تھے -

سول نس - (لاپروائی کے لہجے میں) ابھی ابھی وہ مجھے یاد آگئی -

مسز سول نس - مس وانگل کو اُٹھے کے بہت دیر ہو گئی -

سول نس - اچھا؟

مسز سول نس - جب میں اُسے دیکھنے گئی تو وہ اپنا سامان ٹھیک کرنے میں مصروف تھی -

(وہ آئینے کے سامنے جاکر، آہستہ سے اپنی ٹوپی اُٹھاکے پہننے لگتی ہے)

سول نس - (مختصر سے وقفے کے بعد) ایلن، آخرکار بچوں کے کمروں میں سے ایک کا مصرف نکل ہی آیا -

مسز سول نس - ہاں نکل تو آیا -

سول نس - سب کے سب بالکل خالی پڑے تھے، اس سے تو بہتر ہے -

مسز سول نس - یہ تم نے ٹھیک کہا - خالی تھے تو وحشت سی معلوم ہوتی تھی -

سول نس - (بستہ بند کرکے اُٹھتا ہے اور اُس کے قریب آتا ہے) ایلن

اس کے بعد مجھ میں اور تم میں بہت اچھی طرح نبھ سکے گی - سب باتیں اطمینان بخش ہو جائیں گی - زندگی زیادہ دلچسپ ہو جائے گی ـــــ خصوصًا تمھارے لئے -

مسز سُول نس - (اس کی طرف دیکھ کر) اس کے بعد ؟

سُول نس - ہاں یقین جانو ایلن -

مسز سُول نس - تمھارا مطلب یہ ہے کہ ـــــ چونکہ وہ یہاں آگئی ہے -

سُول نس - (اپنے آپ کو روک کر) نہیں میرا مطلب یہ تھا کہ ـــــ جب ہم نئے مکان میں منتقل ہو جائیں گے تب سے -

مسز سُول نس - (اپنا لبادہ اٹھا کر) تمھارا یہ خیال ہے ہال وار؟ اس طرح اطمینان نصیب ہو جائے گا ؟

سُول نس - میں تو یہی سمجھتا ہوں - کیوں تمھارا بھی یہی خیال ہے نا ؟

مسز سُول نس - میں نے ابھی تک نئے مکان کے متعلق کچھ سوچا ہی نہیں -

سُول نس - (اُداس ہو کر) تمھاری زبان سے یہ سن کے مجھے تکلیف ہوتی ہے - کیونکہ تم جانتی ہو تمھاری ہی خاطر میں نے اس مکان کو بنوایا ہے - (اُسے لبادہ پہنانے میں مدد دینا چاہتا ہے)

مسز سُول نس - واقعہ یہ ہے کہ میری خاطر تم بہت کچھ کرتے ہو -

سُول نس - (کسی قدر گرمجوشی سے) نہیں نہیں ایلن یہ مت کہو - میں تمھاری زبان سے ایسی باتیں نہیں سُن سکتا -

مسز سُول نس - اچھا ہال وار یہ بات ہے تو میں نہ کہوں گی -

سُول نس - مگر میں نے جو کچھ کہا میں اُس پر قائم ہوں - تم اِس نئے مکان میں بہت راحت سے رہو گی -

مسز سُول نِس ۔ یا اللہ ــــ بہت راحت سے رہوں گی ــــ

سُول نِس ۔ (جوش سے) ہاں ــــ اس کا یقین رکھو۔ کیونکہ تم کو معلوم ہی وہاں بہت سی چیزیں تمھیں اپنے گھر کی یاد دلائیں گی ۔

مسز سُول نِس ۔ وہ گھر جو میرے ماں باپ کا تھا اور ــــ جو جل کر خاک میں مل گیا ۔

سُول نِس ۔ (پست آواز میں) ہاں ہاں ۔ میری بچاری ایلن تمھیں اُس کا صدمہ بہت سخت ہُوا تھا ۔

مسز سُول نِس ۔ (بے تاب ہو کر رنج کے لہجے میں) ہال وار تم جتنے مکان چاہو بناؤ ــــ مگر میرے لیے تم کوئی سچ مچ کا گھر نہیں بنا سکتے ۔

سُول نِس ۔ (کمرے کو طے کر کے) اچھا اب خدا کے لیے اس ذکر کو چھوڑ دو ۔

مسز سُول نِس ۔ یہ ذکر ہم میں آپس میں ہوتا بھی تو نہیں ہی ۔ کیونکہ جب کبھی موقع آ بھی جاتا ہی تو تم اس خیال کو اپنے سے دور کر دینا چاہتے ہو ــــ

سُول نِس ۔ (دفعتاً رُک کر اُس کی طرف دیکھنے لگتا ہی) ہاں مگر میں کیوں یہ کرتا ہوں ؟ کیوں اِس خیال کو اپنے سے دور رکھتا ہوں ؟

مسز سُول نِس ۔ ہال وار یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں تم ہمیشہ اسی فکر میں پریشان رہتے ہو کہ مجھے تکلیف نہ ہونے پائے ــــ تم میری ہر بات پر در گزر کر جاتے ہو ــــ جس حد تک تم سے ممکن ہوتا ہی ۔

سُول نِس ۔ (حیرت سے) تم ۔ تم ــــ ایلن کیا تم خود اپنے متعلق یہ کہہ رہی ہو ۔

مسز سُول نِس ۔ اپنے سوا اور کس کے متعلق کہتی ۔

سُول نِس ۔ (بلا اِرادہ اپنے آپ سے) یہ بھی ۔

مسز سُول نِس ۔ پرانے مکان کی حد تک تو یہ کہ مجھے اُس کا ایسا زیادہ قلق نہیں ۔ جب ایک بار تقدیر بگڑتی ہی تو ـــ پھر ـــ

سُول نِس ۔ ہاں یہ تم نے ٹھیک کہا ـــ بدقسمتی اپنا کام کر کے رہتی ہی ـــ مشہور مثل ہی ۔

مسز سُول نِس ۔ لیکن آگ لگ جانے کا جو نتیجہ ہُوا ـــ اُس کے بعد جو قیامت کے واقعات پیش آئے اُن واقعات نے غضب کر دیا ـــ اُنھیں نے اُنھیں نے ، اُنھیں نے ۔

سُول نِس ۔ (جوش سے) ایلن ان باتوں کو مت یاد کرو ۔

مسز سُول نِس ۔ آہ یہی تو وہ باتیں ہیں جو مجھے رہ رہ کے یاد آتی ہیں ۔ اور اب مجھ سے تحمّل نہیں ہو سکتا ۔ میں اُن کا ذکر ضرور کروں گی ۔ میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکتی ـــ

سُول نِس ۔ (تعجّب سے) اپنے آپ کو ۔

مسز سُول نِس ۔ ہاں کیونکہ میرے فرائض دوہرے تھے ـــ تمھارے متعلق اور بچوں کے متعلق ـــ مجھے چاہیئے تھا کہ میں اپنے دل کو مضبوط رکھتی ۔ اس قسم کے خوف کو ـــ یا مکان کے جل جانے کے رنج کو اپنے آپ پر قابو نہ پانے دیتی ۔ (ہاتھ مل کر) ہائے وا رکاش مجھ میں اتنی قوّت ہوتی ۔

سُول نِس ۔ (قریب آ کے متاثر ہو کر، نرمی سے) ایلن ـــ مجھ سے وعدہ کرو کہ تم ایسی باتیں نہ سوچا کرو گی ـــ مجھ سے وعدہ کرو ۔

مسز سُول نِس ۔ وعدہ ۔ وعدہ ۔ وعدہ کرنا تو بہت آسان ہی ۔

سُول نِس ۔ (کمرے میں ٹہلتے ہوئے) افوّہ کیا بے بسی ہی، بے بسی ۔

روشنی کی ایک کرن تک نہیں۔ روشنی کی ایک شعاع تک نہیں جو ہمارے گھر کو روشن کرسکے۔

مسز سُول نِس۔ ہال وار اِسے گھر نہیں کہتے۔

سُول نِس۔ ہاں۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔(افسردگی سے) خدا معلوم۔ ممکن ہی کہ تمھارا یہ خیال بھی صحیح ہو کہ نئے گھر میں ہمیں کوئی راحت نہ ملےگی۔

مسز سُول نِس۔ کوئی راحت نہ ملے گی۔ وہ بھی اسی طرح خالی خالی ـــ اسی طرح ویران معلوم ہوگا جیسے یہ مکان۔

سُول نِس۔ (جوش سے) پھر آخر ہم نے وہ مکان بنوایا کیوں؟ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو؟

مسز سُول نِس۔ نہیں تمہیں اپنے سوال کا خود جواب دینا پڑے گا۔

سُول نِس۔ (اس کی طرف شبہ کی نظروں سے دیکھ کر) ایلین تمھارے اس جملے کا کیا مطلب ہی؟

مسز سُول نِس۔ میرے اس جملے کا کیا مطلب ہی؟

سُول نِس۔ ہاں آخر کیا مطلب ہی؟ تم نے اِس قدر عجیب وغریب طور پر یہ جملہ کہا ـــ گویا اسکے اندر کچھ اور معنی پوشیدہ تھے۔

مسز سول نِس۔ نہیں۔ ہرگز نہیں میں تمھیں یقین دلاتی ہوں۔

سُول نِس۔ (قریب آکے بتاتی کیوں نہیں ہو؟ ـــ میں جانتا ہوں اور خوب جانتا ہوں۔ ایلین میرے بھی آنکھ کان ہیں ـــ اس کا خیال رکھو۔

مسز سُول نِس۔ کیا؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ کیا بات ہی؟۔

سُول نِس۔ (اُس کے بالکل مقابل کھڑے ہوکر) ہر معمولی سا معمولی لفظ جو میری زبان سے نکلتا ہی تم اس میں کوئی چھپے ہوئے پوشیدہ معنی نہیں

ڈھونڈھتی ہو؟

مسز سَول نِس - تم میرے متعلق یہ کہہ رہے ہو؟ میں ڈھونڈھتی ہوں؟

سَول نِس - (ہنستا ہی) ہو-ہو-ہو - ایلن یہ بالکل قدرتی امر ہی-جب کسی بیمار آدمی سے سابقہ ہوتا ہی تو -

مسز سَول نِس - (متردد ہوکر) بیمار؟ ہال وار کیا تم بیمار ہو؟

سَول نِس - (بگڑکر) نیم مجنون سہی یا پاگل - جو تمھارا جی چاہے مجھے کہہ لو-

مسز سَول نِس - (اندھوں کی طرح ایک کرسی ٹٹول کر اس پر بیٹھ جاتی ہی) ہال وار --- خدا کے لیے -

سَول نِس - مگر تم دونوں غلطی پر ہو- تم بھی اور ڈاکٹر بھی - ہرگز میری وہ حالت نہیں جو تم سمجھتی ہو- (کمرے میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہلتا ہی- مسز سَول نِس نگاہوں سے اُس کا تعاقب کرتی ہی- بالآخر وہ اس کے قریب جاتا ہی) حقیقت میں میں بالکل بیمار نہیں ہوں -

مسز سَول نِس - نہیں، بالکل نہیں - کیوں؟ مگر پھر کیا چیز تمھیں اِس قدر مضطرب رکھتی ہی؟

سَول نِس - محض یہ بات کہ میں اِس زبردست قرض کے بوجھ سے دبا جا رہا ہوں -

مسز سَول نِس - کیا کہا تم نے؟ قرض - مگر ہال وار تم تو کسی کے مقروض نہیں ہو؟

سَول نِس - (آہستہ سے، تأثر کے لہجے میں) مجھے تمھارا بے انتہا قرضہ ادا کرنا ہی- ایلن - تمھارا --- تمھارا --- تمھارا ---

مسز سُول نس - (آہستہ سے اُٹھ کر) تمھاری ان باتوں کی تہ میں کیا ہی ؟ تم مجھ سے کہہ کیوں نہیں دیتے -

سُول نس - اِس کی تہ میں کوئی بات نہیں - میں نے تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا - کم از کم عمداً اور ارادتاً نہیں پہنچایا - پھر بھی — پھر بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی کچل ڈالنے والا بوجھ مجھے دبائے ہوئے ہی، کچلے ہوے ہی-

مسز سُول نس - اور تم میرے مقروض ہو ؟

سُول نس - خصوصیت سے تمھارا -

مسز سُول نس - تو پھر — ہال وار معلوم ہوتا ہی کہ تم بیمار ہو -

سُول نس - (افسردگی سے) غالبًا میں بیمار ہوں — یا بیمار پڑنے کے قریب ہوں - (دائیں جانب کے دروازے کی طرف دیکھتا ہی جو اُس وقت کھلتا ہی) آہ اب وہ بار کچھ ہلکا معلوم ہو رہا ہی -

(ہلڈا وانگل اندر آتی ہی - اس کا لباس کچھ بدلا ہوا ہی - اور اب سایے کا دامن نیچا ہی) -

ہلڈا - صبح بخیر مسٹر سُول نس -

سُول نس - (سر کے اشارے سے سلام لے کے) آرام سے نیند آئی ؟ -

ہلڈا - بہت آرام سے - جیسے کوئی بچہ گھوارے میں سوتا ہی - کسی — کسی شہزادی کی طرح لیٹ کے پاؤں پھیلا کے -

سُول نس - (خفیف سی مُسکراہٹ کے ساتھ) بہرحال آرام سے سوئیں ؟ -

ہلڈا - ہاں میں یہی سمجھتی ہوں -

سُول نس - اور کچھ خواب بھی دیکھے -

ہلڈا - ہاں دیکھے - مگر بہت خوفناک -
سُول نس - اچھا ؟
ہلڈا - کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بڑی خوفناک، بلند، سیدھی چٹان پر سے نیچے گر رہی ہوں - آپ کو کبھی ایسے خواب نظر نہیں آئے -
سُول نس - ہاں کبھی کبھی -
ہلڈا - کیسی زبردست سنسنا دینے والی چیز تھی ـــ جب کوئی نیچے گرتا جائے ـــ گرتا جائے ـــ
سُول نس - بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ خون منجمد ہو گیا ہے -
ہلڈا - اور آپ جب کبھی اس طرح خواب میں گرنے لگتے ہیں تو کیا اپنے پاؤں سمیٹ لیتے ہیں ؟
سُول نس - ہاں جس قدر ممکن ہو سکتا ہے اُس قدر -
ہلڈا - میں بھی یہی کرتی ہوں -
مسز سُول نس - (اپنی چھتری اُٹھا کے) ہال وار مجھے اب ذرا ٹھہر جانا ہے - (ہلڈا سے) آپ کو جن ایک دو چیزوں کی ضرورت ہو وہ بھی لیتی آؤں گی،
ہلڈا - (اُس کے گلے میں باہیں ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے) میری اچھی، پیاری مسز سُول نس - آپ مجھ پر کس قدر مہربان ہیں ـــ
مسز سُول نس - (عذر کرتے ہوئے اپنے آپ کو چھڑا کے) نہیں، کوئی بات نہیں - یہ محض میرا فرض تھا، اور اس کو میں بہت خوشی سے انجام دوں گی -
ہلڈا - (خفا ہو کے منھ بنا کر) مگر اب تو میں اس حالت میں سڑک پر یوں بھی نکل سکتی ہوں نا ؟ ـــ اپنا لباس میں نے ٹھیک کر لیا ہے - کیوں

آپ کا کیا خیال ہے۔

مسنر سوول نس۔ سچ پوچھو تو میرے خیال میں لوگ ذرا گھور گھور کے دیکھیں گے۔

ہلڈا۔ (حقارت سے) اونہ بس یہی؟ اس میں تو مجھے لطف آتا ہے۔

سوول نس۔ (دبے ہوئے چڑچڑے پن سے) ہاں مگر بات یہ ہے کہ لوگ کہیں نہ خیال کریں کہ تم بھی پاگل ہو گئی ہو۔

ہلڈا۔ پاگل۔ تو کیا اس شہر میں پاگل بہت ہیں۔

سوول نس۔ (اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کرکے) بہرصورت ایک کو تو تم دیکھ ہی رہی ہو۔

ہلڈا۔ آپ — مسٹر سوول نس۔

مسنر سوول نس۔ دیکھو ہال وار ایسی باتیں زبان سے مت نکالو۔

سوول نس۔ تم نے اب تک اس کو محسوس نہیں کیا؟

ہلڈا۔ نہیں میں نے ہرگز محسوس نہیں کیا (کچھ سوچتی ہے اور آہستہ سے ہنستی ہے) پھر بھی شاید ایک بات میں۔

سوول نس۔ سنا تم نے ایلن؟

مسنر سوول نس۔ اور مس وانگل وہ ایک بات کیا تھی؟

ہلڈا۔ نہیں۔ میں نہ کہوں گی۔

سوول نس۔ کہو، کہو۔

ہلڈا۔ نہیں معاف کیجیے — میں اتنی پاگل نہیں ہوں۔

مسنر سوول نس۔ ہال وار مجھے یقین ہے کہ مس وانگل تنہائی میں تم سے ضرور کہیں گی۔

سُول نِس - اچھا ــــ تم سمجھتی ہو کہیں گی ؟
مسز سُول نِس - ہاں ہاں یقیناً ــــ کیونکہ تم ان کو پہلے سے جانتے ہو، جب وہ بالکل ذراسی تھیں ــــ تم نے مجھ سے یہی کہا تھا۔
(بائیں جانب کے دروازے سے باہر چلی جاتی ہی)
ہلڈا - (کچھ دیر ٹھہر کر) کیا آپ کی بیوی مجھے بالکل پسند نہیں کرتیں ؟۔
سُول نِس - کیوں کیا تمھیں کسی ایسی بات کا اندازہ ہوُا ؟
ہلڈا - کیوں کیا خود آپ کو اس کا اندازاہ نہیں ہوُا ؟
سُول نِس - (ٹالتے ہوے) اِدھر کئی سال سے ایلن اجنبیوں سے کچھ غیرمانوس سی ہوگئی ہی۔
ہلڈا - یہ بات ہی ؟
سُول نِس - لیکن اگر تم اس سے اچھی طرح واقف ہوجاؤگی تب معلوم ہوگا ــــ کہ وہ کِس قدر نیک ــــ کسی قدر با محبّت ــــ اور کتنی اچھی طبیعت رکھتی ہی۔
ہلڈا - (بے صبری سے) لیکن اگر اس میں یہ سب خوبیاں ہیں تو اُس نے وہ جملہ اپنے فرض کے متعلق کیوں کہا ؟
سُول نِس - اپنے فرض کے متعلق ؟
ہلڈا - اُس نے یہ کہا تھا کہ وہ بازار جاکے میرے لیے کچھ سامان خریدے گی کیونکہ یہ اس کا فرض ہی۔ اِس کریہہ، خوفناک لفظ کو میں برداشت نہیں کرسکتی۔
سُول نِس - کیوں ؟
ہلڈا - کچھ عجیب سرد، اور تیز چبھتا ہوا لفظ ہی۔ فرض ــ فرض ــ

فرض - کیوں آپ کا کیا خیال ہے آپ کو یہ لفظ چبھتا ہوا نہیں معلوم ہوتا؟

سُول نِس - ہُوں —— میں نے کبھی اس پر زیادہ غور نہیں کیا -

ہلڈا - ضرور چبھتا ہوا معلوم ہوتا ہے - اگر وہ اس قدر نیک ہے — جیسے کہ آپ نے کہا — تو پھر وہ اس طرح کیوں باتیں کرتی ہے -

سُول نِس - میرے خدا! تو پھر تم کیا چاہتی ہو کہ وہ کس طرح باتیں کرے؟

ہلڈا - وہ یہ کہہ سکتی تھی کہ وہ اس واسطے میرے لیے یہ سب کچھ خرید کر لائے گی کہ وہ مجھے بہت زیادہ چاہنے لگی ہے - وہ اِسی قسم کی کوئی بات کہہ سکتی تھی —— گرمجوشی اور اخلاص کی بات -

سُول نِس - (اُس کی طرف دیکھ کر) تم یہ چاہتی تھیں -

ہلڈا - ہاں بالکل یہی - کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگتی ہے - کتابوں کی الماری کے پاس ٹھہر جاتی ہے اور کتابوں کو دیکھتی ہے) آپ کے یہاں اتنی بہت سی کتابیں ہیں -

سُول نِس - ہاں میں نے جمع تو بہت سی کرلی ہیں -

ہلڈا - آپ اِن سب کو پڑھتے بھی ہیں ؟

سُول نِس - پہلے میں پڑھنے کی کوشش کیا کرتا تھا - تم کو پڑھنے کا شوق ہے ؟

ہلڈا - نہیں، بالکل نہیں - میں نے پڑھنا بالکل چھوڑ دیا - کیونکہ اس طرح پڑھنا کچھ عجب بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے -

سُول نِس - میرا بھی بالکل یہی حال ہے -

(ہلڈا اِدھر اُدھر گھومنے لگتی ہے - چھوٹی میز کے قریب ٹھہر جاتی ہے، بستہ کھولتی ہے اور اس کے اندر کا سامان الٹ پلٹ کر کے دیکھتی ہے)

ہلڈا۔ یہ سب نقشے آپ کے کھینچے ہوئے ہیں؟

سُولنس۔ نہیں یہ ایک نوجوان کے کھینچے ہوئے ہیں جس کو میں نے اپنے مددگار کی طور پر ملازم رکھا ہی۔

ہلڈا۔ اُس کو آپ ہی نے سِکھایا ہی؟

سُولنس۔ ہاں ہاں۔ بیشک اُس نے کچھ نہ کچھ مجھ سے بھی سیکھا ہی۔

ہلڈا۔(بیٹھ جاتی ہی) تب تو میں سمجھتی ہوں وہ کام میں بہت ہوشیار ہوگا۔(ایک نقشے کو دیکھ کر) ہے نا؟

سُولنس۔ میرے لیئے تو —— اور زیادہ بدتر ——

ہلڈا۔ ہاں ہاں —— مجھے یقین ہی، غضب کا ہوشیار آدمی ہی۔

سُولنس۔ کیا اِن نقشوں سے تمھیں اس کا اندازہ ہوتا ہی؟

ہلڈا۔ اوہنہ —— یہ نقشے۔ لیکن اُس نے اگر آپ سے سیکھا ہی تو ——

سُولنس۔ جہاں تک اِس کا تعلق ہی —— یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے مجھ سے کام سیکھا ہی، پھر بھی اُن کے لیے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔

ہلڈا۔ (اُس کی طرف دیکھ کر سر ہلاتی ہی) واللہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس قدر کُند ذہن کیوں ہیں؟

سُولنس۔ کند ذہن! کیا تم مجھے بہت کند ذہن سمجھتی ہو؟

ہلڈا۔ ہاں یقیناً سمجھتی ہوں، اگر آپ اِس طرح اطمینان سے اور سب لوگوں کو سِکھاتے پھرتے ہیں ——

سُولنس۔ (کسی قدر چونک کر) کیوں؟ کیوں نہیں؟

ہلڈا۔ (اُٹھ کر، کچھ سنجیدہ اور کچھ ہنستے ہوئے) نہیں مسٹر سالنس۔ اِس سے

کیا فائدہ۔ آپ کے سوا کسی اور کو تعمیر کی اجازت کیوں ہو؟ صرف آپ ہی تنہا
— خود اس کام کو کریں۔ آیا آپ کے خیال میں۔

سُول نِس۔ (بلا اِرادہ) ہلڈا —

ہلڈا۔ کیا؟

سُول نِس۔ یہ خیال تمہارے ذہن میں کیسے پیدا ہوُا؟

ہلڈا۔ کیا آپ کے خیال میں میری رائے بالکل غلط ہے۔

سُول نِس۔ نہیں یہ بات نہیں۔ مگر اب میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔

ہلڈا۔ کیا؟

سُول نِس۔ میں خود — تنہائی میں — اکیلا — مسلسل یہی سوچتا رہتا ہوں۔

ہلڈا۔ بالکل قدرتی چیز ہے۔

سُول نِس۔ شاید تم مجھ میں اس چیز کو محسوس بھی کر چکی ہو؟

ہلڈا۔ نہیں، میں نے محسوس تو نہیں کیا۔

سُول نِس۔ لیکن ابھی — جب تم نے یہ خیال ظاہر کیا تھا — کہ کم سے کم ایک چیز میں — تم نے کہا تھا کہ میرا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔

ہلڈا۔ اس وقت میں ایک بالکل دوسری بات سوچ رہی تھی۔

سُول نِس۔ کیا بات؟

ہلڈا۔ نہیں میں آپ سے نہ کہوں گی۔

سُول نِس۔ (کمرے کو طے کر کے) خیر جو تمہارا جی چاہے۔ (کھڑکی کے قریب ٹھہر کے) یہاں آؤ تو میں تمہیں ایک چیز دکھاؤں۔

ہلڈا ۔ (آگے بڑھ کے) کیا ؟

سولنس ۔ دیکھ رہی ہو ـــــ اُدھر باغ کے اندر ـــــ ؟

ہلڈا ۔ ہوں ؟

سولنس ۔ (اشارے سے) دیکھو جہاں سے پتھر نکالے جاتے ہیں اُس کے بالکل اوپر ۔

ہلڈا ۔ آپ اُس نئے مکان کو کہہ رہے ہیں ۔

سولنس ۔ ہاں وہی مکان ہے جو تعمیر کیا جا رہا ہے ۔ تقریباً مکمّل ہو چکا ہے ۔

ہلڈا ۔ اس کا مینار تو بہت بلند معلوم ہوتا ہے ۔

سولنس ۔ اور مچان تو اس سے بھی زیادہ اونچی ہے ۔

ہلڈا ۔ یہی آپ کا نیا مکان ہے ؟

سولنس ۔ ہاں ۔

ہلڈا ۔ اور اسی مکان میں آپ عنقریب منتقل ہونے والے ہیں ؟

سولنس ۔ ہاں ۔

ہلڈا ۔ اور اِس مکان میں بھی بچوں کے کمرے ہیں ؟

سولنس ۔ تین کمرے ، جیسے یہاں ہیں وہاں بھی ہیں ۔

ہلڈا ۔ مگر کوئی بچّہ نہیں ۔

سولنس ۔ ہے اور نہ کبھی ہوگا ۔

ہلڈا ۔ (زیر لب تبسم کے ساتھ) کیوں وہی بات ہے نا جو میں نے کہی تھی ـــــ ؟

سولنس ۔ کیا ـــــ ؟

ہلڈا ۔ کہ آپ کو کچھ ـــــ کچھ نہ کچھ جنون ضرور ہے ۔

سُول نِس ۔ کیا تم اِسی چیز کو سوچ رہی تھیں ؟
ہلڈا ۔ ہاں بچوں کے ان تمام خالی کمروں کے متعلق جن میں سے ایک میں میں سوئی تھی ۔
سُول نِس ۔ (آواز نیچی کر کے) ہمارے بھی بچّے تھے ـــــ میرے اور ایلِن کے ۔
ہلڈا ۔ (اس کی طرف دیکھ کے اشتیاق کے لہجے میں) تھے ـــــ ؟
سُول نِس ۔ دو چھوٹے چھوٹے بچّے ـــــ ایک ہی عمر کے ۔
ہلڈا ۔ یعنی توام بچّے ۔
سُول نِس ۔ ہاں توام ۔ اب تو گیارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔
ہلڈا ۔ اور وہ دونوں ـــــ ؟ کیا دونوں ضایع ہو گئے ۔
سُول نِس ۔ (بھرّائے ہوئے لہجے میں) صرف تین ہفتے وہ لڑکے زندہ رہے ۔ مشکل سے تین ہفتے تک (بے قابو ہو کر) ہلڈا میں تم سے کیا کہوں میرے لیے تمھارا آجانا کتنی بڑی نعمت ہے ۔ اب کم سے کم مجھے کوئی ایسا تو مل گیا جس سے دل کھول کر باتیں کر سکوں ۔
ہلڈا ۔ تو کیا آپ ان سے ـــــ اپنی بیوی سے بھی دل کھول کر باتیں نہیں کر سکتے تھے ؟
سُول نِس ۔ نہیں یہ باتیں نہیں کر سکتا تھا ۔ میں جس طرح باتیں کرنا چاہتا تھا ، باتوں کی جو خواہش مجھ میں تھی میں اس کو پورا نہیں کر سکتا تھا ۔ (افسردگی سے) اور بھی بہت چیزوں کے متعلق میں اس سے کچھ نہیں کہہ سکتا ۔
ہلڈا ۔ (پست آواز میں) آپ نے یہ جو کہا تھا کہ آپ کو میری مدد کی ضرورت ہوگی تو کیا اس کا محض یہی مطلب تھا ۔

سُول نِس۔ زیادہ تر میرا یہی مطلب تھا ــــ کم از کم کل ۔ آج کی نسبت میں یقین سے نہیں کہہ سکتا ــــ (رک کر) آؤ ہلڈا یہاں بیٹھ جاؤ۔ اِدھر صوفے پر بیٹھ جاؤ تاکہ باغ بھی تمھیں نظر آتا رہے۔ (ہلڈا صوفے کے ایک کونے پر بیٹھ جاتی سُول نِس اُس کے قریب کرسی کھینچتا ہی) کیا تم ان واقعات کو سُنو گی ؟

ہلڈا۔ بڑی خوشی سے میں بیٹھ کے آپ کی باتیں سنوں گی۔

سُول نِس۔ (بیٹھ جاتا ہی) اچھّا تو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔

ہلڈا۔ مسٹر سُول نِس یہاں سے میں آپ کو بھی دیکھ سکتی ہوں اور باغ کو بھی۔ ہاں اب بیان کیجیے۔ کہیے۔

سُول نِس۔ (کھڑکی کی طرف) اُدھر باہر اونچائی پر ــــ جہاں تم کو نیا مکان نظر آرہا ہی۔

ہلڈا۔ ہاں

سُول نِس۔ میں نے اور ایلن نے شادی ہونے کے بعد ابتدائی چند سال وہیں گزارے۔ وہاں پہلے ایک پُرانا مکان تھا جو اس کی والدہ سے ہم کو وراثت میں مِلا تھا؟ اور اُس کے ساتھ یہ پورا باغ بھی شامل تھا۔

ہلڈا۔ کیا اُس مکان میں بھی کوئی مینار تھا؟

سُول نِس۔ نہیں۔ مینار وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ باہر سے وہ محض لکڑی کا ایک بڑا سا، تاریک، بدشکل ڈبہ معلوم ہوتا تھا۔ پھر بھی اندر بہت آرام دہ رہنے کے قابل مکان تھا۔

ہلڈا۔ تو کیا آپ نے وہ پُرانی دقیانوسی عمارت ڈھادی۔

سُول نِس۔ نہیں اُس میں آگ لگ گئی۔

ہلڈا - پورا مکان جل گیا؟

سُول نس - پورا -

ہلڈا - آپ کو بہت سخت نقصان پہنچا ہوگا ؟

سُول نس - اِس کا دارومدار اِنسان کے اپنے نقطۂ نظر پر ہے - مگر ایک معمار کی حیثیت سے یہی آگ میری ترقی کا باعث بن گئی ——

ہلڈا - ہاں لیکن —— ؟

سُول نس - یہ دونوں بچوّں کے پیدا ہونے کے بالکل بعد کا واقعہ ہے -

ہلڈا - اُن دونوں بچارے بچوّں کے پیدا ہونے کے بعد کا -

سُول نس - جب وہ پیدا ہوئے تو بہت تندرست تھے - اور جیسے جیسے بڑھتے جاتے تھے اور زیادہ تندرست و توانا معلوم ہوتے تھے —— ہر روز یہ فرق صاف محسوس ہوتا تھا -

ہلڈا - بچّے بالکل شروع میں جلدی جلدی بڑھتے ہیں -

سُول نس - ایلن جب ان دو بچوّں کو اپنے بازوؤں میں لے کے لیٹتی تو دنیا بھر کی ہر چیز سے بھلی لگتی تھی —— مگر پھر وہ رات آئی جس میں آگ لگی تھی -

ہلڈا - (جوش کے عالم میں) پھر کیا ہُوا - کہیئے کوئی جلا تو نہیں -

سُول نس - نہیں جلا تو نہیں ہر فرد مکان سے صحیح وسلامت باہر نکلا -

ہلڈا - پھر؟ پھر کیا ہُوا -

سُول نس - لیکن اِس خوف سے ایلن کے دل پر دہشت سی طاری ہوگئی - خوف - خبردار کرنے کی گھنٹی - بچ کر بھاگنے کی گڑگڑ —— اور پھر رات کی ہوا جو برف کی طرح سرد تھی —— جس حالت میں وہ اور بچّے لیٹے ہوئے تھے —— ویسے ہی اٹھا کر وہ باہر پہنچائے گئے -

ہلڈا۔ کیا اسی چیز نے بچوں کا کام تمام کر دیا ؟

سُول نیس۔ نہیں اس چیز کو تو انھوں نے برداشت کر لیا۔ مگر ایلین کو بخار آگیا اور اس کا اثر دودھ پر پڑا۔ وہ اِس بات پر مُصِر تھی کہ بچّوں کو خود دودھ پلائے۔ کہتی تھی کہ یہ میرا فرض ہے۔ ہمارے دونوں ننھے ـــ وہ ـــ (اپنے ہاتھوں کو مضبوط جکڑ کے) ـــ وہ ـــ اف

ہلڈا ۔ وہ اس کی تاب نہ لا سکے ۔

سُول نیس۔ ہاں اِس چیز کی وہ تاب نہ لا سکے ۔اِس طرح ان کا کام تمام ہو گیا۔

ہلڈا۔ آپ کو بہت سخت صدمہ ہوا ہوگا۔

سُول نیس۔ مجھے تو بہت صدمہ ہُوا۔ مگر مجھ سے دس گنا زیادہ صدمہ ایلن کو ہوا۔ (دبے ہوئے غصّے میں ہاتھ باندھ کے) آہ دنیا میں اِس قسم کے واقعات کیوں پیش آتے ہیں۔ (اختصار اور ضبط کے ساتھ) جس دِن بچّے ضایع ہوئے اُس دِن سے میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ کلیسا تعمیر کروں۔

ہلڈا۔ تو آپ نے ہمارے قصبے کے کلیسا کا مینار باوِلِ ناخواستہ تعمیر کیا تھا ؟

سُول نیس ۔ ہاں اپنی مرضی کے خلاف۔ مجھے یاد ہے جب وہ بن چکا تو میں نے بہت فراغت اور آزادی محسوس کی ۔

ہلڈا۔ میں یہ بھی جانتی ہوں۔

سُول نیس ۔ اور اب میں کبھی ـــ کبھی بھی اس قسم کی کوئی چیز نہیں بناؤں گا۔ نہ کلیسا اور نہ کلیسا کے مینار۔

ہلڈا۔ (آہستہ سے سر ہلا کر) لوگوں کے لیے رہنے کے مکانوں کے سوا

اور کچھ نہیں۔

سُول نِس۔ ہاں ہلڈا صِرف انسانوں کے رہنے کے مکان۔

ہلڈا۔ مگر ایسے مکان جن کے اونچے اونچے مینار اور کلس ہوں۔

سُول نِس۔ اگر ممکن ہو سکے تو۔ (ذرا شگفتہ لہجے میں) لیکن، جیسے کہ میں کہہ رہا تھا۔ یہ آگ میری ترقی کا باعث ہوئی۔ یعنی ایک معمار کی حیثیت سے ـــــ محض آگ کے طفیل میں نے پورے باغ کو کئی مکانوں کے رقبے میں تقسیم کیا۔ اور اپنی مرضی کے مطابق مکانات بنوائے۔ اس طرح آناً فاناً میں سب سے بڑھ گیا۔

ہلڈا۔ اِن حالات میں تو آپ کی زندگی بہت بامسرّت زندگی ہو گی۔

سُول نِس۔ افسردگی سے) بامسرّت؟ اور سب لوگوں کی طرح ـــــ تم بھی یہی کہتی ہو؟

ہلڈا۔ ہاں میں تو سمجھتی ہوں آپ کی زندگی کو بہت بامسرّت ہونا چاہیئے ـــــ صِرف یہ کہ آپ اِن دونوں بچّوں کی یاد ترک کر دیں۔

سُول نِس۔ (آہستہ سے) دونوں بچے۔ ہلڈا ان کو بھول جانا ایسا سہل نہیں۔

ہلڈا۔ (کسی قدر شک کے ساتھ) کیا اب بھی آپ کو ان کا بہت قلق ہے۔ اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی؟

سُول نِس۔ (جواب دیے بغیر، نظر جما کر اُسے دیکھتے ہوئے) کیا کہا تم نے۔ بامسرّت زندگی؟

ہلڈا۔ ہاں کیا دوسرے تمام امور کے لحاظ سے آپ کی زندگی بامسرّت نہیں؟

سُول نِس۔ (اس کی طرف اسی طرح دیکھتے ہوئے) میں نے جب تم سے آگ لگ جانے کے متعلق یہ سب کہا تھا ـــــ تو ـــــ

ہلڈا۔ تو؟

سُول نس ۔ تو کیا محض ایک ہی خاص خیال —— تمہارے ذہن میں نہیں پیدا ہوا۔

ہلڈا ۔ (بے نیتجہ غور کے بعد) نہیں ۔ ایسا کون بے خیال ہو سکتا ہے؟

سُول نس ۔ (جوش کو دبا کر) محض اور صرف اُس آگ کی وجہ سے مجھے بنی نوع انسان کے لئے گھر بنانے کا موقع ملا۔ نفیس، آرام دہ کھلے ہوئے مکانات جہاں ماں، باپ اور بچّوں کی فوج امن سے، خوشی سے رہ سکے اور یہ محسوس کرے کہ زندگی کتنی بڑی نعمت ہے —— اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک دوسرے کا ہر بڑے یا چھوٹے معاملے میں شریک ہو سکے۔

ہلڈا ۔ (گرمجوشی سے) ہاں اور کیا یہ چیز آپ کی مسرّت کا باعث نہیں ہے کہ آپ اتنے پیارے پیارے مکان بنا سکے؟

سُول نس ۔ مگر اس کی قیمت ہلڈا ۔ یہ موقع جو مجھے ملا اس کی مجھے کتنی خوفناک قیمت ادا کرنی پڑی۔

ہلڈا ۔ کیا آپ کبھی اس کو فراموش نہ کر سکیں گے۔

سُول نس ۔ نہیں —— اِس لیے کہ میں دوسروں کے لیے مکان بنا سکوں۔ مجھے اس گھر سے جو میرا اپنا ہوتا —— ہاتھ دھونا پڑا —— ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھونا پڑا۔ یعنی اس مکان سے جو —— بچّوں کی فوج کے لیے —— اور ماں باپ کے لیے تھا۔

ہلڈا ۔ (محتاط لہجے میں) مگر کیا یہ ضروری تھا؟ ہمیشہ کے لیے کیوں ہاتھ دھونا پڑا؟

سُول نس ۔ (آہستہ سے سر ہلا کر) یہ اس مسرت کی قیمت تھی جو سب لوگ کہتے ہیں کہ مجھے حاصل ہے۔ (دِقّت سے سانس لے کر) یہ مسرّت —— یہ مسرّت ہلڈا،

اس سے کم قیمت پر دستیاب نہ ہوسکتی تھی۔

ہلڈا۔ (پہلے کی طرح) اب بھی ممکن ہو کوئی صورت نکل آئے۔

سُول نس۔ اِس دنیا میں تو یہ ناممکن ہو — ناممکن۔ یہ بھی اس آتشزدگی کا نتیجہ ہو — اور اس کے بعد ایلین کی علالت کا۔

ہلڈا۔ (اس کی طرف ایک ناقابل بیان انداز سے دیکھتی ہو) پھر بھی آپ نے بچوں کے لیے اتنے کمرے بنوائے ہیں؟

سُول نس۔ (سنجیدگی سے) ہلڈا کیا تمھیں کبھی اس کا اندازہ نہیں ہوا ہو کہ ناممکن — کس طرح ناممکن ہم کو اشاروں سے بلاتا اور چیخ چیخ کے مخاطب کرتا ہو۔

ہلڈا۔ (سوچ کے) ناممکن؟ (زندہ دِلی سے) ہاں ہاں۔ تو آپ بھی یہی محسوس کرتے ہیں۔

سُول نس۔ ہاں یہی محسوس کرتا ہوں۔

ہلڈا۔ تب تو لازمی طور پر — آپ میں بھی دیو کا کچھ جزو شامل ہو۔

سول نس۔ دیو کا جزو کیوں؟

ہلڈا۔ پھر آپ اس کو کیا کہیں گے؟

سُول نس۔ (اُٹھ کر) ہاں، ہاں۔ ممکن ہو تم ٹھیک کہتی ہو۔ (جوش سے) مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ میں دیو نہ بنتا جبکہ ہر ہر موقع پر — ہر موقع پر یہی خیال میرے ساتھ لگا ہوا ہو۔

ہلڈا۔ اس کا کیا مطلب ہو؟

سُول نس۔ (آہستہ سے قلبی تاثر کے ساتھ) ہلڈا میں تم سے جو کہہ رہا ہوں سُنو۔ میں جو کچھ کرسکا، بنا سکا، تخلیق کرسکا — یہ تمام حُسن، امن و امان،

خوشگوار آرام ـــ اور یہ شان و شوکت ـــ (ہاتھ باندھ کے) اس کا خیال ہی کس قدر خوفناک ہی۔

ہلڈا ۔ کس چیز کا خیال بہت خوفناک ہی۔

سُول نِس ۔ جو کچھ میں نے بنایا مجھے اس کا معاوضہ دینا پڑا، قیمت ادا کرنی پڑی ـــ روپے پیسے کی صورت میں نہیں بلکہ اِنسانی مسرّت کی شکل میں۔ صِرف اپنی ہی مسرّت نہیں، دوسروں کی مسرت بھی ۔ سمجھیں تم ہلڈا ؟ ۔ اپنے فن میں مشہور ہونے کے لیے مجھے ـــ اور دوسروں کو کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی ۔ ہر روز میں یہ دیکھتا ہوں کہ میرے لیے یہ قیمت ازسرِنو ادا کی جاتی ہی۔ ازسرِنو ـــ ازسرِنو ـــ بار بار ازسرِنو۔

ہلڈا ۔ (اُٹھتی ہی اور اس کی طرف نظر جما کر دیکھتی ہی) میں سمجھتی ہوں کہ آپ اپنی ـــ اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔

سُول نِس ۔ ہاں خصوصیت سے ایلین کی طرف ـــ کیونکہ زندگی میں میری طرح ایلین کا بھی ایک نصب العین تھا ۔ اس کی آواز کانپ جاتی ہی) مگر اس کا نصب العین کچل ڈالا گیا، پاش پاش کر دیا گیا، ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ تاکہ میرا نصب العین آگے بڑھ کر ـــ بہت کامیاب ہو سکے ۔ تم کو معلوم ہی ایلین میں بھی تعمیر کی صلاحیت موجود تھی ۔

ہلڈا ۔ اس میں تعمیر کی ـــ ؟

سُول نِس ۔ (سر ہلا کر) مکانوں اور میناروں کی تعمیر کی نہیں ـــ ان چیزوں کی نہیں جو میں تعمیر کرتا ہوں ۔

ہلڈا ۔ پھر کن چیزوں کی ؟

سُول نِس ۔ (تاثّر کے لہجے میں آہستہ سے) بچّوں کی جانوں کی تعمیر کی

صلاحیت ۔ بچّوں کی جانوں کو مکمّل توازن کے ساتھ حسین اور نفیس شکلوں میں ڈھالنے کی صلاحیت ۔ تاکہ ان میں پرواز کی وہ قوّت پیدا ہو جائے کہ وہ بڑھ کر مکمّل اور پختہ انسانی روحیں بن جائیں ، ایلن میں یہ صلاحیت تھی ۔ اور اب وہ اس طرح بیکار ہوگئی ہے ـــــ بے مصرف اور ہمیشہ کے لیے بے مصرف ـــــ دنیا میں ہر ایک کے لیے بالکل بے کار ـــــ جس طرح آگ کے بعد راکھ کا ڈھیر باقی رہ جاتا ہے ۔

ہلڈا ۔ لیکن اگر یہ بات ہوتی بھی تو ـــــ ؟

سُول نس ۔ یہی بات ہے ۔ یہی بات ہے ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں ۔

ہلڈا ۔ خیر بہرحال اس میں آپ کا کیا قصور ہے ۔

سُول نس ۔ (اس پر نظر جما کے آہستہ سے سر ہلا کے) یہی تو وہ زبردست دہشت ناک سوال ہے ۔ یہی تو وہ شک ہے جو مجھے کھائے جا رہا ہے ـــــ رات اور دن ۔

ہلڈا ۔ یہ ؟

سُول نس ۔ یہی ۔ فرض کرو کہ ایک لحاظ سے ـــــ میری ہی غلطی سے یہ ہوا ۔

ہلڈا ۔ آپ کی غلطی سے ۔ آتش زدگی ؟ . . .

سُول نس ۔ ہاں یہ سب ۔ سارا ہنگامہ ۔ پھر بھی ممکن ہے ـــــ کہ اس کی ذمّہ داری مجھ پر نہ عاید ہوتی ہو ۔

ہلڈا ۔ (اس کی طرف دیکھتی ہے ۔ چہرے پر پریشانی کے آثار ہیں) مسٹر سُول نس ۔ آپ جب اس قسم کی باتیں کرنے لگتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ ضرور ـــــ بیمار ہیں ۔

سُول نِس ۔ ہوں مجھے یقین ہے اس معاملے کی حد تک کبھی بھی میرا دل و دماغ صحت سے کام نہیں کرے گا ۔

(راگنار بروِک بہت احتیاط سے بائیں کونے کا چھوٹا سا دروازہ کھولتا ہے ۔ ہلڈا سامنے آجاتی ہے)

راگنار ۔ (ہلڈا کو دیکھ کر) اوہ ۔ مسٹر سُول نِس میں معافی چاہتا ہوں ـــ (ہٹ جانا چاہتا ہے)

سُول نِس ۔ نہیں نہیں ۔ جاؤ مت ۔ بہتر یہ ہے کہ اسی وقت تصفیہ ہو جائے ۔

راگنار ۔ جی ہاں ۔ بشرطیکہ ہو سکے ۔

سُول نِس ۔ میں نے سنا کہ تمہارے والد کی طبیعت بدستور خراب ہے ۔

راگنار ۔ ابّا جان کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے ـــ اور میں آپ سے یہی درخواست اور التجا کرنے آیا ہوں کہ میرے کسی نقشے کی تعریف میں کچھ الفاظ لکھ دیجیے ۔ تاکہ جیتے جی ابّا جان ان کو پڑھ کے ـــ

سُول نِس ۔ (زور سے) تمہارے ان نقشوں کے متعلق میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا ۔

راگنار ۔ آپ نے ان کو ملاحظہ کیا ؟

سُول نِس ۔ ہاں ـــ کیا

راگنار ۔ اور وہ کسی کام کے نہیں تھے ؟ میں بھی کسی کام کا نہیں ہوں ؟

سُول نِس ۔ (ٹال کر) یہیں میرے ساتھ رہو ۔ ہر بات تمہاری مرضی کے مطابق ہوگی تم کایا سے شادی کر سکو گے ، اطمینان سے رہ سکو گے ـــ اور ممکن ہے تمہاری زندگی بہت آرام سے بسر ہو ۔ صرف یہ کہ تعمیر کا علیحدہ

ذاتی کاروبار کرنے کا خیال چھوڑ دو۔

راگنار۔ خیر خیر۔ مجھے گھر جا کے ابا جان سے کہنا ہے کہ آپ نے کیا جواب دیا — میں نے اُن سے اس کا وعدہ کیا تھا — تو کیا میں — ان کے دم نکلنے سے پہلے — آپ کا یہی جواب انھیں جا کے سُنادوں ؟

سُول نِس۔ (گہری سانس لے کر) جو تمھارا جی چاہے جا کے — جا کے کہدو — مگر بہتر تو یہی ہے کہ کچھ بھی نہ کہو (دفعتاً آپے سے باہر ہو کر) راگنار اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔

راگنار۔ کم سے کم نقشے مجھے واپس تو کر دیجئے۔

سُول نِس۔ ہاں ہاں شوق سے واپس لے جاؤ۔ دیکھو وہاں میز پہ رکھے ہوئے ہیں۔

راگنار۔ (میز کے قریب جا کے) شکریہ۔

ہلڈا۔ (بستے پر ہاتھ رکھ کے) نہیں، نہیں اِن کو یہیں رہنے دیجئے۔

سُول نِس۔ کیوں ؟

ہلڈا۔ میں ذرا ان کو دیکھنا چاہتی ہوں۔

سُول نِس۔ مگر تم دیکھ تو رہی تھیں — (راگنار سے) اچھا تو پھر ان کو یہیں رہنے دو۔

راگنار۔ بہت بہتر۔

سُول نِس۔ اور فوراً گھر اپنے والد کے پاس واپس جاؤ۔

راگنار۔ جی ہاں مجھے جانا ہی پڑے گا۔

سُول نِس۔ (آپے سے باہر ہو کے) راگنار — ایسی بات پر اصرار مت کرو جو میری طاقت سے باہر ہے۔ سُنا تم نے راگنار؟ تم کو اصرار نہ کرنا چاہیئے۔

راگنار - نہیں نہیں - میں معافی چاہتا ہوں ——
(سر خم کر کے کونے کے دروازے سے چلا جاتا ہی۔ ہلڈا جا کے آئینے کے قریب کی کرسی پر بیٹھ جاتی ہی)

ہلڈا - (غصّے سے سُول نِس کی طرف دیکھ کر) یہ آپ نے بڑی واہیات حرکت کی۔

سُول نِس - تمھارا بھی یہی خیال ہی ؟

ہلڈا - انتہائی واہیات حرکت تھی —— اور بہت بُری، اور سخت، اور سنگدلی کی حرکت ۔

سُول نِس - تم نے میری حالت کا اندازہ نہیں کیا ۔

ہلڈا - کچھ بھی سہی —— مگر آپ کو یہ نہ کرنا چاہیئے تھا ۔

سُول نِس - ابھی ابھی خود تم نے کہا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو تعمیر کی اجازت نہ ہونی چاہیئے ۔

ہلڈا - میں اگر اس قسم کی بات کہوں تو کوئی ہرج نہیں —— مگر آپ کو نہ کہنا چاہیے ۔

سُول نِس - مجھے تو سب سے زیادہ کہنا چاہیے کیونکہ میں نے اِس درجے تک پہنچنے میں بہت سی مصیبتیں جھیلی ہیں ۔

ہلڈا - جی ہاں —— اُسی چیز سے نا جس کو آپ گھر کا آرام کہہ رہے تھے —— اور اسی قسم کی تمام چیزوں سے ۔

سُول نِس - اور اس کے علاوہ اپنا اطمینان قلب بھی نذر کیا ہی ۔

ہلڈا - (اُٹھ کر) اطمینانِ قلب ؟ (تاثر سے) ہاں، ہاں یہ آپ نے ٹھیک کہا ۔ بچارے مسٹر سُول نِس ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ——

سُول نس ۔ (آہستہ سے خاموش ہنسی کے ساتھ) ہلڈا بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے ایک بڑے مزے کی بات کہتا ہوں ۔

ہلڈا ۔ (بیٹھ کر گہری دلچسپی سے) کیا ؟

سُول نس ۔ کچھ عجیب ، معمولی سی مضحکہ خیز بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ پورے قصّے کا دارومدار چمنی (دُود کش) کی ایک ذراسی دراز پر ہے ۔

ہلڈا ۔ بس اتنی سی چیز پر ؟

سُول نس ۔ نہیں شروع سے سُنو ۔

(اپنی کرسی ہلڈا کے قریب کھینچ کے بیٹھ جاتا ہے)

ہلڈا ۔ (بیقراری سے اپنے گھٹنے پر آہستہ آہستہ ہاتھ مارتے ہوئے) ہاں چمنی کی دراز کا کیا قصّہ تھا ؟

سُول نس ۔ میں نے آگ لگنے سے بہت پہلے دود دان کی اس دراز کو دیکھ لیا تھا ۔ میں جب اس کمرے میں داخل ہوتا تو دیکھ لیتا کہ یہ دراز اسی طرح موجود ہے ۔

ہلڈا ۔ اور وہ اسی طرح موجود رہی ؟

سُول نس ۔ ہاں کیونکہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہوا تھا ۔

ہلڈا ۔ اور آپ نے کسی سے کچھ نہیں کہا ؟

سُول نس ۔ کچھ نہیں ۔

ہلڈا ۔ اور نہ دُود کش کی مرمّت کا ارادہ کیا ؟

سُول نس ۔ نہیں ، ارادہ تو کیا ـــــ مگر اس سے زیادہ کچھ نہیں ۔ ہر مرتبہ جب میں کام شروع کرانے کا ارادہ کرتا تو معلوم ہوتا کوئی میرا ہاتھ پکڑ کے روک رہا ہے ۔ روز سوچتا تھا آج نہیں ، کل ۔ بہر حال اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔

ہلڈا ۔ لیکن آپ اس طرح ملتوی کیوں کرتے رہے ؟

سُول نِس ۔ کیونکہ میرے ذہن میں ایک خیال برابر گھوم رہا تھا ۔ (آہستہ سے پست آواز میں) چمنی کی اس چھوٹی سی سیاہ دراز سے ــــ ممکن تھا کہ ایک معمار کی حیثیت سے میری ترقی کا راستہ نکل آئے ۔

ہلڈا ۔ (اپنے بالکل سامنے دیکھتے ہوے) بڑا ہی سنسنی خیز خیال تھا ۔

سُول نِس ۔ بہت دلکش ــــ انتہائی دلکش ۔ پہلے یہ مجھے بہت معمولی اور سیدھی سادی سی بات معلوم ہوتی تھی ۔ میں سوچتا تھا کہ جاڑے کے زمانے میں یہ واقعہ پیش آئے گا ۔ دوپہر سے کچھ پہلے میں ایلین کو گاڑی میں لے کے تفریح کے لیے باہر جاؤں گا ۔ گھر میں ملازمین آتشدان میں بہت تیز آگ جلائیں گے ۔

ہلڈا ۔ کیونکہ اُس دن سردی بہت زیادہ ہونے والی ہوگی ۔

سُول نِس ۔ ہاں کڑاکے کی سردی ــــ اور ملازمین اِسی وجہ سے تیز آگ جلائیں گے کہ جب ایلین گھر واپس آئے تو خوب آرام دہ گرمی ہو ۔

ہلڈا ۔ میں سمجھتی ہوں فطرتاً بھی وہ بہت سرد ہے ۔

سُول نِس ۔ ہاں ہے ۔ اور جب ہم گھر واپس ہوں تو ہمیں دھواں اُٹھتا ہوا نظر آئے ۔

ہلڈا ۔ صرف دھواں ؟

سُول نِس ۔ پہلے دھواں ۔ پھر جب ہم باغ کے دروازے تک پہنچیں تو پورا دقیانوسی لکڑی کا ڈبہ شعلوں میں لپٹا ہوا نظر آئے ــــ میں چاہتا تھا کہ یہ واقعہ اسی طرح پیش آئے ۔ سمجھیں ۔

ہلڈا ۔ پھر آخر کیوں ــــ کیوں یہ واقعہ اس طرح پیش نہیں آیا ۔

سُول نِس ۔ جو تمہارا جی چاہے کہہ لو ہلڈا ۔

ہلڈا - مسٹر سول نس ذرا سنیے - آپ کو کامل یقین ہے کہ چمنی کی اس چھوٹی سی دراز کی وجہ سے آگ لگ گئی -

سول نس - نہیں، برخلاف اس کے ــــ مجھے کامل یقین ہے کہ اس دراز کا آگ لگ جانے سے کوئی تعلق نہیں تھا -

ہلڈا - کیا ؟

سول نس - یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ کپڑوں کی ایک الماری سے آگ پھیلی ــــ مکان کے بالکل دوسرے حصّے میں -

ہلڈا - تو چمنی کی اس دراز کے متعلق آپ اتنی دیر سے کیا واہی تباہی بک رہے ہیں -

سول نس - ہلڈا - میں جو کچھ کہ رہا ہوں، سننا ہے تو سنو -

ہلڈا - ہاں مگر ذرا سمجھ کے باتیں کیجیے ــــ

سول نس - میں اس کی کوشش کروں گا - (اپنی کرسی اور زیادہ قریب کھینچ لیتا ہے) -

ہلڈا - تو پھر کہ ڈالیے مسٹر سول نس -

سول نس - (رازداری کے لہجے میں) ہلڈا کیا تم کو میرے اس خیال سے اتفاق ہے کہ دنیا میں کچھ خاص، منتخب لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن میں کسی چیز کو طلب کرنے کی، خواہش کرنے کی، حاصل کرنے کی، طاقت اور ذہنی قوّت ــــ اس قدر زبردست اور اٹل ہوتی ہے ــــ کہ وہ جو چاہتے ہیں ہو کر رہتا ہے - کیا تم اس کی قائل ہو؟

ہلڈا - (جس کی آنکھوں میں ایک ناقابلِ بیان جھلک پیدا ہو جاتی ہے) اگر یہی بات ہے تو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ میں بھی اُنھیں خاص لوگوں میں

ہوں کہ نہیں۔

سُول نِس ۔ صرف آدمی کی ذات ہی اتنے بڑے بڑے کاموں کو پورا کرانے کے لیے کافی نہیں۔ موکلوں اور فرمانبرداروں کی بھی ضرورت ہے ــــ تب کہیں جاکر مطلب حاصل ہوتا ہے ــــ مگر وہ بھی آسانی سے نہیں ملتے۔ ان کو بھی زبردست اور اٹل قُوّتِ ارادی سے بلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہلڈا ۔ یہ موکّل اور فرمانبردار کون ہیں ؟

سُول نِس ۔ خیر ان کا ذکر پھر کبھی کریں گے۔ فی الحال صرف آگ کا قصّہ ختم ہونے دو۔

ہلڈا ۔ تو کیا آپ کے خیال میں خود بخود ــــ اگر آپ کی خواہش نہ ہوتی تو ــــ آگ نہیں لگ سکتی تھی ؟۔

سُول نِس ۔ اگر بڈھے کنوٹ بروِک کا مکان ہوتا تو اس کی کاربرآری کے لیے یوں نہ جلتا۔ مجھے اس کا یقین ہے کیونکہ اُسے نہ موکلوں کو بلانا آتا ہے نہ فرمانبرداروں کو ــــ تو سمجھیں تم ہلڈا ــــ یہ میری ہی غلطی تھی کہ دونوں بچّوں کی جانیں قربان ہوئیں۔ اور کیا یہ محض میری ہی غلطی کا نتیجہ نہیں ہے کہ ایلن جیسی بن سکتی تھی، جو بننا چاہتی تھی، جو بننے کی متمنی تھی، نہ بن سکی ؟

ہلڈا ۔ ہاں لیکن اگر یہ سب موکلوں اور فرمانبرداروں کی کارستانی ہے تو ــــ

سُول نِس ۔ موکّلوں اور فرمانبرداروں کو کس نے بلایا ؟ میں نے اور انھوں نے آکے میرے حکم کی تعمیل کی۔ (بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ) یہی وہ چیز ہے جس کو لوگ قسمت کی یاوری کہتے ہیں۔ لیکن میں تمھیں بتاتا ہوں کہ یہ خوش قسمتی کیسی معلوم ہوتی ہے۔ یہ میرے سینے پر بہت بڑے زخم کی طرح ہے۔ اور میرے موکّل اور فرمانبردار دوسروں کی کھال اُدھیڑتے رہتے ہیں کہ میرے زخم کو سی سکیں ــــ مگر زخم

ابھی تک اچھا نہیں ہُوا ـــــ اور نہ ہوگا، نہ ہوگا ۔ کاش تم کو معلوم ہوتا کبھی کبھی اس میں کیسی جلن اور سوزش ہوتی ہے۔

ہلڈا ۔ (اس کی طرف توجہ سے دیکھ کر) آپ بیمار ہیں مسٹر سُول نس ـــــ میں سمجھتی ہوں بہت زیادہ بیمار ۔

سُول نس ۔ کہہ کیوں نہیں دیتی ہو کہ پاگل ہوں ۔ تمھارا مطلب تو یہی ہے ۔

ہلڈا ۔ نہیں میرے خیال میں آپ کے دماغ میں تو زیادہ فتور نہیں ۔

سُول نس ۔ پھر کس چیز میں فتور ہے؟ کہتی کیوں نہیں ہو؟

ہلڈا ۔ دنیا میں آپ ذرا کمزور ضمیر کے پیدا ہوئے ہیں ۔

سُول نس ۔ کمزور ضمیر؟ یہ کیا لغویت ہے؟

ہلڈا ۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کا ضمیر ذرا بودا ہے ـــــ بہت زیادہ بودا پیدا کیا گیا ہے ـــــ اس میں اتنی طاقت نہیں کہ حالات پر قابو پا سکے ـــــ اور کسی بار کو اُٹھا سکے یا برداشت کر سکے ۔

سُول نس ۔ (جھلّا کر) اونہ ۔ تب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کس قسم کا ضمیر ہونا چاہیے ۔

ہلڈا ۔ ضمیر کو خوب ـــــ خوب مضبوط ہونا چاہیے ۔

سُول نس ۔ اچھا؟ مضبوط؟ میں یہ پوچھ سکتا ہوں خود تمھارا اپنا ضمیر مضبوط ہے؟

ہلڈا ۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ مضبوط ہے ۔ مجھے اس کے کمزور ہونے کا کبھی علم نہیں ہوا ۔

سُول نس ۔ میرے خیال میں کبھی اس کی کوئی سخت آزمائش بھی نہیں ہوئی ۔

ہلڈا۔ (جس کے ہونٹ کانپنے لگتے ہیں) ابّا جان کو چھوڑ کے آنا کوئی معمولی بات نہیں تھی —— میں ان کو بہت چاہتی ہوں۔

سُول نس۔ واہ۔ صرف ایک دو مہینے کے لیے۔

ہلڈا۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ اب گھر واپس نہ جاؤں گی۔

سُول نس۔ کبھی نہیں؟ تو تم اُن کو چھوڑ کر آئیں کیوں؟

ہلڈا۔ (کچھ سنجیدگی اور کچھ تمسخر سے) آپ پھر یہ بھول گئے کہ دس سال پورے ہو چکے ہیں۔

سُول نس۔ واہیات۔ مگر کیا گھر میں تمھیں کوئی بات ناگوار تھی؟

ہلڈا۔ (بالکل سنجیدگی سے) نہیں صرف یہاں آنے کی خواہش نے مجبور اور آمادہ کیا —— اور وہی خواہش مجھے اپنی کشش سے کھینچ لائی

سُول نس۔ (خوش ہو کر) یہ لو۔ دیکھا تم نے ہلڈا۔ تم میں بھی دیو اسی طرح پوشیدہ ہے جس طرح مجھ میں ہے۔ کیونکہ وہی دیو جو انسان میں چھپا ہوتا ہے باہر کی طاقتوں کو کام میں لاتا ہے۔ پھر انسان مجبور ہو جاتا ہے —— وہ خود چاہے یا نہ چاہے۔

ہلڈا۔ میں سمجھتی ہوں آپ ٹھیک کہتے ہیں مسٹر سُول نس۔

سُول نس۔ ہلڈا دُنیا میں بہت سے شیاطین کھُلے بندوں پھرتے ہیں اور اُنھیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

ہلڈا۔ شیاطین؟

سُول نس۔ (رُک کر) اچھے شیطان اور بُرے شیطان۔ اُجلے بالوں والے شیطان اور کالے بالوں والے شیطان۔ کاش یہی معلوم ہو سکتا کہ کون سے شیطان ہم پر حاوی ہو رہے ہیں، اُجلے شیطان یا سیاہ بالوں والے شیطان۔

(ٹہلتے ہوئے) تب ہر چیز کا سمجھنا بہت سہل ہوتا۔

ہلڈا۔ (جس کی آنکھیں اس کی طرف لگی ہوئی ہیں) یا کم سے کم انسان طاقتور اور صحیح و توانا ضمیر رکھتا ہو ــــ تاکہ جو کرنا ہو کر گزرے۔

سُول نِس۔ (میز کے قریب رُک کر) تب تو میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے دُنیا میں بہت سے لوگ مجھ سے زیادہ کمزور ہیں۔

ہلڈا۔ یہ کوئی تعجّب کی بات نہیں۔

سُول نِس۔ (میز کا سہارا لے کر) داستانوں میں ــــ تم نے کوئی پُرانی داستانیں پڑھی ہیں؟

ہلڈا۔ ہاں جس زمانے میں مجھے کتابیں پڑھنے کا شوق تھا میں نے ــــ

سُول نِس۔ داستانوں میں تم نے وائکنگ لوگوں کے قِصّے پڑھے ہوں گے، جو اجنبی ملکوں کا سفر کرتے تھے، لوٹتے مارتے تھے، آگ لگا دیتے تھے، آدمیوں کو مار ڈالتے تھے ــــ

ہلڈا۔ عورتوں کو اُٹھا لے جاتے تھے ــــ

سُول نِس۔ اور ان کو قید کر لیتے تھے ــــ

ہلڈا۔ اپنے ساتھ جہازوں میں لے جاتے تھے ــــ

سُول نِس ــــ اور اُن سے ــــ ان سے بدترین دیووں کا سا سلوک کرتے تھے۔

ہلڈا۔ (نیم باز آنکھوں سے اپنے بالکل سامنے نظریں جمائے ہوئے) لیکن اِس میں بڑا ہی لُطف آتا ہوگا۔

سُول نِس۔ عورتوں کو پکڑ لے جانے میں؟ کیوں۔

ہلڈا۔ نہیں۔ پکڑ کے لے جائے جاتے میں۔

سُول نِس ۔(لمحہ بھر اس کی طرف دیکھ کر) ہاں ۔ ہاں

ہلڈا ۔ (گفتگو کے اس سلسلے کو منقطع کرنے کے لیے) لیکن مسٹر سُول نِس آپ نے وائکنگ لوگوں کا ذکر کیوں چھیڑا ۔

سُول نِس ۔کیوں ۔ یہ لوگ ویسے ہی قوی اور توانا ضمیر رکھتے تھے جیسے تمھیں پسند ہیں ۔گھر پہنچ کے وہ پھر اُسی طرح کھاتے پیتے اور ہنسی خوشی رہتے۔ اور عورتیں بھی ۔ اکثر اُن کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتیں ۔ ہلڈا اس کی وجہ تمھاری سمجھ میں آئی ۔

ہلڈا ۔اُن عورتوں کو تو میں اچھی طرح سمجھتی ہوں ۔

سُول نِس ۔ اچھا! شاید تم بھی وہی کر گزرو گی جو یہ عورتیں کرتی تھیں ؟

ہلڈا ۔ کیوں نہیں ۔

سُول نِس ۔ خود اپنی مرضی اور خوشی سے ـــــ کسی بدمعاش کے ساتھ رہنا چاہو گی ؟

ہلڈا ۔ ہاں اگر مجھے کسی بدمعاش سے محبّت ہو جائے ـــــ

سُول نِس ۔ ایسے آدمی سے بھی محبت کرنا تم گوارا کر لو گی ؟

ہلڈا ۔ سبحان اللہ ۔آپ کو خوب معلوم ہے کہ کسی کو محبت کے لیے انتخاب کرنا اپنے ہاتھ کی بات نہیں ۔

سُول نِس ۔ (سوچتا ہوا اس کی طرف دیکھتا ہے) نہیں ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی اسی دیو کے اختیار میں ہے جو اندر چھپا ہُوا ہوتا ہے۔

ہلڈا ۔ (کچھ ہنس کر) اور اُن تمام برگزیدہ شیطانوں کے اختیار میں جن کو آپ اچھّی طرح جانتے ہیں ـــــ اُجلے بالوں والے شیطان اور کالے بالوں والے شیطان ۔

سُول نِس۔ (خاموشی اور گرمجوشی سے) تب تو ہلڈا میری آرزو ہی کہ یہ شیطان تمھارے لیے بہت سمجھ بوجھ کے کوئی آدمی انتخاب کرے۔

ہلڈا۔ میرے لیے تو وہ انتخاب کر بھی چکے ــــ ایک اور ہمیشہ کے لیے۔

سُول نِس۔ (اس کی طرف تجسس سے دیکھ کر) ہلڈا تم جنگل کے کسی وحشی پرندے سے مشابہ ہو۔

ہلڈا۔ بالکل نہیں۔ مجھے جھاڑیوں میں چھُپ جانا نہیں آتا۔

سُول نِس۔ نہیں نہیں۔ تم شکاری پرندے سے مشابہ ہو۔

ہلڈا۔ یہ نسبتاً صحیح ہی۔ غالباً۔ (بہت جوش و خروش سے) شکاری پرندہ کیوں نہیں؟ میں اور سب کی طرح شکار کیوں نہ کھیلوں؟ جس چیز کو میں شکار کرنا چاہوں شکار کرلوں ــــ بشرطیکہ وہ میرے پنجوں کی گرفت میں آجائے اور پھر اپنے شکار سے جو میرا جی چاہے کروں۔

سُول نِس۔ ہلڈا ــــ تم جانتی ہو تم کیا ہو؟

ہلڈا۔ ہاں، میں جانتی ہوں میں کوئی عجیب و غریب پرند ہوں۔

سُول نِس۔ نہیں۔ تم صُبح صادق کی طرح ہو۔ جب میں تمھاری طرف دیکھتا ہوں محسوس کرتا ہوں کہ میں طلوع آفتاب کا منظر دیکھ رہا ہوں۔

ہلڈا۔ مسٹر سُول نِس یہ بتائیے ــــ کیا آپ کو یقین ہی کہ کبھی آپ نے، اپنے دل میں، مجھے طلب نہیں کیا؟

سُول نِس۔ (آہستہ سے) مجھے کچھ کچھ خیال ہوتا ہی میں نے ضرور طلب کیا ہوگا۔

ہلڈا۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے تھے۔

سُول نِس۔ تم ہی نئی پود ہو، ہلڈا۔

ہلڈا۔ وہی نئی پود جس سے آپ اِس قدر خائف ہیں۔
سُول نِس۔ (آہستہ سے سر ہلا کر) اور جس کی میرے دل کو انتہائی تمنّا تھی۔
(ہلڈا اٹھتی ہی، چھوٹی میز کے قریب جاتی ہی اور راگنار بروِک کا بستہ اُٹھا لاتی ہی)
ہلڈا۔ (بستہ اس کی طرف بڑہا کے) ہم ان نقشوں کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔
سُول نِس۔ (ہاتھ سے اس کو ہٹانے کا اشارہ کرکے) ان نقشوں کو لے جاؤ۔ میں اِن سے تنگ آچکا ہوں۔
ہلڈا۔ ہاں مگر آپ کو ان پر کچھ تعریفی جملے لکھ دینے ہیں۔
سُول نِس۔ اِن پر تعریفی جملے؟ کبھی نہیں۔
ہلڈا۔ لیکن وہ بچارا بڈّہا قریب مرگ ہی۔ اُس کے مرنے سے پہلے آپ اُس کو اور اُس کے بیٹے کو اتنی سی خوشی سے کیوں محروم کرتے ہیں؟ ممکن ہی اُس کو اِن نقشوں پر تعمیر کا کام بھی مِل جائے۔
سُول نِس۔ کام ہی تو اُس کو مل جائے گا ـــ اُس نے اس کا انتظام کرلیا ہی ـــ اُس ذاتِ شریف نے۔
ہلڈا۔ تو پھر ماشاءاللہ ـــ کیا آپ ذراسی جھوٹی تعریف بھی نہیں لکھ سکتے۔
سُول نِس۔ جھوٹی؟۔ (غُصّے سے) ہلڈا ـــ ان شیطانی نقشوں کو میری نظر کے سامنے سے ہٹا لو۔
ہلڈا۔ (بستے کو اپنی طرف کچھ اور ہٹا کے) خیر، خیر، خیر ـــ کہیں مجھے کاٹ نہ کھائیے گا ـــ آپ دیووں کا ذکر کر رہے تھے ـــ مگر آپ خود دیووں کی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ (پلٹ کے دیکھتی ہی) قلم دوات کہاں ہی؟

سُول نس۔ یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔

ہلڈا۔ (دروازے کی طرف جاتے ہوئے) مگر دفتر میں، جہاں وہ نوجوان لڑکی ہے ——

سُول نس۔ ٹھہرو ہلڈا —— تم کہہ رہی ہو مجھے جھوٹی تعریف لکھ دینی چاہیئے۔ شاید اس کے بڈھے باپ کی خاطر میں لکھ بھی دیتا کیونکہ اپنے زمانے میں میں نے اُسے بھی گرایا ہے، اپنے پاؤں کے نیچے کچلا ہے ——

ہلڈا۔ اُس کو بھی؟

سُول نس۔ مجھے اپنی ترقی کے لیے جگہ خالی کرانی تھی۔ مگر یہ راگنار —— اِس کو کسی طرح میدان میں نہ آنے دینا چاہیئے۔

ہلڈا۔ اُس بیچارے کا کیا ڈر۔ اگر اس میں کوئی جوہر نہیں ہے تو ——

سُول نس۔ (اس کے قریب آکر، اس کی طرف دیکھ کر سرگوشی کے لہجے میں) اگر راگنار برووک کو موقع مل گیا تو وہ مجھے خاک میں ملادے گا۔ اِس طرح کچل ڈالے گا جس طرح میں نے اُس کے باپ کو کچلا تھا۔

ہلڈا۔ آپ کو کچل ڈالے گا؟ اُس میں اتنی قابلیت بھی ہے۔

سُول نس۔ ہاں اِس کا یقین رکھو اُس میں اتنی قابلیت ہے۔ وہی اُس نئی پود کا نمونہ ہے جو تیار کھڑی میرا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے —— ہال وار سُول نس کا خاتمہ کردینے کو۔

ہلڈا۔ (اس کی طرف ملامت آمیز نظروں سے دیکھ کر) اِس پر بھی آپ اُسے روکنا چاہتے ہیں۔ افسوس مسٹر سُول نس۔

سُول نس۔ اب تک میں جو لڑائیاں لڑتا رہا ہوں ان میں کافی خون خشک ہوچکا ہے۔ اور اب مجھے اندیشہ ہے کہ میرے موکل اور میرے فرمانبردار میری

پیروی نہیں کریں گے۔

ہلڈا۔ تو آپ کو ان کی مدد کے بغیر کام چلانا چاہیے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

سُول نِس۔ ہلڈا یہ بڑی مایوسی کی بات ہی۔ تقدیر پلٹ کے رہے گی۔ دیر یا سویر خمیازہ ادا کرنا ضروری ہی۔

ہلڈا۔ (رنجیدہ ہو کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کے) ایسی باتیں مت کیجیے۔ کیا آپ میرا کام تمام کر دینا چاہتے ہیں؟ مجھے اس چیز سے محروم کر دینا چاہتے ہیں جو میری جان سے بڑھ کر ہی؟

سُول نِس۔ وہ کون سی چیز ہی؟

ہلڈا۔ آپ کو بلند ترین مرتبہ پر دیکھنے کی تمنّا۔ وہی تمنّا کہ آپ ہار ہاتھ میں لیے ہوے، کلیسا کے مِنار پر بلندی، بہت بلندی پر نظر آئیں۔ (پھر سکون کے لہجے میں) اچھا۔ اب اپنی پنسل نکالیے۔ آپ کے پاس پنسل تو ہوگی؟

سُول نِس۔ (پاکٹ بُک نکال کر) ہاں اس میں ہی۔

ہلڈا۔ (بستے کو میز پر رکھ کے) بہت ٹھیک۔ اچھا مسٹر سُول نِس اب ہم دونوں بیٹھ جائیں نا۔ (سُول نِس میز کے قریب بیٹھ جاتا ہی، ہلڈا اس کے پیچھے کھڑی ہو جاتی ہی اور جھک کر دیکھتی ہی) اب ہم نقشوں پر کچھ لکھیں کیوں؟۔ اور بڑے تپاک اور اخلاص سے —— اس خوفناک روآر —— خدا جانے اس کا نام کیا تھا؟ —— اس کی تعریف لکھیں۔

سُول نِس۔ (کچھ لفظ لکھ کر اس کی طرف دیکھتا ہی) ہلڈا ایک بات بتاؤ۔

ہلڈا۔ کیا؟

سُول نِس۔ اگر تم دس سال سے برابر میرا انتظار کر رہی تھیں ——

ہلڈا۔ تو ؟
سُول نس ۔ تو پھر تم نے مجھے کوئی خط کیوں نہیں لکھا ۔ میں تمھیں جواب دیتا۔
ہلڈا۔ (جلدی سے) نہیں، نہیں، نہیں ۔ یہ تو میں چاہتی ہی نہیں تھی ۔
سُول نس ۔ کیوں ؟
ہلڈا ۔ میں ڈرتی تھی کہ کہیں اس طرح سارا معاملہ درہم برہم نہ ہوجائے
— مگر مسٹر سُول نس آپ نقشوں پر کچھ لکھ رہے ہیں نا ؟
سُول نس ۔ ہاں ہاں ۔
ہلڈا ۔ (سامنے جھک کر اس کے شانے پر سے دیکھتی جاتی ہے اور وہ لکھتا جاتا ہے) اِس کا خیال رکھیے ۔ تپاک اور اخلاص سے ...... مجھے اِس سے — اِس روآلڈ سے بڑی نفرت — بڑی نفرت معلوم ہوتی ہے۔
سُول نس ۔ (لکھتے میں) ہلڈا تم کو کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی ؟
ہلڈا ۔ (خشمگین ہوکر) کیا کہا آپ نے ؟
سُول نس ۔ تمھیں کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی ؟
ہلڈا ۔ شاید آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کسی اور سے ؟
سُول نس ۔ (اس کی طرف دیکھ کر) ہاں کسی اور سے ۔ کبھی نہیں ؟ اِس دس سال کے عرصے میں کبھی نہیں ؟
ہلڈا ۔ ہاں کبھی کبھی ۔ جب آپ کے نہ آنے پر میں جھنجھلا جاتی تھی ۔
سُول نس ۔ تو دوسروں کا بھی تم کو خیال رہ چکا ہے ۔
ہلڈا ۔ محض برائے نام — ہفتہ ہفتہ بھر کے لیے ۔ مسٹر سُول نس آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اکثر ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں ۔
سُول نس ۔ ہلڈا — بناؤ فی الحقیقت تم یہاں کیوں آئی ہو ؟ ۔

ہلڈا۔ باتوں میں وقت ضایع نہ کیجئے ـــــ اِس عرصے میں کہیں بچارا بڈّھا ختم نہ ہوجائے۔

سُول نِس ۔ ہلڈا مجھے اس کا جواب دو کہ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟

ہلڈا۔ میں اپنی سلطنت چاہتی ہوں۔

سُول نِس ۔ ہوں ـــــ

(بائیں جانب کے دروازے سے تیزی سے نظر دوڑاتا ہے۔ پھر حسبِ سابق نقشوں پر لکھنے میں مصروف ہوجاتا ہے۔ اِسی عرصے میں مسز سُول نِس داخل ہوتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں کچھ بنڈل ہیں)

مسز سُول نِس۔ مِس وانگل یہ چند چیزیں تو میں آپ کے لیے لیتی آئی ہوں۔ بڑے بڑے پارسل پیچھے آرہے ہیں۔

ہلڈا۔ آپ کی بہت بہت عنایت ہے۔

مسز سُول نِس ۔ میرا فرض یہی تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

سُول نِس ۔ (جو کچھ لکھ چکا ہے اُس کو پڑھنے کے بعد) ایلین ۔

مسز سُول نِس۔ کیا؟

سُول نِس ۔ تم نے دیکھا کہ ـــــ کہ محاسب کی لڑکی وہاں موجود ہے۔

مسز سُول نِس ـــ ہاں موجود تو تھی۔

سُول نِس۔ (نقشوں کو بستے میں رکھ کے) ہُوں ـــــ

مسز سُول نِس ۔ وہ میز کے قریب کھڑی ہوئی تھی ـــــ جب کبھی میں کمرے سے گزرنے لگتی ہوں وہ کھڑی ہوجاتی ہے۔

سُول نِس ۔ (اُٹھ کر) میں اُسے یہ دے دوں گا اور کہہ دوں گا کہ۔

ہلڈا۔ (بستہ اُس کے ہاتھ سے لے کر) نہیں نہیں ۔ یہ سعادت مجھے

حاصل کرنے دیجیے۔ (دروازہ کے قریب جاتی ہے، پھر مڑ کے) اُس کا نام کیا ہے؟

سُول نِس۔ اُس کا نام ہے مس فوسلی۔

ہلڈا۔ کچھ عجب بے جان سا نام معلوم ہوتا ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں اُس کا ذاتی نام کیا ہے؟

سُول نِس۔ کایا ــــ غالبًا

ہلڈا۔ (دروازہ کھول کے پکارتی ہے) کایا یہاں آؤ، جلدی کرو۔ مسٹر سُول نِس تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

(کایا فوسلی دروازے میں نمودار ہوتی ہے)

کایا۔ (اس کی طرف خوفزدہ ہوکر دیکھتی ہے) کیا ہے ــــ؟

ہلڈا۔ (بستہ اس کے حوالہ کرکے) دیکھو کایا۔ اِس کو اپنے گھر لے جاؤ۔ مسٹر سُول نِس نے ابھی ابھی اس پر لکھ دیا ہے۔

کایا۔ آخر کار۔

سُول نِس۔ جس قدر جلد ممکن ہو یہ لے جاکے بڑے میاں کو دے دو۔

کایا۔ میں یہ لے کے ابھی سیدھی گھر جاتی ہوں۔

سُول نِس۔ ہاں لے جاؤ۔ اب راگنار کو خود کاروبار شروع کرنے کا موقع مل جائے گا۔

کایا۔ آپ اجازت دیں تو وہ آکے آپ کا شکریہ ادا کرے کہ ــــ؟

سُول نِس۔ (دُرشتی سے) مجھے کسی شکریے کی ضرورت نہیں۔ کہہ دینا اس سے۔

کایا۔ اچھا کہہ دونگی ــــ

سُول نِس۔ اور اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ اب مجھے اس کی خدمات کی

ضرورت نہیں ہی — اور نہ تمھاری۔

کایا ۔ (لرزہ براندام ہوکر، آہستہ سے) اور نہ میری خدمات کی ؟

سُول نِس ۔ اب تمھیں دوسرے کاموں کا خیال کرنا پڑے گا دیکھ بھال کرنی ہوگی ۔ اور یہی تمھارے لیے بہت اچھا ہی۔ اچھّا مس فوسلی اب یہ نقشے لے کر گھر جاؤ۔ فوراً — سُنا تم نے ؟

کایا ۔ (پہلے کی طرح) اچھا مسٹر سُول نِس (جاتی ہی)

مِسز سُول نِس ۔ خُدا کی پناہ اُس نے کیسی عیار آنکھیں پائی ہیں۔

سُول نِس ۔ اُس نے ؟ اُس غریب نے ؟

مسز سُول نِس ۔ اوہ — ہال وار میں جو دیکھ لیتی ہوں دیکھ لیتی ہوں — ہاں کیا سچ مچ تم ان لوگوں کو برطرف کر رہے ہو۔

سُول نِس ۔ ہاں ۔

مسز سُول نِس ۔ اِس کو بھی ؟

سُول نِس ۔ کیا تم خود یہ نہیں چاہتی تھیں ؟

مسز سُول نِس ۔ مگر اس کے بغیر تمھارا کام کیسے چل سکے گا ؟ ہال وار شاید اس کی جگہ تم نے کسی اور کو تجویز کرلیا ہوگا ۔

سُول نِس ۔ جانے دو ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ایلن ۔ فی الحال تو صرف نئے مکان میں منتقل ہونے کی فکر کرو — جس قدر جلد ممکن ہوسکے اس قدر۔ آج شام کو ہار پہنادیا جائے گا — (ہلڈا کی طرف پلٹ کر بالکل اوپر مینار کے کلس پر۔ کیوں اب تم کیا کہتی ہو مس ہلڈا ؟

ہلڈا ۔ (اس کی طرف چمکتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر) آپ کو دوبارہ اس قدر بلندی پر دیکھنا بڑا شاندار منظر ہوگا ۔

سُول نِس - مجھکو!

مسنرسُول نِس - خدا کے لیے مِس وانگل اس قسم کا خیال اپنے دل میں نہ آنے دیجیے - میرے شوہر ـــــ کو بہت جلد چکّر آجاتا ہی -

ہلڈا - چکّر آجاتا ہی؟ نہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہی بالکل نہیں آتا -

مِسنرسُول نِس - ہاں آجاتا ہی -

ہلڈا - مگر میں نے اپنی آنکھوں سے اِن کو ایک کلیسا کے بلند مینار کی چوٹی پر دیکھا ہی -

مسنرسُول نِس - ہاں میں نے اکثر، لوگوں سے اِس کا ذکر سُنا ہی - مگر یہ ناممکن معلوم ہوتا ہی ـــــ

سُول نِس - (زور دے کر) ناممکن ـــــ ناممکن - اوہ لیکن حقیقت میں مَیں اس قدر بلندی پر چڑھ گیا تھا -

مسنرسُول نِس - ہال وار تم یہ کیا کہتے ہو - دوسری منزل کے برآمدے میں تو تم نکل نہیں سکتے - ہمیشہ سے تمھارا یہی حال رہا ہی -

سُول نِس - ممکن ہی کہ آج شام کو تم اس سے بالکل مختلف منظر دیکھو -

مسنرسُول نِس - (خوفزدہ ہوکر) نہیں، نہیں، نہیں - خُدا نہ کرے مجھے یہ دیکھنا پڑے - میں فوراً ڈاکٹر کو چٹّھی لکھتی ہوں ـــــ مجھے یقین ہی وہ آکے تمھیں منع کرے گا -

سُول نِس - کیوں ایلن -

مسنرسُول نِس - ہال وار تم جانتے ہو تم بیمار ہو ـــــ یہی اس کا ثبوت ہی - یا میرے اللہ - یا میرے اللہ -

(تیزی سے دائیں طرف کے راستے سے چلی جاتی ہی)

ہلڈا۔ (اس کی طرف غور سے دیکھ کر) یہ بات ہی کہ نہیں ؟

سُول نِس ۔ کہ مجھے چکّر آجاتا ہی ؟

ہلڈا ۔ کہ جس بلندی تک میرا معمارِ اعظم تعمیر کرتا ہی اُس بلندی تک چڑھنے کی اس میں ہمّت نہیں سکت نہیں ؟

سُول نِس ۔ تم اس بات کو اس نظر سے دیکھتی ہو۔

ہلڈا ۔ ہاں ۔

سُول نس ۔ میرے خیال میں میرے جسم کا ایک گوشہ بھی تم سے محفوظ نہیں ۔

ہلڈا ۔ (کھڑکی کی طرف دیکھ کر) تو پھر اوپر، بالکل بلندی پر ــــــ

سُول نِس ۔ (اس کے قریب جاکر) مینار میں سب سے اوپر کا کمرہ تم کو ملے گا ہلڈا ــــ وہاں تم شہزادی کی طرح رہو گی ۔

ہلڈا ۔ (ناقابل بیان انداز میں کچھ مذاق اور کچھ سنجیدگی سے) ہاں آپ نے مجھ سے وعدہ تو یہی کیا تھا ۔

سُول نِس ۔ میں نے سچ مچ کیا بھی تھا ؟

ہلڈا ۔ واہ مسٹر سُول نس ۔ آپ نے کہا تھا کہ مجھے شہزادی بننا چاہیے ۔ اور آپ آکے ایک سلطنت میرے حوالے کریں گے ۔ مگر پھر آپ چلے گئے، اور ــــ خیر۔

سُول نِس ۔ (احتیاطاً) کیا تم کو بالکل یقین ہی کہ یہ محض خواب نہیں۔ ممکن ہی کوئی تصوّر تمھارے ذہن میں جم گیا ہو۔

ہلڈا ۔ (تیزی سے) تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے یہ سب نہیں کہا تھا ؟

سُول نِس ۔ میں خود کچھ نہیں جانتا ۔ (اور آہستہ سے) صرف اتنا میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ مجھے ـــــ

ہلڈا ۔ کہ آپ کو ـــــ ؟ جلدی سے کہہ ڈالئے ۔

سُول نِس ۔ کہ مجھے ضرور یہ سب کہنا چاہیے تھا ۔

ہلڈا ۔ (خوشی کے جوش میں) میرے سامنے یہ نہ کہیئے کہ آپ کو چکّر بھی آتا ہی ؟

سُول نِس ۔ تو پھر آج شام کو ہم کلس پر ہار پہنائیں گے ـــ شہزادی ہلڈا ۔

ہلڈا ۔ (لبوں کے ایک ناگوار خم کے ساتھ) ہاں ۔ اپنے نئے گھر پر ۔

سُول نِس ۔ ـ نئے ' مکان پر ' ، جو کبھی میرا گھر نہ بن سکے گا ۔ (باغ کے دروازے سے باہر چلا جاتا ہی) ۔

ہلڈا ۔ اپنے سامنے دیکھتی رہتی ہی ، اس کے چہرے پر دور دراز کے خیالات کے آثار ہیں ۔ اپنے آپ سے کچھ آہستہ سے کہتی ہی ۔ صرف یہی لفظ ہیں جو سنائی دیتے ہیں) ـــــ انتہائی ـــــ سنسنی خیز ـــــ

تیسرا ایکٹ

(سول نس کے مکان کا بڑا عریض برآمدہ - مکان کا کچھ حصّہ جس کا بیرونی دروازہ برآمدے میں کھلتا ہی بائیں جانب نظر آتا ہی- دائیں جانب برآمدے کا جنگلہ ہی- پیچھے برآمدے کے ختم پر زینے ہیں جن سے نیچے باغ کو راستہ جاتا ہی- باغ کے بڑے بڑے پُرانے درختوں کی شاخیں برآمدے اور مکان تک پھیلی ہوئی ہیں- دائیں جانب دور پر نئے مکان کے زیریں حصّے کی جھلک نظر آتی ہی اور مچان کا بھی اسی قدر حصّہ نظر آتا ہی جس قدر کہ مینار کا - پیچھے ایک پُرانی لکڑی کی باڑ باغ کو گھیرے ہوئے ہی- باڑ کے باہر ایک راستہ جس پر نیچی، ٹوٹی ہوئی جھونپڑیاں ہیں- غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی روشنی میں آسمان پر بادل سُرخ سے ہیں- برآمدے میں مکان کی دیوار سے ملی ہوئی ایک بینچ بچھی ہی اور اس کے ساتھ ایک بڑی میز ہی- میز کی دوسری جانب ایک کُرسی اور کچھ اسٹول ہیں- تمام فرنیچر بید کا ہی-

مسز سول نس، ایک بڑی، سفید، کریب کی شال پہنے ہوئے کرسی پر بیٹھی آرام لے رہی ہی اور دائیں جانب دیکھ رہی ہی، تھوڑی دیر کے بعد ہلڈا وانگل باغ سے زینے چڑھ کے آتی ہی، وہی لباس پہنے ہوئے ہی جو گذشتہ ایکٹ میں پہنے تھی اور سر پر ٹوپی دیئے ہی- اپنے لباس میں چھوٹے چھوٹے معمولی پھولوں کا ایک چھوٹا سا گچھا لگائے ہوئے ہی-

مسز سول نس - (سر کو کسی قدر موڑ کے) مس وانگل آپ باغ میں

پھر رہی تھیں ؟

ہلڈا - ہاں ذرا باغ کو دیکھ رہی تھی -

مسز سُول نِس - معلوم ہوتا ہو وہاں کچھ پھول بھی مل گئے -

ہلڈا - ہاں ہاں - جھاڑیوں میں پھولوں کے ڈھیر کے ڈھیر ہیں -

مسز سول نِس - اچھا ؟ ابھی تک ہیں ؟ میں بہت کم باغ میں جاتی ہوں -

ہلڈا - (قریب آکے) کیا ؟ آپ روز باغ باغ کا ایک آدھ چکر نہیں لگا لیتیں ؟

مسز سُول نِس - (خفیف سے تبسم کے ساتھ) اب تو میں کہیں کے بھی "چکر" نہیں لگاتی -

ہلڈا - تو کیا آپ اب نیچے باغ کی پیاری پیاری چیزوں کو دیکھنے نہیں جاتیں ؟

مسز سُول نِس - میرے لیے باغ اب اس قدر غیر مانوس ہو گیا ہو کہ میں اس کو دوبارہ دیکھتے ڈرتی ہوں -

ہلڈا - خود اپنے باغ کو ؟

مسز سُول نِس - اب وہ باغ مجھے اپنا نہیں معلوم ہوتا -

ہلڈا - اس کا کیا مطلب — ؟

مسز سُول نِس - نہیں نہیں اب ویسا نہیں معلوم ہوتا — جیسا میرے ماں باپ کے زمانے میں معلوم ہوتا تھا - مس وانگل بہت سا حصّہ — باغ میں سے بہت سا حصّہ خارج کر دیا گیا ہو - خیال کرنے کی بات ہو — خارج کر کے — اس پر اجنبیوں کے لیے مکانات بنوائے گئے ہیں — اُن لوگوں کے لیے جن کو میں نہیں جانتی - اور وہ بیٹھ کے اپنی کھڑکیوں سے مجھے گھور سکتے ہیں -

ہلڈا۔ (جس کا چہرہ دمکنے لگتا ہی) مسز سُول نس۔

مسز سُول نس۔ کیا ؟

ہلڈا۔ میں کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھوں۔

مسز سُول نس۔ بہت شوق سے۔ اگر آپ کا جی چاہے۔ (ہلڈا کرسی کے قریب ایک اسٹول کھینچ کر اس پر بیٹھ جاتی ہی)۔

ہلڈا۔ یہاں جو بیٹھ جائے وہ بلّی کی طرح دھوپ تاپ سکتا ہی ؟

مسز سُول نس۔ (اپنا ہاتھ آہستہ سے ہلڈا کے شانے پر رکھ کے) آپ کی بڑی عنایت ہی کہ آپ میرے پاس بیٹھ گئیں۔ میں سمجھتی تھی کہ آپ میرے شوہر کے پاس جانا چاہتی تھیں ؟

ہلڈا۔ اُن کے پاس مجھے کیا کام ؟

مسز سُول نس۔ میں سمجھی ان کو کام میں مدد دینے۔

ہلڈا۔ نہیں معاف کیجئے۔ اس کے علاوہ وہ اندر ہیں بھی تو نہیں۔ باہر مزدوروں کے پاس ہیں۔ اور کچھ اس قدر غضبناک معلوم ہو رہے تھے کہ مجھے اُن سے بات کرنے کی ہمت نہیں پڑی۔

مسز سُول نس۔ مگر حقیقت میں انھوں نے بڑی محبت بھری اور شریف طبیعت پائی ہی۔

ہلڈا۔ اُنھوں نے ؟

مسز سُول نس۔ مس وانگل آپ ابھی ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔

ہلڈا۔ (اس کی طرف محبّت سے دیکھ کر) آپ نئے مکان میں جانے کے خیال سے خوش ہیں ؟۔

مسنر سُول نِس ۔ مجھے خوش تو ہونا چاہیے —— کیونکہ ہال وار کی یہی مرضی ہے ——

ہلڈا ۔ بس محض اسی وجہ سے ۔

مسنر سُول نِس ۔ ہاں ہاں مس وانگل ۔ میرا فرض ہے کہ میں ہر طرح ان کی اطاعت کروں ۔ حالانکہ اکثر اپنے دِل کو اطاعت پر مجبور کرنا بے انتہا دشوار ہو جاتا ہے ۔

ہلڈا ۔ ہاں دشوار تو ہوتا ہوگا ۔

مسنر سُول نِس ۔ میں آپ سے کہہ رہی ہوں نا —— اور پھر جب کسی میں اتنی خامیاں ہوں جتنی مجھ میں ہیں ——

ہلڈا ۔ اور پھر جب کسی نے اتنے مصائب برداشت کئے ہوں جتنے آپ نے برداشت کیے ہیں ——

مسنر سُول نِس ۔ آپ کو ان کا علم کیسے ہُوا ؟

ہلڈا ۔ آپ کے شوہر نے مجھ سے بیان کیا ۔

مسنر سُول نِس ۔ مجھ سے وہ ان باتوں کا ذکر بہت کم کرتے ہیں —— ہاں مس وانگل یہ میں آپ سے کہہ سکتی ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں ضرورت سے زیادہ مصائب برداشت کئے ۔

ہلڈا ۔ (ہمدردی سے اس کی طرف دیکھ کر آہستہ سے سر ہلاتی ہے) بچاری مسنر سُول نِس ۔ سب سے پہلے تو یہ کہ آگ لگی ——

مسنر سُول نِس ۔ (سرد آہ بھر کر) ہاں ۔ اُس میں میری ہر چیز جل گئی ۔

ہلڈا ۔ اور اس کے بعد جو پیش آیا وہ اس سے بدتر تھا ۔

مسنر سُول نِس ۔ (استفہامی نظروں سے اُسے دیکھ کر) بدتر ؟

ہلڈا۔ بدترین۔

مسز سُول نِس۔ اِس کا کیا مطلب؟

ہلڈا۔ (نرمی سے) آپ کے دونوں بچّے ضایع ہوگئے۔

مسز سُول نِس۔ ہاں بچّے۔ مگر وہ بالکل دوسری چیز تھی۔ وہ محض خدا کی مرضی تھی۔ اور ایسے معاملات میں بجز تسلیم و رضا سے سر جھکا دینے —— اور صبر و شکر کے کیا چارہ ہے۔

ہلڈا۔ تو آپ کو صبر آگیا۔

مسز سُول نِس۔ مستقل طور پر نہیں۔ اِسی کا تو مجھے افسوس ہے۔ میں خوب جانتی ہوں کہ یہ میرا فرض ہے۔ پھر بھی کبھی کبھی میں بے قابو ہوجاتی ہوں۔

ہلڈا۔ نہیں نہیں یہ بالکل فطری بات ہے۔

مسز سُول نِس۔ میں بار بار اپنے کو یہ سمجھاتی ہوں کہ میں اس سزا کی مستحق تھی جو ——

ہلڈا۔ کیوں؟

مسز سُول نِس۔ کیونکہ مصیبت میں مجھ میں برداشت کی استقامت نہیں تھی۔

ہلڈا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکی کہ ——

مسز سُول نِس۔ ارے نہیں، نہیں مِس وانگل۔ اب مجھ سے دونوں بچّوں کا ذکر نہ کیجیے۔ ان کا خیال کرکے ہم کو مسرّت ہونی چاہیے —— کیونکہ اب وہ آرام، بہت آرام سے ہوں گے۔ نہیں در اصل معمولی معمولی چیزوں کا نقصان دل کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے —— اُن چیزوں کا نقصان جن کو دوسرے شمار میں نہیں لاتے۔

ہلڈا۔ (مسز سُول نِس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کے اس کی طرف محبّت بھری نظروں سے دیکھ کر) مسز سُول نِس ــــ کہیے آپ کِن چیزوں کی نسبت کہہ رہی ہیں۔

مسز سُول نِس۔ میں کہہ رہی ہوں نا کہ صِرف معمولی چیزیں۔ تمام پُرانی تصویریں دیواروں میں جل گئیں۔ تمام پُرانے ریشمی لباس جو پشتہا پشت سے خاندان میں استعمال ہوتے آئے تھے جل کر خاک ہوگئے۔ میری والدہ اور دادی کی تمام لیس جل گئی۔ خیال تو کرو ــــ جواہرات تک خاک ہوگئے۔ (رنجیدہ لہجے میں) اور گڑیاں بھی۔

ہلڈا۔ گڑیاں؟

مسز سُول نِس۔ (آنسوؤں کو بمشکل ضبط کر کے) میرے پاس تو بڑی خوب صورت گڑیاں تھیں۔

ہلڈا۔ اور وہ بھی جل گئیں؟

مسز سُول نِس۔ سب کی سب۔ یہ مجھ پر شاق ــــ بہت شاق گذرا۔

ہلڈا۔ آپ نے اپنے بچپن کے زمانے کی گڑیاں اُٹھا رکھی تھیں؟

مسز سُول نِس۔ میں نے اُٹھا نہیں رکھی تھیں۔ گڑیاں ہمیشہ میرے ساتھ رہتی تھیں۔

ہلڈا۔ آپ کے بڑے ہوجانے کے بعد بھی؟

مسز سُول نِس۔ ہاں اس کے بہت بعد تک۔

ہلڈا۔ آپ کی شادی کے بعد بھی؟

مسز سُول نِس۔ ہاں ہاں۔ جب تک کہ میرے شوہر کی نظر ان پر نہیں پڑی ــــ وہ سب بچاریاں جل گئیں۔ کسی نے اُن کو بچانے کا خیال نہ کیا۔ مجھے اس خیال سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ مِس وانگل آپ کو اِس پر ہنسنا نہ چاہیئے۔

ہلڈا - نہیں، میں بالکل نہیں ہنس رہی ہوں -

مسز سُول نِس - کیونکہ آپ کو نہیں معلوم ایک لحاظ سے ان میں بھی جان تھی - میں ان کو اپنے سینے سے لگائے رہتی تھی ---- ان بچّوں کی طرح جو ابھی پیدا نہ ہوے ہوں -

(ڈاکٹر ہیر دال ہاتھ میں ٹوپی لیے ہوئے دروازے سے باہر نکلتا ہی اور مسز سُول نِس اور ہلڈا کو دیکھ لیتا ہی) -

ڈاکٹر ہیر دال - خوب، مسز سُول نِس آپ یہاں سردی میں بیٹھی ہیں - کہیں سردی نہ لگ جائے -

مسز سُول نِس - یہاں گرمی بھی ہی اور یہاں بیٹھنا بہت اچھا معلوم ہو رہا ہی -

ڈاکٹر ہیر دال - خیر - لیکن کیا کوئی خاص بات پیش آئی ہی؟ مجھے آپ کی چٹھی ملی -

مسز سُول نِس - (اُٹھ کر) ہاں ایک بات ہی جس کے متعلق مجھے آپ سے گفتگو کرنی ہی -

ڈاکٹر ہیر دال - بہت ٹھیک - تو پھر بہتر یہ ہی کہ ہم اندر چلے چلیں (ہلڈا سے) اب تک آپ اپنا پہاڑی لباس پہنے ہیں -

ہلڈا - (اُٹھ کر زندہ دلی سے) ہاں ---- پوری وردی میں - لیکن آج میرا چڑھائی چڑھنے اور اپنا سر توڑنے کا ارادہ نہیں ہی - ہم دونوں نیچے ٹھہر کے محض دیکھتے رہیں گے -

ڈاکٹر ہیر دال - کیا دیکھتے رہیں گے؟

مسز سُول نِس - (پریشان ہو کر نرمی سے ہلڈا سے) خاموش ---- خاموش - خدا کے لیے وہ آرہے ہیں - کسی طرح یہ خیال ان کے ذہن سے نکال دیجیے -

مس وانگل ہم اور آپ دوستی کیوں نہ کرلیں ۔ کیوں آپ کا کیا خیال ہے ؟

ہلڈا ۔ (تیزی سے مسز سُول نس کے گلے میں باہیں ڈال کے) کاش ایسا ہی ہو ۔

مسز سُول نس ۔ (آہستہ سے اپنے آپ کو چھڑا کے) اچھا، اچھا، اچھا ۔ ڈاکٹر صاحب وہ آرہے ہیں ۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے ۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ انھیں کے متعلق ؟

مسز سُول نس ۔ ہاں انھیں کے متعلق ۔ چلیے اندر چلیے ۔

(وہ ڈاکٹر کے ساتھ مکان کے اندر چلی جاتی ہے ۔ لمحے بھر کے بعد سُول نس زینوں پر سے چڑھتا ہُوا آتا ہے ۔ ہلڈا کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں)

سُول نس ۔ (مکان کے دروازے کی طرف دیکھ کر جو احتیاط سے اندر سے بند کرلیا گیا ہے) تم نے دیکھا ہلڈا جیسے میں آتا ہوں وہ اُٹھ کے چلی جاتی ہے ۔

ہلڈا ۔ میں نے دیکھا کہ جوں ہی آپ آتے ہیں اُن کو چلا جانا پڑتا ہے ۔

سُول نس ۔ ممکن ہے ۔ بہر حال میں مجبور ہوں ۔ (اُس کی طرف غور سے دیکھ کر) ہلڈا تم کو سردی معلوم ہورہی ہے ؟

ہلڈا ۔ میں ابھی ابھی ایک قبر سے باہر نکلی ہوں ۔

سُول نس ۔ یعنی ؟

ہلڈا ۔ سردی میرے رگ وپے میں سرایت کرگئی ہے مسٹر سُول نس ۔

سُول نس ۔ (آہستہ سے) میں سمجھ گیا ۔

ہلڈا ۔ اِس وقت آپ یہاں کیوں آئے ؟

سُول نس ۔ میں نے باہر سے تم کو یہاں بیٹھے دیکھا ۔

ہلڈا ۔ اور اپنی بیوی کو بھی تو دیکھا ہوگا ۔

سُول نِس ۔ مگر مجھے یقین تھا کہ جیسے ہی میں آؤں گا وہ اُٹھ کر چلی جائے گی۔
ہلڈا ۔ کیا آپ کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے کہ وہ اس طرح آپ سے دور دور رہنا چاہتی ہے۔
سُول نِس ۔ ایک لحاظ سے مجھے سکون بھی ملتا ہے۔
ہلڈا ۔ کہ وہ آپ کی نظر سے دور رہتی ہے
سُول نِس ۔ ہاں ۔
ہلڈا ۔ تاکہ آپ نہ دیکھیں کہ بچوں کے تلف ہوجانے کے صدمے میں اس کا کس قدر بُرا حال ہے۔
سُول نِس ۔ ہاں زیادہ تر اسی وجہ سے ۔
(ہلڈا ہٹ کر برآمدے کی دوسری جانب پیچھے ہاتھ باندھے ٹہلنے لگتی ہے۔ جنگلے کے پاس ٹھہر جاتی ہے اور باغ کی طرف دیکھنے لگتی ہے)
سُول نِس ۔ (مختصر سے واقفے کے بعد) تم اس سے بہت دیر تک گفتگو کرتی رہیں ؟ ۔ (ہلڈا بدستور خاموش رہتی ہے) ہلڈا وہ تم سے کیا باتیں کر رہی تھی؟۔ (ہلڈا کوئی جواب نہیں دیتی) غریب ایلن ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بچوں کے متعلق باتیں کر رہی ہوگی ۔ (ایک کمزوری کی لہر سی ہلڈا کے بدن میں دوڑ جاتی ہے۔ پھر وہ جلدی سے ایک یا دو بار سر ہلاتی ہے) وہ کبھی اس کو فراموش نہ کر سکے گی —— اس دنیا میں تو نہیں ۔ (اُس کے قریب بڑھ کے) پھر تم آج بُت کی طرح خاموش کھڑی ہو جیسے کل رات کو کھڑی ہو گئی تھیں ۔
ہلڈا ۔ مڑ کر اس کی طرف انتہائی سنجیدگی سے دیکھتی ہے) میں چلی جانے والی ہوں
سُول نِس ۔ (تیزی سے) چلی جانے والی ہو ؟
ہلڈا ۔ ہاں ۔

سُول نِس ۔ مگر میں نہ جانے دوں گا۔
ہلڈا ۔ میں یہاں رہ کے کیا کروں ۔
سُول نِس ۔ ہلڈا بس یہیں رہو۔
ہلڈا ۔ (اس کو ایک نظر سے جانچ کر) معاف کیجئے آپ جانتے ہیں اِس کا انجام کچھ اور ہوگا۔
سُول نِس ۔ (لاپروائی سے) جو ہو سو ہو۔
ہلڈا ۔ (جوش سے) جس کسی سے میں واقف ہوں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔ وہ چیز جس کی آپ کی بیوی حقدار ہر میں اس سے یعنی چھین سکتی۔
سُول نِس ۔ تم سے چھین نے کو کہہ کون رہا ہر ؟
ہلڈا ۔ (سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) اگر کسی اجنبی کا معاملہ ہوتا تو دوسری بات تھی ۔ کسی ایسے کا ہوتا جسے میں نے نہ دیکھا ہوتا تو خیر ۔ مگر اُس کے معاملے میں جس سے مجھے اس قدر قربت ہو چکی ہر ـــ ہرگز نہیں ـــ ہرگز نہیں۔
سُول نِس ۔ مگر میں نے تم سے کب کہا کہ یہ کرو ؟
ہلڈا ۔ مسٹر سُول نِس آپ اچھی طرح جانتے ہیں آگے چل کے اس کا انجام کیا ہوگا ۔ اسی لیے میں یہاں سے چلی جانا چاہتی ہوں ۔
سُول نِس ۔ تمھارے جانے کے بعد میرا کیا حشر ہوگا ؟ اس کے بعد میں کس چیز کو دیکھ دیکھ کر زندہ رہوں گا۔
ہلڈا ۔ (جس کی آنکھوں میں وہی ناقابلِ بیان انداز پیدا ہو جاتا ہر) غالبًا آپ کو کوئی خاص دِقّت پیش نہیں آئے گی ۔ آپ کے سپرد آپ کی بیوی کے فرائض ہیں ۔ اُن فرائض کے لیے زندگی وقف کر دیجیے ۔
سُول نِس ۔ اُن کا وقت گزر چکا ہر ۔ یہ طاقتیں ـــ یہ ـــ یہ ـــ

ہلڈا۔ یہ شیاطین ــــ

سُول نس۔ ہاں یہ شیاطین، اور ان کے ساتھ وہ دیو بھی جو میرے اندر چھپا ہوا ہی ــــ سب اس کا پورا خون چُوس چکے ہیں (وحشت کی ہنسی ہنس کر) اور یہ انھوں نے میری راحت کے لیے کیا۔ ہاں، ہاں (افسردگی سے) محض میری وجہ سے میری بیوی مُردہ ہو چکی ہی۔ میں ایک مردہ عورت کے ساتھ زندہ دفن ہو چکا ہوں۔ (وحشت و اضطراب کی حالت میں) میں ــــ میں جو زندگی میں خوشی اور مسّرت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

(ہلڈا میز کے کنارے سے گھُوم کے بنچ پر بیٹھ جاتی ہی۔ میز پر کہنیاں ٹیک کے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کا سہارا دے لیتی ہی)

ہلڈا۔ (لمحے بھر اس کی طرف دیکھ کر) اس کے بعد آپ کیا تعمیر کریں گے؟

سُول نس۔ (سر ہلاکر) اب مجھے یقین نہیں کہ میں کچھ اور تعمیر کر سکوں گا۔

ہلڈا۔ نفیس، آرام دِہ مکان بھی نہیں جن میں بچّوں کی فوج کی فوج رہ سکے؟

سُول نس۔ شاید آنے والے زمانے میں ایسے مکانوں کی ضرورت بھی باقی نہ رہے گی۔

ہلڈا۔ غریب مسٹر سُول نس۔ اور آپ نے محض انہیں کی تعمیر میں ــــ اپنی عمر کے دس سال ضایع کیے ــــ اپنی عُمر صرف کر دی۔

سُول نس۔ ہاں ہلڈا تم ٹھیک کہتی ہو۔

ہلڈا۔ (آپے سے باہر) میرے خیال میں یہ سب سے بڑی حماقت تھی ــــ بڑی حماقت تھی۔

سُول نس۔ "یہ سب" کیا؟

ہلڈا۔ کہ آپ اپنے لیے راحت حاصل نہ کر سکے ــــ اپنی زندگی پر قابو

نہ پا سکے ۔ اور محض اِس وجہ سے کہ ایک اور ہستی درمیان میں حائل تھی ۔

سُول نِس ۔ ایک ہستی جس کو ہٹانے کا مجھے حق نہ تھا ۔

ہلڈا ۔ یہی تو مجھے تعجب ہوتا ہی کہ حق کیوں نہیں تھا ۔ پھر بھی ــــ کاش آپ آرام کی نیند میں اِس پورے ہنگامے کو فراموش کر سکتے ۔ (اپنے ہاتھ میز پر پھیلا کے اپنے چہرے کو بائیں طرف ہاتھوں پر سہارا دے کے آنکھیں بند کر لیتی ہی)

سُول نِس ۔ (کرُسی پلٹا کر میز کے قریب ہو جاتا ہی) ہلڈا کیا وہاں تمھارے والد کا مکان بھی ــــ نفیس، آرام دِہ مکان تھا ؟

ہلڈا ۔ (جنبش کیئے بغیر اِس طرح گویا نیم خوابی میں جواب دے رہی ہی) وہ تو محض قفس تھا ۔

سُول نِس ۔ اور تم نے ارادہ کر لیا ہی کہ اس میں واپس نہ جاؤ گی ؟

ہلڈا ۔ (پہلے کی طرح) وحشی پرندہ کبھی قفس میں جانا نہیں چاہتا ۔

سُول نِس ۔ بلکہ کھُلی ہوا میں گشت لگاتا ہی ــــ

ہلڈا ۔ (اسی طرح) وحشی پرندے کو گشت لگانے میں بڑا لطف آتا ہی ــــ

سُول نِس ۔ (اُس کی طرف نگاہیں جما کر) کاش کسی میں زندگی کا وہ جوش ہوتا جو وائکنگ لوگوں میں تھا ــــ

ہلڈا ۔ (اپنی معمولی آواز میں، آنکھیں کھول کر، لیکن جنبش کیے بغیر) اور وہ دوسری چیز بھی ہوتی ؟ بتائیے وہ دوسری چیز کیا تھی ؟

سُول نِس ۔ طاقتور ضمیر ۔

ہلڈا ۔ (شگفتگی کے ساتھ بنچ پر سیدھی بیٹھ جاتی ہی، اس کی آنکھوں میں مسرّت

کی چمک پھر پیدا ہو جاتی ہی، اس کی طرف سر کو جنبش دے کے) میں جانتی ہوں کہ اس کے بعد آپ کیا تعمیر کریں گے۔

سُول نس۔ تو پھر ہلڈا تم مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔

ہلڈا۔ جی ہاں معمار عموماً کُند ذہن ہوتے ہیں۔

سُول نس۔ خیر معلوم تو ہو میں کیا تعمیر کروں گا۔

ہلڈا۔ (پھر سر کی جنبش کے ساتھ) قلعہ۔

سُول نس۔ کون سا قلعہ؟

ہلڈا۔ کیوں؟ میرا قلعہ۔

سُول نس۔ کیوں کیا اب تم قلعے کی بھی طلب گار ہو؟

ہلڈا۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے آپ سے ایک سلطنت ملنی ہی کہ نہیں؟

سُول نس۔ تمھارے کہنے کے مطابق تو ملنی ہی۔

ہلڈا۔ اچھا۔ آپ کو اقرار ہی کہ مجھے سلطنت ملنی ہی۔ اب بتائیے بغیر شاہی قلعے کے سلطنت کیسے مکمّل ہو سکے گی۔

سُول نس۔ (زیادہ زندہ دلی سے) ہاں عموماً یہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔

ہلڈا۔ ٹھیک۔ تو اب میرے لیے قلعہ تعمیر کیجیے۔ اِسی وقت۔

سُول نس۔ (ہنس کر) یہ بھی چاہتی ہو کہ اسی وقت تعمیر ہو جائے؟

ہلڈا۔ ہاں یقیناً۔ دس سال پورے ہو چکے ہیں اور میں اس سے زیادہ انتظار نہیں کر سکتی۔ اچھّا اب لائیے قلعہ حاضر کیجیے مسٹر سُول نس۔

سُول نس۔ ہلڈا تمھارا مقروض ہونا بڑی آفت کی بات ہی۔

ہلڈا۔ یہ آپ کو پہلے ہی سوچ لینا چاہیئے تھا۔ اب تو یہ سب بعد از وقت ہی — اچھا — (میز کو کھٹکھٹا کر) یہیں تعمیر کیجیے میرا قلعہ۔ میں چاہتی ہوں مجھے فوراً مل جائے۔

سُول نِس۔ (ذرا سنجیدگی سے میز پر ہاتھ رکھ کے اس کی طرف جھک کے) ہلڈا تم کس قسم کا قلعہ تصوّر کر رہی ہو۔

(ہلڈا کے چہرے کے آثار زیادہ پُراسرار ہو جاتے ہیں گویا وہ اپنی ہستی کی گہرائیوں کو غور سے دیکھ رہی ہی)

ہلڈا۔ (آہستہ سے) میرا قلعہ بہت بلندی پر ہوگا — بہت زیادہ بلندی پر — جہاں سے جس حد تک نظر کام کرے گی چاروں طرف کا منظر صاف صاف نظر آسکے گا۔

سُول نِس۔ اور اس میں ایک بہت بلند مینار بھی ہوگا۔

ہلڈا۔ انتہائی بلند مینار۔ اور اس مینار کی چوٹی پر ایک جھروکہ — اور میں اُس میں کھڑی ہوا کروں گی —

سُول نِس۔ (بے اختیار اپنی پیشانی تھام کے) اتنی بلندی پر کھڑا ہونے کا تم کو شوق کیوں ہی —

ہلڈا۔ نہیں میں ضرور کھڑی ہوں گی۔ بالکل اوپر کھڑی ہو کر میں نیچے کے لوگوں کو دیکھوں گی — ان لوگوں کو جو کلیسا تعمیر کرتے ہیں یا ماں باپ اور بچّوں کی فوج کے لیے مکان بناتے ہیں۔ آپ کو بھی اس کی اجازت ہوگی کہ اوپر آکے یہ منظر دیکھیں۔

سُول نِس۔ (آہستہ سے) کیا معمار کو اجازت ہوگی کہ اوپر شہزادی کے پاس آسکے ؟

ہلڈا - ہاں اگر معمار چاہے تو

سُول نِس - (اور آہستہ سے) تب تو میں سمجھتا ہوں کہ معمار ضرور آئے گا -

ہلڈا - (سر ہلاکر) معمار ـــــ ضرور آئے گا -

سُول نِس - مگر اس میں کچھ اور تعمیر کرنے کی قوت نہیں رہے گی ـــــ غریب معمار -

ہلڈا - (زندہ دلی سے) کیوں نہیں - ہم دونوں مل کر کام شروع کریں گے ـــــ اور پھر دنیا کی حسین ترین ـــــ نہایت درجہ حسین چیز ـــــ تعمیر کریں گے -

سُول نِس - (مشتاق ہوکر) ہلڈا ـــــ بتاؤ کون سی چیز -

ہلڈا - (اس کی طرف مسکرا کر دیکھتی ہی، سر کو جنبش دیتی ہی - منھ بناتی ہی اور پھر اس طرح کہتی ہی جیسے کسی بچّے سے مخاطب ہو) ـــــ معمار ـــــ معمار ـــــ بڑے کوڑ مغز لوگ ہوتے ہیں -

سُول نِس - ہاں ان کے کوڑ مغز ہونے میں کوئی کلام نہیں - لیکن بتاؤ تو سہی وہ کون سی چیز ہی ـــــ دنیا کی حسین ترین چیز ـــــ جس کو ہم دونوں مل کر تعمیر کریں گے ؟ -

ہلڈا - (کچھ دیر خاموش رہتی ہی، پھر اس کی آنکھوں میں وہی ناقابلِ بیان انداز پیدا ہوجاتا ہی) ہوائی قلعے -

سُول نِس - ہوائی قلعے ؟

ہلڈا - (سر کو جنبش دے کے) ہاں ہوائی قلعے - آپ کو معلوم ہی ہوائی قلعہ کیسا ہوتا ہی ؟

سُول نِس - تم کہ تو رہی ہو کہ وہی دنیا کی حسین ترین چیز ہی -

ہلڈا۔ (جوش سے، اٹھ کر، ہاتھ سے تحقیر کا اشارہ کرتی ہی) ہاں یقیناً ہی تو سہی —— ہوائی قلعے —— جن میں پناہ ملنا بہت آسان ہی اور جن کو بنانا بھی بہت سہل ہی —— (اس کی طرف حقارت سے دیکھ کر) —— خصوصًا ان معماروں کے لیے جن کے —— جن کے ضمیر کو جلد چکّر آجاتا ہی۔

سُول نِس۔ (اُٹھ کر) آج سے ہم تم دونوں مل کر تعمیر شروع کریں گے۔

ہلڈا۔ (مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ) سچ مچ کا ہوائی قلعہ۔

سُول نِس۔ ہاں ایسا جس کی بنیاد مضبوط ہو۔

(راگنار بروِک مکان کی جانب آتا ہی اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سبز ہار ہی جس میں پھول اور ریشمی فیتے لگے ہیں)

ہلڈا۔ (خوشی سے بے قابو ہوکر) ہار! یہ تو بڑا شاندار معلوم ہوگا۔

سُول نِس۔ (تعجب سے) راگنار تم ہار لے کر آئے ہو۔

راگنار۔ میں نے مسٹری سے وعدہ کیا تھا۔

ہلڈا۔ (مطمئن ہوکے) پھر تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ کے والد کی طبیعت ٹھیک ہوگی؟

راگنار۔ نہیں۔

سُول نِس۔ میں نے جو کچھ لکھ دیا تھا کہ اس سے انھیں اطمینان نہیں ہوا؟

راگنار۔ آپ کی تحریر بعد از وقت پہنچی۔

سُول نِس۔ بعد از وقت۔

راگنار۔ جب وہ اُسے لے کر پہنچی تو میرے والد بے ہوش ہو چکے تھے۔ انھیں دورہ پڑ گیا تھا۔

سُول نِس۔ تو پھر تم گھر جاؤ۔ اپنے والد کی تیمارداری کرو۔

راگنار۔ اب اُنہیں میری ضرورت نہیں رہی ۔
سُولنس ۔ پھر بھی تمھارا اُن کے پاس موجود رہنا ضروری ہی۔
راگنار۔ وہ ان کے بستر کے پاس موجود ہی۔
سُولنس ۔(کسی قدر شک کے لہجے میں) کون ؟ کایا
راگنار۔ (اُس کی طرف تاریک نظروں سے دیکھ کر) ہاں ـــــ کایا
سُولنس ۔ اچھّا تم گھر جاؤ راگنار ـــــ ان دونوں کے پاس ۔ ہار مجھے دے دو۔
راگنار۔ (تمسخر کی مسکراہٹ ضبط کرکے) آپ کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ خود ـــــ ؟
سُولنس ۔ میں خود اس کو پہنچاؤں گا ۔ (اس سے ہار لے لیتا ہی) اب تم گھر جاؤ ۔ آج تمھاری ضرورت نہیں ہی۔
راگنار۔ میں جانتا ہوں اب آپ کو میری خدمات کی ضرورت نہیں ہی۔ پھر بھی میں آج یہیں ٹھہروں گا ۔
سُولنس ۔ اگر تمھارا یہی اصرار ہی تو یہیں ٹھہرو۔
ہلڈا ۔ (کٹہرے کے پاس سے) مسٹر سُولنس میں یہاں کھڑی ہو کے آپ کو دیکھوں گی ۔
سُولنس ۔ مجھے دیکھوگی ؟
ہلڈا ۔ بڑا سنسنی خیز منظر ہوگا۔
سُولنس ۔ (آہستہ سے) ہلڈا اس موضوع پر ذرا ٹھہر کے باتیں کریں گے
(ہار لے کے زینے سے نیچے اُتر جاتا ہی اور باغ سے ہوتا ہوا چلا جاتا ہی)
ہلڈا ۔(اس کی طرف دیکھتی رہتی ہی اور پھر راگنار سے کہتی ہی) میرے

خیال میں کم سے کم آپ کو ان کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیئے تھا۔

راگنار۔ شکریہ ؟ مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے تھا ؟

ہلڈا۔ہاں ادا تو کرنا چاہیے تھا۔

راگنار۔ میرے خیال میں مجھے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

ہلڈا۔ آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں۔

راگنار۔ (اس کو جواب دئے بغیر) لیکن مس وانگل میں آپ کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ہوشیار رہیے گا۔ آپ ابھی اُن سے اچھّی طرح واقف۔

ہلڈا۔ (گرمجوشی سے) مجھ سے زیادہ ان سے کوئی واقف نہیں۔

راگنار۔ (جھلاہٹ کی ہنسی ہنس کے) اس کا شکریہ ادا کروں حالانکہ اس نے مجھے سالہا سال الجھائے رکھا۔اُس نے میرے والد کو مجھ پر اعتماد نہ کرنے دیا۔ خود مجھ کو اپنے آپ پر اعتماد نہ کرنے دیا اور یہ سب محض اس وجہ سے کہ وہ ــــ

ہلڈا۔ (گویا کوئی بات اس پر روشن ہو رہی ہو) اس وجہ سے کہ وہ ــــ جلدی کہیے۔

راگنار۔ اِس وجہ سے کہ اس لڑکی کو اپنے پاس رکھّے۔

ہلڈا۔ (کانپ کے، اُس سے مخاطب ہو کے) میز والی لڑکی کو ؟

راگنار۔ ہاں۔

ہلڈا۔ (اپنی مُٹھی کس کے، دھمکا کر) نہیں یہ غلط ہے۔آپ جھوٹ بک رہے ہیں۔

راگنار۔ آج سے قبل مجھے بھی اس کا یقین نہ آتا ــــ مگر آج خود اُس لڑکی نے مجھ سے بیان کیا۔

ہلڈا۔ (اپنے آپے سے باہر ہو کے) اُس نے کیا کہا۔ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ فوراً۔ فوراً۔

راگنار۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اس نے اس کے دل پر قبضہ کر لیا ہی —— پورے دل پر —— اور اس کے تمام خیالات کا مرکز بن گیا ہی۔ کہہ رہی تھی کہ وہ اس کو ہرگز نہ چھوڑے گی —— یہیں رہے گی، یہیں اس کے پاس ——

ہلڈا۔ (خوفناک نظروں سے اسے دیکھ کر) وہ یہاں نہ رہنے پائے گی۔

راگنار۔ (موقع پا کے) کون اُسے یہاں نہ رہنے دے گا؟

ہلڈا۔ (تیزی سے) وہ بھی رہنے نہ دے گا۔

راگنار۔ نہیں —— اب میں پورے قبضّے کو سمجھ گیا۔ اس کے بعد وہ محض —— مُخل ہو گی۔

ہلڈا۔ آپ خاک بھی نہیں سمجھے —— کیونکہ آپ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں آپ کو بتاتی ہوں اُس نے کیوں اُسے اپنے قبضے میں رکھا۔

راگنار۔ اچھّا۔ کیوں؟

ہلڈا۔ تاکہ آپ کو اپنے قبضے میں رکھّے۔

راگنار۔ کیا اُس نے خود آپ سے یہ کہا؟

ہلڈا۔ نہیں۔ مگر یہی بات ہی۔ یہی بات ہونی چاہیے۔ (مجنونہ وحشت سے) میں چاہتی ہوں —— میں چاہتی ہوں کہ یہی بات ہو۔

راگنار۔ اور جوں ہی کہ آپ آئیں اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔

ہلڈا۔ اُس نے آپ کو —— آپ کو چھوڑ دیا۔ کیا آپ کے خیال میں اُس کی ایسی عجیب و غریب عورتوں کی اُسے پروا بھی ہی؟

راگنار۔ (سوچ کے) کیا یہ ممکن ہی کہ اس تمام عرصے میں وہ مجھ سے

ڈرتا رہا ہو؟

ہلڈا ۔ ڈرتا رہا ہو؟ میں اگر آپ کی جگہ ہوتی تو مجھے اس قسم کا مغالطہ نہ ہوتا۔

راگنار ۔ اُس نے بہت پہلے دیکھ لیا ہوگا کہ مجھ میں بھی کچھ صلاحیت موجود ہے۔ اِس کے علاوہ آپ دیکھ رہی ہیں کہ وہ ـــــ کتنا بزدل ہے۔

ہلڈا ۔ وہ اور بزدل ۔ یہ میں کیسے مان لوں ۔

راگنار ۔ ایک لحاظ سے وہ بھی ـــــ معمارِ اعظم بھی بزدل ہے ۔ دوسروں کی زندگی کی راحت تباہ کرنے میں اُسے باک نہیں ـــــ اُس نے میری اور میرے والد کی راحت چھین ہی لی ۔ لیکن جب ایک معمولی سی مچان پر چڑھنے کا سوال درپیش ہوتا ہے تو وہ اس سے جان چُراتا ہے۔

ہلڈا ۔ کاش آپ بھی اس کو اُس عظیم الشان چکرا دینے والی بلندی پر دیکھتے جس پر میں نے دیکھا تھا ۔

راگنار ۔ آپ نے دیکھا تھا ۔

ہلڈا ۔ ہاں میں نے دیکھا تھا وہ کتنا شاندار اور آزاد معلوم ہو رہا تھا جب اُس نے کلیسا کے کلس میں ہار پہنایا تھا ۔

راگنار ۔ مجھے معلوم ہے کہ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ اُس نے اس کی جرأت کی تھی ـــــ صرف ایک مرتبہ ۔ ہم نوجوانوں میں یہ قصّہ روایت کے طور پر پہنچا ہے۔ لیکن دنیا کی کوئی طاقت اُسے دوبارہ اوپر چڑھنے پر آمادہ نہیں کرسکتی ۔

ہلڈا ۔ آج وہ پھر اوپر چڑھے گا ۔

راگنار ۔ (حقارت سے) ہاں کیا کہنے ۔

ہلڈا ۔ دیکھ لیجیے گا ۔

راگنار ۔ نہ میں دیکھ لوں گا نہ آپ ۔

ہلڈا۔ (ناقابلِ ضبط جوش کے ساتھ) ہیں دیکھوں گی، ہیں دیکھوں گی اور ضرور دیکھوں گی۔

راگنار۔ لیکن اس سے یہ ہو ہی نہیں سکے گا۔ ہمت ہی نہیں پڑے گی۔ آپ جانتی ہیں وہ اپنی اس کمزوری پر غالب نہیں آ سکتا —— معمارِ اعظم ہونے کے باوجود۔

(مسز سُول نِس کمرے کے برآمدے میں داخل ہوتی ہی)

مسز سُول نِس۔ (اِدھر اُدھر دیکھ کے) وہ یہاں نہیں ہیں؟ کہیں گئے ہیں۔

راگنار۔ مسٹر سُول نِس نیچے مزدوروں کے پاس ہیں۔

ہلڈا۔ اپنے ساتھ ہار بھی لیتے گئے ہیں۔

مسز سُول نِس۔ (خوفزدہ ہو کر) اپنے ساتھ ہار بھی لے گئے ہیں۔ یا میرے اللہ۔ بروک تم ذرا جلدی سے جاؤ اور کسی طرح ان کو یہاں بھیج دو۔

راگنار۔ مسز سُول نِس کیا میں اُن سے یہ کہہ دوں کہ آپ ان سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

مسز سُول نِس۔ ہاں کہہ دو —— نہیں، نہیں —— یہ مت کہنا کہ مجھے کوئی کام ہی۔ یہ کہہ دو کہ کوئی یہاں ملنے کے لیے آیا ہی۔ اور ان کو جلد بلایا ہی۔

راگنار۔ بہتر مسز سُول نِس میں یہی کہہ دوں گا۔

(زینوں پر سے اُترتا ہوا باغ سے ہوتا ہوا جاتا ہی)

مسز سُول نِس۔ مس وانگل آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی وجہ سے میں کس قدر پریشان ہوں۔

ہلڈا۔ کیا کوئی بات ایسی بھی ہی جس کی وجہ سے آپ اس درجہ خوفزدہ ہوں۔

مسز سُول نِس ۔ ہاں، یقیناً آپ بھی اس کو سمجھ سکتی ہیں ۔ خیال تو کیجیے کہیں وہ سچ مچ یہ کر نہ گزریں ۔ کہیں سچ مچ ان کے دماغ میں مچان پر چڑھنے کی دُھن سما نہ جائے ۔

ہلڈا ۔ (اشتیاق سے) آپ کا خیال ہے کہ وہ یہ کر گزریں گے ؟

مسز سُول نِس ۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان کے دماغ میں کون سی دھن سما جائے گی ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کو کر گزرنے کا خیال ان کے دماغ میں نہ پیدا ہو سکے ۔

ہلڈا ۔ آپ کا بھی یہ خیال ہے کہ وہ شاید ذرا —— ؟

مسز سُول نِس ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے متعلق کیا خیال قایم کروں ۔ ڈاکٹر نے مجھ سے طرح طرح کی باتیں بیان کی ہیں ۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مختلف باتیں جو میں خود ان کی زبان سے سنتی رہتی ہوں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ ——

(ڈاکٹر ہیر دال دروازہ کے پاس آ کے باہر دیکھتا ہے)

ڈاکٹر ہیر دال ۔ ان کے آنے میں ابھی دیر ہے ؟

مسز سُول نِس ۔ ہاں غالباً ۔ بہرحال میں نے ان کو بُلا تو بھیجا ہے ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ (آگے بڑھ کے) عزیز خاتون ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ کو اندر چلنا چاہیے ——

مسز سُول نِس ۔ نہیں میں یہیں ٹھہر کے ہال وار کا انتظار کروں گی ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ لیکن کچھ خواتین ابھی ابھی آپ سے ملنے آئی ہیں ——

مسز سُول نِس ۔ یا میرے خدا ۔ عین اس وقت ——

ڈاکٹر ہیر دال ۔ کہہ رہی ہیں کہ وہ خاص طور پر رسم دیکھنے آئی ہیں ۔

مسز سُول نِس - اچھا میں سمجھتی ہوں مجھے ان سے ملنے جانا ہی پڑے گا۔ میرا فرض ہی۔

ہلڈا - کیا آپ اِن خواتین کو رخصت نہیں کر سکتیں ؟

مسز سُول نِس - نہیں یہ نہیں ہو سکتا - وہ یہاں آچکی ہیں تو میرا فرض ہی کہ جا کے اُن سے ملوں - مگر اِس اثنا میں آپ یہیں ٹھہریے —— اور جب وہ واپس آجائیں تو انھیں یہیں روک لیجیے -

ڈاکٹر ہیرڈال - اور جس حد تک ممکن ہو انھیں باتوں میں لگائے رکھیے -

مسز سُول نِس - ہاں ضرور مس وانگل جس حد تک ممکن ہو انھیں اپنے قابو میں رکھیے گا -

ہلڈا - لیکن یہ تو آپ کے لیے زیادہ مناسب تھا ؟

مسز سُول نِس - ہاں خُدا گواہ ہی کہ یہ میرا فرض تھا - لیکن جب کسی کو مختلف قسم کے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں تو ——

ڈاکٹر ہیرڈال - (باغ کی طرف دیکھ کر) وہ آتو رہے ہیں

مسز سُول نِس - اور مجھے اندر جانا ہی -

ڈاکٹر ہیرڈال - (ہلڈا سے) میرے یہاں موجود ہونے کا اُن سے ذکر نہ کیجیے گا -

ہلڈا - نہیں نہیں میں مسٹر سُول نِس سے باتیں کرنے کے لیے کوئی اور موضوع تلاش کرلوں گی -

مسز سُول نِس - اس کا خیال رکھیے کہ انھیں اپنے قابو میں رکھیے گا۔ مجھے یقین ہی کہ آپ ہی اِس کام کو اچھی طرح انجام دے سکتی ہیں -

(مسز سُول نس اور ڈاکٹر ہیر دال مکان کے اندر جاتے ہیں - ہلڈا برآمدے میں اُسی طرح کھڑی رہتی ہی- سُول نس باغ سے زینوں پر چڑھتا ہوا آتا ہی)

سُول نس - میں نے سُنا کسی نے مجھے بلا بھیجا تھا -

ہلڈا - ہاں میں نے ہی بُلایا تھا مسٹر سُول نس -

سُول نس - تم نے بُلایا تھا ہلڈا - میں ڈر رہا تھا کہ ایلن نے یا ڈاکٹر نے مجھے بلایا ہوگا -

ہلڈا - تب تو معلوم ہوتا ہی کہ آپ بہت جلد ڈر جاتے ہیں -

سُول نس - کیا تمھارا یہی خیال ہی ؟

ہلڈا - ہاں - آپ کو معلوم ہی لوگ کہتے ہیں کہ آپ اوپر چڑھنے —— مچان پر چڑھنے سے ڈرتے ہیں -

سُول نس - خیر یہ تو ایک بالکل دوسری بات ہی -

ہلڈا - تو پھر یہ سچ ہی کہ آپ اوپر چڑھنے سے ڈرتے ہیں -

سُول نس - ہاں ڈرتا ہوں -

ہلڈا - نیچے گر پڑنے اور مرنے سے ڈرتے ہیں

سُول نس - نہیں اس سے نہیں -

ہلڈا - پھر کس چیز سے ؟

سُول نس - ہلڈا میں مکافات سے ڈرتا ہوں -

ہلڈا - مکافات سے ؟ (سر ہلاکر) میں نہیں سمجھ سکی -

سُول نس - بیٹھ جاؤ تو میں تم سے کچھ بیان کروں -

ہلڈا۔ ہاں ہاں ضرور۔ فوراً۔

(کٹہرے کے قریب ایک اسٹول پر بیٹھ جاتی ہی اور متوجہ ہوکر اس کی طرف دیکھنے لگتی ہی)

سُول نِس۔ (اپنی ٹوپی میز پر پٹک کر) تم کو معلوم ہی میں نے جب کام شروع کیا تو کلیساؤں کی تعمیر سے ابتدا کی۔

ہلڈا۔ (سر کے اشارے سے) ہاں یہ تو معلوم ہی۔

سُول نِس۔ کیونکہ میرا لڑکپن دیہات کے ایک دین دار گھرانے میں گزرا تھا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ کلیساؤں کی تعمیر ہی وہ مقدّس کام ہی جو مجھے انجام دینا ہی۔

ہلڈا۔ ہاں ہاں۔

سُول نِس۔ اور میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے یہ چھوٹے چھوٹے کلیسے اس قدر دیانت اور گرمجوشی اور سچی عقیدت کے ساتھ تعمیر کیے کہ ——کہ ——

ہلڈا۔ کہ —— ؟ کیا ؟

سُول نِس۔ کہ میں سمجھا کہ وہ بھی مجھ سے خوش ہوگیا ہوگا۔

ہلڈا۔ وہ ؟ وہ کون ؟

سُول نِس۔ وہ جس کی عبادت کے لیے کلیسا تعمیر کیے جاتے ہیں جس کی تعظیم اور عظمت کے لیے کلیسا وقف ہیں۔

ہلڈا۔ ٹھیک ہی۔ لیکن پھر کیا آپ کو اس کا کامل یقین ہی —— کہ وہ آپ سے خوش نہیں ہوا ؟

سُول نِس۔ وہ اور مجھ سے خوش ؟ ہلڈا تم بھی کیسی باتیں کرتی ہو۔

وہ جس نے میرے اندر یہ دیو پیدا کیا اور اُسے اختیار دے دیا کہ مجھ پر جس طرح چاہے حکومت کرے۔ جس نے اپنے حکم سے رات دن میری خدمت کے لیے یہ تمام ـــــ یہ تمام ـــــ

ہلڈا۔ شیاطین ـــــ

سُول نس۔ ہاں دونوں قسم کے شیاطین مقرر کیے۔ نہیں اس نے مجھے واضح طور پر محسوس کرا دیا کہ وہ مجھ سے خوش نہیں (پُراسرار لہجے میں) اب سمجھیں؟ یہی اصلی وجہ تھی اُس پُرانے مکان کو جلا بھی دیا۔

ہلڈا۔ یہ وجہ کیسے تھی؟

سُول نس۔ تم نہیں سمجھیں؟ وہ مجھے اس کا موقع دینا چاہتا تھا کہ میں اپنے شعبۂ فن کا کامل ماہر بن جاؤں ـــــ تاکہ اس کے لیے زیادہ شاندار کلیسے تعمیر کر سکوں۔ پہلے پہل تو میں اُس کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔ لیکن دفعتاً مجھ پر یہ روشن ہو گیا۔

ہلڈا۔ کب؟

سُول نس۔ جب میں لی سان گر کے کلیسا کا مینار تعمیر کر رہا تھا۔

ہلڈا۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔

سُول نس۔ کیونکہ ہلڈا وہاں اس اجنبی ماحول میں میں یہی سوچتا اور دِل ہی دل میں غور کرتا پھرتا تھا۔ تب مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ کیوں اس نے میرے چھوٹے چھوٹے بچّوں کو اُٹھا لیا۔ اس لیے کہ کوئی چیز ایسی نہ رہ جائے جو مجھے اپنی طرف کھینچ کے اُلجھا سکے۔ محبّت یا مسرّت یا کوئی اِس قسم کی چیز مجھے اُلجھا نہ سکے۔ سمجھیں تم؟ میں صِرف معمارِ اعظم بن سکوں اور کچھ نہیں اور اپنی ساری عمر اس کے لیے عبادت خانے تعمیر کرنے میں گزار دوں (ہنستا ہے) لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

ہلڈا۔ اس کے بعد آپ نے کیا کیا؟

سُول نِس - سب سے پہلے تو میں نے اپنے دل کو ٹٹول کے اس کا امتحان کیا -

ہلڈا - پھر؟

سُول نِس - پھر میں ایک ناممکن کام کرگزرا —— جس کی تکمیل میں میرا حصّہ اس کے برابر تھا -

ہلڈا - ناممکن کام ؟

سُول نِس - اِس سے پہلے میں نے کبھی اونچی کُھلی ہوی بلندی تک چڑھنے کی ہمّت نہیں کی تھی - مگر اُس دِن میں یہ کرگزرا -

ہلڈا - (خوشی سے اُچھل کر) ہاں آپ کرگزرے -

سُول نِس - اور جب میں وہاں ہر چیز سے زیادہ بلندی پر کھڑا کلس میں ہار پہنا رہا تھا میں نے اس سے کہا "اے قادرِ مطلق سُن - آج کے دن سے میں بھی اپنے میدان میں —— آزاد معمار بنتا ہوں —— جس طرح تو اپنے میدان میں بالکل آزاد ہی - میں تیرے لیے کلیسے بنانے چھوڑدوں گا —— صِرف بنی نوع انسان کے لیے رہنے کے گھر بناوُں گا -

ہلڈا - (جس کی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں) یہی وہ گیت تھا جس کی آواز میں نے ہوا میں سُنی تھی -

سُول نِس - مگر اِس کے بعد اس کی باری آئی -

ہلڈا - اس سے آپ کا کیا مطلب ہی ؟

سُول نِس - (مایوسی سے اس کی طرف دیکھ کر) بنی نوع انسان کے لیے مکانات بنانا بالکل لاحاصِل نکلا ، ہلڈا -

ہلڈا - یہ آپ اب کہہ رہے ہیں -

سُول نِس ۔ ہاں کیونکہ اب مجھے اس کا اندازہ ہوسکا ۔ اِن مکانوں سے انسانوں کو کچھ حاصل نہیں ہُوا ـــــ راحت نہیں حاصل ہوسکی ۔ اور اگر میرا بھی کوئی ایسا مکان ہوتا تو مجھے بھی کچھ نہ حاصل ہوتا (دھیمی تلخ ہنسی کے ساتھ) گذشتہ واقعات پر ہیں جس قدر نظر دوڑاتا ہوں مجھے پورے کام کا یہی انجام نظر آتا ہی۔ میں نے حقیقت میں کوئی چیز نہیں تعمیر کی ۔ اور نہ تعمیر کا موقع حاصل کرنے کے لیے میں نے کوئی قربانی کی ۔ کچھ نہیں ، کچھ نہیں ۔ یہ سب کچھ نہیں ۔

ہلڈا ۔ اب آپ تعمیر بالکل ترک کردیں گے ؟

سُول نِس ۔ (زندہ دلی سے) نہیں ، برخلاف اس کے ، اب تو میں تعمیر شروع کروں گا ۔

ہلڈا ۔ اچھا تو کیا ؟ آپ کیا تعمیر کریں گے ؟ بتایئے ۔

سُول نِس ۔ میں سمجھتا ہوں انسانی راحت صرف ایک مکان میں مِل سکتی ہی ـــــ اور اب میں اُسی کو تعمیر کرنے والا ہوں ۔

ہلڈا ۔ (نظر جما کے ، اُسے دیکھ کے) مسٹر سُول نِس ـــــ آپ ہمارے ہوائی قلعے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔

سُول نِس ۔ ہوائی قلعہ ـــــ ہاں

ہلڈا ۔ مجھے اندیشہ ہی کہ آدھی دور تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو چکّر آجائے گا ۔

سُول نِس ۔ لیکن ہلڈا اگر تمھارے ہاتھ میں ہاتھ دے کے اوپر چڑھوں تو چکّر نہ آئے گا ۔

ہلڈا ۔ (جس کے چہرے سے دبی ہوئی ناراضی ظاہر ہوتی ہی) صرف میرے ساتھ ؟ کیا ہمارے ساتھ کوئی اور نہ ہوگا ۔

سُول نِس۔ اور کون ہو سکتا ہی۔

ہلڈا۔ مثلاً وہ لڑکی —— میز والی کایا۔ اُس پجاری —— کو اپنے ساتھ لے جانا نہ چاہیں گے ؟

سُول نِس۔ او ہو۔ تو کیا ایلن تم سے اس کا ذکر کر رہی تھی ؟

ہلڈا۔ کیوں یہ سچ ہی نا ؟ ہی کہ نہیں ؟

سُول نِس۔ (جوش سے) میں ایسے سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ مجھ پر اعتماد کرنا ہی تو کامل اور مکمّل اعتماد کرو۔

ہلڈا۔ اِس پورے دس سال کے عرصے میں میں نے آپ پر کامل اعتماد کیا ہی —— کامل اعتماد۔

سُول نِس۔ مجھ پر برابر اعتماد کرتی رہو۔

ہلڈا۔ تو پھر میں آپ کو بلندی پر، کھُلی ہوئی بلندی پر کھڑا دیکھنا چاہتی ہوں۔

سُول نِس۔ (افسردگی سے) مگر ہلڈا —— میں روز روز یہ نہیں کر سکتا۔

ہلڈا۔ (بہت جوش سے) مگر آپ کو یہ کرنا پڑے گا۔ میں کہتی ہوں آپ کو یہ کرنا پڑے گا۔ (خوشامد سے) صرف ایک بار اور مسٹر سُول نِس صرف ایک بار اور ناممکن کام کر گزرے۔

سُول نِس۔ (کھڑا ہو کر اُس کی آنکھوں کی گہرائی کو دیکھ کر) اگر میں یہ کر گزروں گا ہلڈا تو پھر میں بلندی پر کھڑا ہو کے اُس سے اسی طرح باتیں کروں گا جیسے میں نے پہلی مرتبہ باتیں کی تھیں۔

ہلڈا۔ (بڑھتی ہوئی بے تابی کے ساتھ) آپ اس سے کیا کہیں گے ؟

سُول نِس۔ میں اس سے کہوں گا "سُن اے قادرِ مطلق جس طرح تو مناسب سمجھے میرا انصاف کر۔ لیکن اب سے میں دُنیا کی حسین ترین چیز کے سوا اور کوئی چیز

تعمیر نہ کروں گا ـــــ"

ہلڈا ۔ (بے خود ہوکر) ہاں ـــــ ہاں ـــــ ہاں ۔

سُول نس ـــــ "اور اس کو میں ایک شاہزادی کی شرکت سے تعمیر کروں گا جس سے مجھے محبّت ہی" ـــــ

ہلڈا ۔ ہاں اس سے یہ کہدینا ۔ ضرور کہدینا ۔

سُول نس ۔ ہاں ، اور پھر میں اس سے کہوں گا "اب میں نیچے اترتا ہوں اور اتر کے اسے اپنی آغوش میں لے لوں گا اور اُسے بوسے دوں گا ـــــ"

ہلڈا ۔ کئی مرتبہ ۔ یہ بھی کہدینا ۔

سُول نس ۔ ـــــ کئی کئی مرتبہ ۔ یہ میں کہ دونگا ۔

ہلڈا ۔ اور پھر ـــــ ؟

سُول نس ۔ پھر میں ٹوپی ہلاؤں گا اور نیچے اُتر آؤں گا ۔ اور جو اس سے کہا تھا اُس پر عمل کروں گا ۔

ہلڈا ۔ (ہاتھ بڑھا کے) اب پھر میں آپ کو دہی بنتا دیکھ رہی ہوں جو میں نے اس وقت دیکھا تھا جب ہوا میں گیت کی آواز آ رہی تھی ۔

سُول نس ۔ (سر جھکائے ہوئے اس کی طرف دیکھتا ہی) مگر ہلڈا تم اب جیسی بن گئی ہو ، کیسے بنیں ؟

ہلڈا ۔ میں اب جیسی بن گئی ہوں آپ نے مجھے کیسے بنا دیا ؟

سُول نس ۔ (اختصار اور عزم کے ساتھ) شہزادی کو قلعہ مل جائے گا ۔

ہلڈا ۔ (مسرور ہوکے ، تالیاں بجاکر) مسٹر سُول نس ـــــ میرا پیارا پیارا قلعہ ـــــ ہمارا ہوائی قلعہ ۔

سُول نس ۔ جس کی بنیاد مضبوط ہوگی ۔

(سڑک پر لوگوں کا مجمع ہوگیا ہی جو درختوں میں سے کچھ کچھ نظر آتا ہی۔ دُور نئے مکان کے پیچھے سے باجوں کے بجنے کی آواز آتی ہی۔ مسز سُول نس فر کا کالر پہنے ہوئے کچھ خواتین اور ڈاکٹر ہیردال کے ساتھ جو اُس کی سفید شال اپنے بازو پر لیے ہوئے ہی۔ برآمدے میں آتی ہی۔ عین اسی وقت راگنار بروِک بھی باغ سے ہوتا ہوا اوپر آتا ہی)۔

مسز سُول نِس ۔ (راگنار سے) کیا باجوں کا بھی انتظام کیا گیا ہی۔

راگنار ۔ ہاں (سُول نس سے) مستری نے آپ سے یہ کہہ دینے کو کہا ہی کہ وہ ہار لے کے اوپر چڑھنے کو تیار ہو چکا ہی۔

سُول نِس ۔ (اپنی ٹوپی اُٹھا کر) اچھا۔ میں خود اس کے پاس چلتا ہوں۔

مسز سُول نِس ۔ (پریشان ہوکر) تم وہاں کیوں جا رہے ہو ہال وار؟

سُول نِس ۔ (بے رُخی سے) میں وہاں نیچے مزدوروں کے پاس موجود رہوں گا۔

مسز سُول نس ۔ ہاں نیچے ہی رہنا — بس نیچے ہی رہنا۔

سُول نِس ۔ وہیں رہوں گا جہاں ہمیشہ رہتا ہوں — حسبِ معمول (زینوں سے اتر کر باغ سے ہوتا ہوا چلا جاتا ہی)۔

مسز سُول نِس ۔ (کٹہرے پر سے جُھک کے اُسے پُکار کر) مگر اُس آدمی سے کہہ دینا کہ احتیاط سے اوپر چڑھے۔ اس کا وعدہ کرلو ہال وار۔

ڈاکٹر ہیردال ۔ (مسز سُول نس سے) دیکھا آپ نے؟ میں نے ٹھیک کہا تھا؟ اُس نے اِس حماقت کا ارادہ بالکل ترک کر دیا ہی۔

مسز سُول نِس ۔ اب ذرا جان میں جان آئی ہی۔ دو مرتبہ مزدور اوپر سے گر چکے ہیں اور دونوں مرتبہ گرتے ہی مر گئے۔ (مڑ کے ہلڈا سے) شکریہ آپ کا

مس وانگل کہ آپ نے اُنھیں اپنے قابو میں کرلیا اُن پر میرا بس تو ہرگز نہ چل سکتا۔

ڈاکٹر ہیردال - (مذاق سے) ہاں ہاں مس وانگل جب آپ کا جی چاہتا ہی تو آپ مردوں کو اپنے قابو میں خوب کرلیتی ہیں۔

(مسز سُول نس اور ڈاکٹر ہیردال خوانین کے پاس جاتے ہیں جو زینوں کے قریب کھڑی ہوئی باغ کی جانب دیکھ رہی ہیں ہلڈا سامنے کٹہرے کے پاس کھڑی رہتی ہی - راگنار اس کے قریب جاتا ہی)۔

راگنار - (ہنسی کو ضبط کرکے سرگوشی کے لہجے میں) مس وانگل —— آپ اُن نوجوانوں کو دیکھ رہی ہیں جو سڑک پر جمع ہیں ؟

ہلڈا - ہاں -

راگنار - یہ سب میرے ساتھی طالب علم ہیں جو اپنے اُستاد کو دیکھنے آئے ہیں۔

ہلڈا - اُسے دیکھنے کیوں آئے ہیں ؟

راگنار - یہ دیکھنے آئے ہیں کہ اس میں اپنے مکان کی چوٹی تک چڑھنے کی بھی ہمت نہیں -

ہلڈا - یہ لڑکے محض یہی دیکھنے آئے ہیں ؟

راگنار - (حقارت اور نفرت سے) اس نے اتنے دنوں تک ہم کو اُبھرنے نہ دیا —— اب ہم یہ دیکھنے آئے ہیں کہ وہ اپنی بلندی کے برابر بھی اُبھر نہیں سکتا۔

ہلڈا - مگر آپ لوگ یہ نہیں دیکھیں گے - اِس مرتبہ تو نہیں -

راگنار - (مسکراکر) اچھا - تو پھر ہم اس کو کہاں دیکھیں گے -

ہلڈا - بُلندی پر —— بلندی پر کلس کے پاس - تُم اُس کو وہاں دیکھو گے -

راگنار - اُس کو نا ؟ ہاں کیا کہنے -

ہلڈا - اُس نے چوٹی تک پہنچنے کی ٹھان لی ہی —— اور چوٹی ہی پر تم اس کو دیکھو گے۔

راگنار۔ ٹھان لی ہے۔ ہاں، یہ تو میں بھی آسانی سے مان سکتا ہوں۔ مگر وہ یہ کر کے نہیں دکھا سکتا آدھی دُور پہنچنے سے پہلے، بہت پہلے ہی اُس کا سر چکرانے لگے گا۔ اور ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل رینگ کر اُسے اُتر آنا پڑے گا۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ (اشارے سے بتا کے) دیکھو۔ مستری سیڑھیاں چڑھ رہا ہے۔

مِسز سول نس۔ ہاں اور اُس کے ہاتھ میں ہار بھی ہے۔ خدا کرے ذرا احتیاط سے چڑھے۔

راگنار۔ (اس طرح دیکھ کر گویا اس کی آنکھوں کو یقین نہیں آرہا ہے، اور چلّا کے) کیوں، مگر یہ تو ——

ہلڈا۔ (سرور و انبساط سے چلّا کے) خود معمارِ اعظم تو نہیں؟

مسز سُول نس۔ (خوف سے چیخ کے) ہاں ہال وار ہی ہے۔ یا میرے اللہ —— ہال وار۔ ہال وار۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ خاموش۔ اُسے پکاریے مَت۔

مسز سول نس۔ (تقریباً آپے سے باہر ہو کے) بس اس کے پاس جاؤں گی۔ میں اس کے پاس جاؤں گی۔ میں اسے نیچے اتاروں گی۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ (اُسے روک کے۔ آپ لوگوں میں سے کوئی حرکت نہ کرے۔ آواز تک نہ نکالے۔

ہلڈا۔ (بے حس و حرکت سُول نس ہی کی طرف نظر جمائے ہوئے) وہ چڑھتا جا رہا ہے، چڑھتا جا رہا ہے، بلند تر، بلند تر، بلند تر، بلند تر، دیکھو۔ ذرا دیکھو۔

راگنار۔ (دم بخود) اب وہ واپس پلٹے گا۔ مجبوراً اُسے پلٹنا پڑے گا۔

ہلڈا۔ وہ چڑھتا جا رہا ہے، چڑھتا جا رہا ہے، کوئی دم میں چوٹی تک پہنچ جائے گا۔

مسز سُولنِس ۔ مارے خوف کے میرا کام تمام ہوا جارہا ہے۔ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔

ڈاکٹر ہیردال ۔ تو اس کی طرف مت دیکھیے۔

ہلڈا ۔ دیکھو اب وہ بالکل اوپر کے تختوں پر پہنچ گیا ہے۔ بالکل چوٹی پر

ڈاکٹر ہیردال ۔ کوئی جنبش نہ کرے۔ سُن رہی ہو۔

ہلڈا ۔ (دبے ہوئے جوش سے سرور کے عالم میں) آخرکار آخرکار۔ اب میں پھر اس کو اسی عظمت اور آزادی کی منزل پر دیکھ رہی ہوں۔

راگنار ۔ (مشکل سے آواز نکال کر) مگر یہ ناممکن ——

ہلڈا ۔ اس دس سال کے عرصے میں میں اسی طرح اس کا تصوّر کرتی رہی۔ کس قدر مضبوط جما ہوا کھڑا ہے۔ کیا سنسنی خیز منظر ہے۔ اس کی طرف دیکھو۔ اب وہ کلس میں ہار پہنا رہا ہے۔

راگنار ۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میری آنکھیں کوئی ناممکن چیز دیکھ رہی ہیں۔

ہلڈا ۔ ہاں وہ ناممکن چیز کو ممکن بنا رہا ہے۔ (اس کی آنکھوں میں وہی ناقابل بیان جھلک پیدا ہو جاتی ہے) کیا اوپر اس کے ساتھ کوئی اور بھی آپ کو نظر آرہا ہے؟

راگنار ۔ اور تو کوئی نہیں۔

ہلڈا ۔ کوئی اور بھی ہے جس سے وہ مقابلہ کر رہا ہے۔

راگنار ۔ آپ کا خیال غلط ہے۔

ہلڈا ۔ اور آپ کو ہوا میں کوئی گیت بھی نہیں سنائی دے رہا ہے؟

راگنار ۔ یہ درختوں کی پھننگوں سے ہوا کے ٹکرانے کی آواز ہوگی۔

ہلڈا ۔ میں ایک گیت سُن رہی ہوں —— ایک عظیم الشان گیت۔ (وحشتناک سرور کے عالم میں چلّاتی ہے) دیکھو دیکھو۔ اب وہ ٹوپی ہلا رہا ہے۔ نیچے ہماری طرف

ہلا رہا ہے۔ جواب میں یہاں سے کوئی چیز ہلاؤ، کیونکہ اب کام پورا ہو چکا ہے۔
(ڈاکٹر سے سفید شال کھینچتی ہے اور زور زور سے ہلاتی ہے۔ اور سُول نس کی طرف پکارتی ہے) معمارِ اعظم سُول نس کی جے۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ ٹھہرو، ٹھہرو۔ خدا کے لیے — برآمدے سے خواتین اپنی دستیاں ہلاتی ہیں اور سڑک کے لوگ بھی سن کر "جے" کا نعرہ لگانا شروع کرتے ہیں۔ پھر دفعتًا خاموش ہو جاتے ہیں۔ پورے مجمع سے خوف کی ایک چیخ نکلتی ہے ایک انسانی جسم تختوں اور لکڑی کے ٹکڑوں کے ساتھ درختوں کے پیچھے گرتا ہوا کچھ دکھائی دیتا ہے)

مسز سُول نس اور خواتین ۔ (ایک ہی ساتھ) گر پڑا۔ گر پڑا۔ (مسز سُول نس لڑکھڑا کے پیچھے کی طرف غش کھا کے خواتین کے درمیان گر پڑتی ہے جو اُس کو اُٹھا لیتی ہیں۔ چاروں طرف گڑبڑ اور شور و غل ہے۔ سڑک کا مجمع باڑ کو توڑ کر باغ میں گھس آتا ہے۔ عین اُس وقت ڈاکٹر ہیروال بھی دوڑ کے اُسی طرف چلا جاتا ہے۔ مختصر سا وقفہ۔)

ہلڈا ۔ (اوپر نظر جما کے اور تقریبًا مبہوت ہو کے) میرا معمارِ اعظم۔

راگنار ۔ (جنگلے کا سہارا لے کر کانپتا ہوا) اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں گے وہیں کام تمام ہو گیا ہوگا۔

خواتین میں سے ایک ۔ (اس حالت میں کہ سب مسز سُول نس کو مکان میں لیے جا رہی ہیں) جلدی سے ڈاکٹر کو بُلالو۔

راگنار ۔ مجھ میں ایک قدم ہل سکنے کی طاقت نہیں۔

دوسری خاتون ۔ کسی اور کو پکارو۔

راگنار ۔ (پکارنے کی کوشش کر کے) کیا ہوا — ابھی زندہ ہے؟

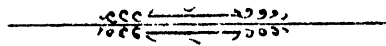
ایک آواز - (نیچے، باغ سے) مسٹر سُول نس - مر چکے ہیں -

دوسری آوازیں - (قریب سے) سر بالکل پاش پاش ہو گیا —— عین پتھروں کے غار میں گرے -

ہلڈا - (راگنار کی طرف مڑ کے آہستہ سے) اب وہ مجھے وہاں اوپر نظر نہیں آ رہا ہی -

راگنار - بڑا خوفناک حادثہ ہی - خیر بہر حال وہ اِس کام کو پورا کر کے نہ دکھا سکا -

ہلڈا - (خاموش اور مسحور، لیکن کامرانی کے لہجے میں) لیکن وہ عین چوٹی پر پہنچ گیا - اور میں نے ہوا میں بانسریوں کے بجنے کی آواز سُنی - (ہوا میں شال ہلاتی ہی اور مجنونانہ وحشت سے چلّاتی ہی) میرا —— میرا معمارِ اعظم -



The Master Builder he uses an individual example and a dramatic picture to emphasize that it is equally impossible to recover one's past : when a man of advanced years attempts to rival the achievements of his youth he only works his own destruction. True, the attempt may be marked by a certain beauty and greatness—Hilda thinks she hears "harps in the air" as Solness climbs—but the fall is inevitable, for the thing she has incited him to undertake is really what Ibsen's great friend and rival Bjrnstjerne Bjrnson called "beyond human power".

The Master Builder is thus bound up in many ways with Ibsen's own life story, with a Norwegian *milieu*, and with the literary change of front which occurred round about 1890. But in its fundamental aspects, its idea, and its conception of mankind this drama is universal and timeless, intelligible even in the most different parts of the world inhabited by man.

FRANCIS BULL,
Professor in literature
at the University of Oslo.

(اردو ترجمہ کتاب کے شروع میں ملاحظہ فرمائیے)

presentation of a Norwegian young girl. Ibsen had made careful studies at home in Norway before he created the character of Hilda.

The same holds true also of Solness' relation to Ragnar Brovik. Only a few months after his return home, Ibsen began to feel that the younger Norwegian authors did not regard him only as a great and awe-inspiring world celebrity. Some of them were quite openly antagonistic, declaring that he belonged to the past and that social moralisers, problem debaters and all the literary "realism" and "naturalism" of the 'eighties could no longer be tolerated: the new era demanded a different kind of psychology, which probed the depths of the unconscious mind, revealing the mysterious and obscure elements of the human soul. Ibsen was not insensitive to this opposition, but it must have occasioned him some quiet amusement to reflect that he had actually realized part of his younger colleagues' programme already in *The Lady from the Sea* In *The Master Builder* he continued along the same path, in so far as he showed how Solness came to recognize that there were dangerous demonic powers within him, which at times could take complete possession of his conscious self.

The whole drama is, from one point of view, a declaration of love addressed to youth Solness allows himself to be bewitched by Hilda, and his behaviour to Ragnar Brovik is dictated by a jealous fear that is founded on admiration. But the play tells us also that it is vain for a man who is aging to try to make himself young again. Henrik Ibsen's drama often aims at showing that no one can escape from his past: it will always come back to demand punishment or expiation. But in

however, to Ibsen to put his experience of life and his confessions in the mouth of a master builder, for he was well aware that the dramatic effect of what he wrote was in no small measure due to the architectural perfection of every play, to his power of building airy castles on foundations embodying a combination of constructive imagination, stage technique, and a profound knowledge of human nature rivalled by few in the world's literature

Solness' relation to his home and to his art becomes dramatic the moment he is brought face to face with youth with the new generation of his rivals and successors represented by Ragnar Brovik, and with the same generation as it meets him in the shape of the girl Hilda, captivating, inspiriting and terrifying in her ruthless sincerity, her enthusiasm, and the uncompromising demand that he shall fulfil his early promise and live up to all that is highest and best in him, to his *own* youth.

Henrik Ibsen had been strongly impressed by his meeting with the new generation on his return to Norway in 1891. In imagination he had already met Hilda. As a half-grown girl she had appeared in his preceding drama, *The Lady from the Sea* ; but he knew her better now, and in *The Master Builder* she is no longer the lightly sketched subordinate character, but the dominating force in the action. It is significant that each Act closes with one of her speeches, and the scene where she demands "The kingdom on the table !" is one of the climaxes of the play. Hilda's favourite word is " thrilling", a word which may be applied to herself, for her complex nature gives us constant surprises in every scene and keeps us in a constant thrill of excitement. She strikes Norwegians as being a living

INTRODUCTION

THE MASTER BUILDER.

"Bygmester Solness" *The Master Builder*, which appeared on December 12, 1892, was the first play that Henrik Ibsen wrote after his return to Norway. For twenty-seven years—from his thirty-sixth to his sixty-third year—he had lived abroad, and now when he came home the memories of his youth sprang to life, but at the same time he felt that during his exile he had become an old man. He had been so deeply engrossed in his literary production that he had suffered life to pass him by. So *The Master Builder* became a drama of the artistic egoism that kills the joy of life; of a man who is beginning to grow old and who looks at youth with a mixture of fear and admiration.

The poetic drama *Brand*, composed in 1865, the year after Ibsen tore himself away from his country, is concerned with a man who sacrificed all he loved for an idea, a call,—and who won the martyr's crown. *The Master Builder* is a kind of answer to *Brand*, twenty-seven years later; perhaps we should rather term it a question: Was it right to have acted in that way, or is it wrong of a man to renounce life's happiness in order to comply with the demands of an idea, a call? Henrik Ibsen's four last plays, from *The Master Builder* to *When we Dead Awaken*, may all be seen as personal, dramatized confessions treating of this age-long conflict between art and life, a call and human happiness, duty and desire. In the first and the last of them we hear it as an undertone expressing the dramatist's wistful longing for the happiness he missed because the call won, with its imperative "All or nothing."

When the title character in *The Master Builder* speaks of his art, much that is said is no less appropriate to the author's than to the builder's art; it came natural.

انجمن کی چند تازہ ترین مطبوعات

حیاتِ جاوید

مولانا حالی مرحوم نے اس قابل قدر تصنیف میں سرسید احمد خاں مرحوم کے حالات نہایت شرح وبسط سے لکھے ہیں۔ زبان و مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب اُردو زبان کی بے نظیر تصنیف ہے اب کہیں نہیں ملتی۔ اس لیے انجمن ترقی اُردو (ہند) نے اب اسے اپنے اہتمام سے شایع کیا ہے اس اڈیشن میں سرسید کے علاوہ مولانا حالی کی تصویر بھی دی گئی ہے قیمت مجلد پانچ روپے بارہ آنے۔

تاریخ ادبیاتِ ایران در عہدِ جدید

پروفیسر براؤن مرحوم کی شہرۂ آفاق کتاب Literary History of Persia کی چوتھی جلد کا ترجمہ ہے جس میں ۱۵۰۰ء سے لے کر ۱۹۲۴ء تک ایران کی تاریخ ادبیات کا حال شرح و بسط کے ساتھ دیا گیا ہے فارسی زبان کے متعلق تحقیقی کام کرنے والوں اور فارسی ادب کے طلبہ کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ حجم تقریباً سات سو صفحے قیمت مجلد چار روپے آٹھ آنے غیر مجلد چار روپے

حکایاتِ رومی (حصہ اوّل)

مولانا رومیؒ کی مثنوی شریف میں حکایات، محاضرات اور مطائبات کے پیرایے میں اخلاق و نفسیات کے باریک مسائل کو نہایت عمدگی سے سمجھایا گیا ہے انجمن ترقی اُردو نے ان حکایات کا انتخاب بڑے اہتمام سے اُردو میں ترجمہ کرایا ہے اور زبان نہایت سلیس اور شگفتہ رکھی گئی ہے تاکہ بچے اور معمولی خواندہ لوگ بھی ان کہانیوں کو شوق سے پڑھیں اور حضرت مولاناؒ کے روحانی فیوض سے مستفیض ہوں۔ یہ کتاب دو قسم کے کاغذ پر چھاپی گئی ہے قیمت مجلد (معمولی کاغذ) ۱۲؍ عمدہ کاغذ ۱؍ غیر مجلد (معمولی کاغذ) ۸؍ عمدہ کاغذ ۱۲؍

شکنتلا

یہ کالی داس کی مہا تصنیف ہے اس کا ترجمہ دنیا کی تمام شایستہ زبانوں میں ہو چکا ہے اُردو میں بھی اس کا وجود ہے لیکن مسخ صورت میں۔ اب پہلی بار راست سنسکرت سے سید اختر حسین صاحب رائے پوری نے اُردو میں ترجمہ کیا ہے اور اس امر کا التزام کیا گیا ہے کہ کالیداس کی خوبیوں کو قایم رکھا جائے حجم ۱۹۰ صفحات قیمت مجلد عہ

پیامِ شباب

یعنی بنگال کے نامور انقلابی شاعر قاضی نذرالاسلام کی بنگالی نظموں کے ترجمے اشتراکیت کے اس علمبردار کا کلام ایسی انقلابی نظموں سے پاک ہے جن میں خالی خولی جوش ہو اس کا ہر حلبہ راہ دار زندگی کی کج روی کے لیے تازیانۂ عبرت ہے اس انقلابی شاعر کے کلام کا جو دوم مرتبہ شعر و سخن میں ابتدا آزادی کے باعث قید و بند کے مصائب بھی برداشت کر چکا ہے یہ اُردو ترجمہ پڑھنے کے قابل ہے قیمت مجلد قسم اوّل عہ قسم دوم ۱؍ غیر مجلد قسم اوّل ۱۲؍ قسم دوم ۱؍

اُردُو

انجمنِ ترقّیٔ اُردُو (ہند) کا سہ ماہی رسالہ

(جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر میں شایع ہوتا ہی)

اس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہی۔ تنقیدی اور محققانہ
ن خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اُردو میں جو کتابیں شایع ہوتی ہیں، ان پر تبصرے
سالے کی ایک خصوصیت ہی۔ اس کا حجم ڈیڑھ سو صفحے یا اس سے زیادہ ہوتا ہی۔
، سالانہ محصول ڈاک وغیرہ مِلا کر سات رُپے۔ نمونہ کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

رسالہ سائنس

انجمنِ ترقّیٔ اُردُو (ہند) کا سہ ماہی رسالہ

(جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر میں شایع ہوتا ہی)

اس کا مقصد یہ ہی کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اُردو دانوں میں مقبول
کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں، یا جو
بحثیں یا ایجادیں ہو رہی ہیں، اُن کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جاتا ہی اور ان تمام مسائل کو
حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہی۔ اس سے اُردو
زبان کی ترقی اور اہلِ وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہی
رسالے میں متعدد بلاک بھی شایع ہوا کرتے ہیں قیمت سالانہ صرف چھ رُپے نمونہ کی قیمت ۱ روپیہ

انجمنِ ترقّیٔ اُردُو (ہند) دہلی